بسم اللہ الرحمن الرحیم

بولتے حقائق

جس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ اشاعتی حضرات حیات النبی ﷺ اور قبر میں روح اور جسم کے تعلق کے قائل نہیں، صرف اس نام کو استعمال کرتے ہیں تا کہ گمراہی کے فتوی سے بچ سکیں۔ نیز اس رسالہ میں مفتی علی الرحمن صاحب کے اُس فتوے کا بھی تحقیقی و تنقیدی جائزہ لیا گیا ہے جس میں انہوں نے مماتیوں کو اہل السنت والجماعت میں شامل کرنے کے لیے بعض مجمل حوالہ جات کا سہارا لیا ہے اور ان کو حیات النبی ﷺ کا قائل ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے۔

مؤلف

مفتی محمد افضال صاحب حفظہ اللہ غور غشتوی اٹک

نظر ثانی و اضافات

مفتی محمد زبیر الرحمن صاحب حفظہ اللہ

ناشر

نوجوانانِ احناف طلباءِ دیوبند پشاور

فہرست رسالہ "بولتے حقائق"

عقیدہ کی گمراہی اور اس کی مذمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمدللہ وحدہ والصلوۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ !

شرک اور کفر کے بعد جس گناہ پر سب سے زیادہ عذاب ہو گا وہ عقیدہ کی گمراہی ہے، عملی گناہوں میں عقیدہ کی گمراہی کا درجہ زنا، قتل وشراب خوری سے بڑھ کر ہے۔

امام محمد افندی بن بیر علی الرومی البرکلی الحنفی رحمہ اللہ تعالی (المتوفی ۹۸۱ھ) تحریر فرماتے ہیں:

والبدعة فی الاعتقاد هی المتبادرة من اطلاق البدعة والمبتدع والهواء واهل الهواء فبعضها کفر وبعضها لیست به ولکنها اکبر من کل کبیرة فی العمل حتی القتل والزنی ولیس فوقها الاالکفر والخطاء فیه لیس بعذر بخلاف الاجتهاد فی العمل ۔

(الطريقة المحمدية والسيرة الأحمدية ۔ص: ۵۲، ط: الحقانية پشاور پاکستان)

امام ابو الحسنات محمد عبد الحی اللکنوی الهندی الحنفی رحمہ اللہ تعالی (المتوفی ۱۳۰۴ھ) تحریر فرماتے ہیں:

والبدعة فی الاعتقاد فبعضها کفر وبعضها لیست به ولکنها اکبر من کل کبیرة فی العمل حتی القتل والزنی ولیس فوقها الا الکفر

(آکام النفائس فی اداء الاذکار بلسان الفارس۔ ص: ۴۶، من مجموعة الرسائل المجلد الرابع، ط: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی)

علامہ ابراهیم بن محمد بن ابراهیم حلبی حنفی رحمہ اللہ تعالی (المتوفی ۹۵۶ھ) تحریر فرماتے ہیں :

ویکره تقدیم المبتدع ایضا لانه فاسق من حیث الاعتقاد وهو اشد من الفسق من حیث العمل ۔

(الحلبی الکبیر المسمی غنیة المستملی فی شرح منیة المصلی ص: ۴۴۳۔ ط: نعمانیہ، کوئٹہ)

امام محمد بن وضاح القرطبی رحمہ اللہ تعالی (المتوفی ۲۸۷ھ) تحریر فرماتے ہیں:

[۸۹] نا اسد ، قال : نا محمد بن الفضیل، عن ابی بکر بن ابی عیاش، قال: کا ن عندنا فتی یقاتل ویشرب، وذکر اشیاء من الفسق، ثم انه تقرا ء، فدخل فی التشیع، فسمعت حبیب ابن ابی ثابت یقول : لانت یوم کنت تقاتل وتفعل ما تفعل خیر منک الیوم ۔

(کتاب البد ع والنهی عنها ۔ ص:۹۶۔ط:دار الکتب پشاور)

وفیہ ایضا : عن العوام بن حوشب انه کان یقول : واللہ لان اری عیسی (وهو ابنه) یجالس اصحاب البرابط والاشربة والباطل احب الی من اراه یجالس اصحاب الخصومات یعنی اہل البدع ۔

(کتاب البد ع والنهی عنها ص: ۱۲۶ ط : دار الکتب پشاور)

انہی عقائد میں سے ایک عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی روضۃ الشریفۃ اور سماع النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قبرہ علی ساکنه الف الف تحیة و سلاما ہے، یہ اہل سنت کا اتفاقی اور اجماع عقیدہ ہے، اہل سنت میں سے اسکا کوئی بھی منکر نہیں، اس عقیدہ کے منکرین میں سے ایک گروہ ہمارے زمانہ میں اشاعۃ التوحید والسنہ کا ہے۔ اس گروہ پر اہل سنت کے علماء نے بدعتی ہونے اور اہل سنت سے خارج ہونے کا حکم لگایا ہے، اور انکی اقتداء میں نماز ادا کرنے کو مکروہ تحریمی قرار دیا ہے، جیساکہ ہر بدعتی فرقہ کا یہی حکم ہے۔

واضح رہے کہ دین کے تمام عقائد کے نام بھی متعین ہیں اور مفہوم اور تشریح بھی متعین ہے، بالفاظ دیگر یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ ہر عقیدہ کو اسی مفہوم و معنی سے ماننا ضروری ہے جو اہل سنت کے نزدیک توارثا چلا آرہا ہے۔

منکرین اور ملحدین نے جو عقائد اسلامیہ کا انکار کیا ہے اسکی دو صورتیں ہیں، یا تو اس عقیدہ کا صاف انکار کر دیا، یا پھر عقیدہ کا نام تو وہی استعمال کیا جو اہل سنت کے نزدیک ہے لیکن اسکا مطلب اور مفہوم اپنا گھڑ لیا، دونوں ہی منکر ہیں، صرف نام کا ماننا اور مطلب اور مفہوم اپنا مراد لینا یہ بھی اس عقیدہ کا انکار ہی ہے، جیساکہ سر سید احمد خان کو ملائکہ اور جنات کا منکر کہا جاتا ہے حالانکہ وہ ملائکہ اور جنات کو مانتا ہے صرف انکا مطلب وہ نہیں لیتا جو معروف ہے بلکہ مراد قوت خیر و شر مراد لیتا ہے۔ (دیکھو مقدمہ تفسیر حقانی)۔ اسی طرح قادیانی مرزائی بھی ختم نبوت کا نام

بھی استعمال کرتے ہیں اور اسکو مانتے بھی ہیں لیکن مطلب انھوں نے اپنا لیا، اسی وجہ سے انکو منکرین ختم نبوت ہی کہا جاتا ہے۔ شیعہ خلفاء کو مانتے ہیں لیکن اسکا مطلب وہ اپنے ائمہ معصومین لیتے ہیں۔ لہذا کسی عقیدہ کا ماننے والا وہی ہو گا جو اس عقیدہ کو اس طرح مانے جیسے اہل سنت مانتے ہیں اور اگر اس عقیدہ کی کوئی دوسری تشریح کرتا ہے تو بھی منکر ہی ہو گا جیسا کہ مذکورہ امثلہ سے ظاہر ہے، اسی طرح عام عرف میں بھی ہے کہ کسی چیز کا قائل اسی کو کہا جاتا ہے جو اس چیز کو اس طرح مانے جو معنی اور مطلب اسکا عرف میں ہے جیسے کراچی کا ماننے والا وہی بندہ ہو گا جو اسی کراچی کو مانے جو سندھ میں ہے، اگر کوئی کراچی کو تو مانے، لیکن کہے وہ پنجاب میں ہے اسے کراچی کا ماننے والا نہیں کہا جائے گا، بلکہ نئی کراچی دریافت کرنے والا کہا جائے گا، یہ واضح ہو کہ اسلامی عقائد ایک ثابت شدہ حقیقت ہیں، انکو ایجاد اور دریافت نہیں کیا جاتا بلکہ صرف مانا جاتا ہے۔

منکرین حیات النبی ﷺ کی دو اقسام

عقیدہ حیات النبی ﷺ کے منکرین نے ان عقائد مسلمہ کا انکار دو طرح سے کیا ہے بعض نے تو صاف انکار کر دیا کہ اللہ کا نبی ﷺ اپنے روضہ میں زندہ ہی نہیں، جیسے چتڑوری نامی اشاعتی اور اسکی امثال، اور بعض حیات کا لفظ تو استعمال کرتے ہیں لیکن اسکا مطلب اور مفہوم دوسرا لیتے ہیں۔

منکرین حیات کی اپنے عقیدہ کے اظہار میں پالیسی

اس فرقہ کے ماہرین تقریباً اس بات پر متفق ہیں کہ یہ لوگ اپنے عقیدہ کا اظہار مختلف طرح سے کرتے ہیں، کبھی حیات کا اقرار بھی کرتے ہیں، کبھی اس پر کتب بھی لکھتے ہیں، کبھی بڑے علماء کے پاس حاضر ہو کر اپنی صفائیاں بھی دیتے ہیں کہ ہم تو حیات کے قائل ہیں، بلکہ ہمارے ہاں تو بعض اشاعتی حضرات نے بیعت بھی کی، لیکن وہ بیعت بھی وقتی تھی جب یہاں سے گئے تو بیعت بھی ختم ہو گئی اور بعض حضرات کو مجاز بھی بنایا گیا۔ فیا للعجب

اس فرقہ کے عقائد و نظریات سے علماء و مفتیان عظام کے عدم علم کی وجہ

اس فرقہ کی اکثر کتب صرف صوبہ خیبر پختون خواہ میں ہیں، باقی علاقوں میں انکی کتب نایاب ہیں، لہذا انکے اصل عقائد سے واقفیت ذرا مشکل ہے، جب تک اس فرقے کی کتب کا مطالعہ نہ ہو اس وقت تک اس فرقہ کے عقائد کے بارے میں کما حقہ واقفیت حاصل نہیں ہو سکتی، خصوصا بڑے علمائے کرام جو کہ مختلف قسم کی بڑی دینی خدمات میں مصروف ہیں، انھوں نے انکی کتب کا مطالعہ نہیں کیا ہوتا، صرف انکے بارے میں کچھ باتیں ان

سے یا ان کے متبعین سے سنیں ہوتی ہیں، اور پھر یہ الفاظ توحیات اور سماع اور قبر ہی کے استعمال کرتے ہیں لہذا ہمارے اکثر علمائے کرام جنھوں نے انکی کتب کا مطالعہ نہیں کیا ہو تا وہ اس فرقہ پر حکم لگانے میں ہاتھ ہلکا رکھتے ہیں، اور ان پر انکی حقیقت ظاہر نہیں ہوتی اور پھر بعض حضرات جو کہ حقیقت میں اشاعتی ہوتے ہیں" ہمارے مدارس میں پڑھتے ہیں وہ بھی اس فرقہ کو اہل سنت کا فرقہ بنا کر پیش کرتے ہیں، عبارات اور حوالہ جات میں ہیر پھیر کر کے انکے عقائد وہی ذکر کرتے ہیں جو کہ اہل سنت کے ہیں۔ فیاللأسف۔

ان تمام حالات کی وجہ سے بعض اوقات عوام الناس اور بعض علمائے کرام کے ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ یہ لوگ اہل سنت میں داخل ہیں، جو انکو خارج کہتے ہیں وہ متشدد ہیں یا کوئی ذاتیات کا مسئلہ ہے۔ یہاں ہم کچھ واقعات ذکر کرتے ہیں جس سے واضح ہو گا کہ بڑے بڑے علماء کرام کو اس فرقہ کے عقائد کا علم نہیں۔

حجۃ اللہ فی الارض حضرت مولانا محمد امین اوکاڑوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

دیوبند کا ایک فتوی جو الخیر کی پہلی جلد میں چھپا ہوا ہے، اسکے آخر میں ایک ورق تھا جس میں حضرت مولانا مفتی سعید احمد پالنپوری صاحب [سابق شیخ الحدیث دار العلوم دیوبند] نے لکھا تھا کہ ان کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے، مفتی ظفیر الدین صاحب نے کہا نہیں ہوتی، تو تین چار سال کی بات ہے مفتی سعید احمد پالنپوری صاحب ربوہ کانفرنس پر تشریف لائے، میرا چونکہ جمعہ کے دن فجر کی نماز کے بعد درس ہوتا ہے، مفصل درس کے بعد مولانا حبیب اللہ ڈیروی نے مجھے بتایا کہ مفتی سعید احمد پالنپوری صاحبؒ دیوبند سے تشریف لائے ہوئے ہیں، اور ان سے بات کرنی ہے، جب حضرت تشریف لائے تو میں نے عرض کیا کہ دو مسئلے انڈیا کے ہمارے پاس چل رہے ہیں ان دونوں پر مولانا سعید احمد صاحب کے دستخط موجود ہیں، ایک یہ کہ عورت صدر مملکت بن سکتی ہے، فرمایا وہ میرا نہیں ہے، وہ ایک مودودی ہے اسکا ہے، میں نے کہا ایک یہ کہ منکر حیات النبی ﷺ کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے، فرمایا وہ میرا ہے، میں نے کہا آپ نے کیسے لکھا ہے، مولانا صاحب اس بات سے تھوڑے غصے میں آگئے، انھوں نے کہا مجھے سمجھ نہیں آتی تم اتنا تشدد کیوں کرتے ہو کہ جب یہ فتوی آیا تو سب سے پہلے مجھے سرفراز احمد صاحب کا خط آگیا کہ آپ فتوی پر نظر ثانی کرے، میں نے پھر مفتیان کرام کے سامنے فتوی رکھا تو سب نے کہا ٹھیک ہے تو

چھ ماہ بعد مولانا صاحب نے میرے پاس آدمی بھیجا کہ آپ نے اس مسئلہ پر نظر ثانی کیوں نہیں کی ہمارے ملک میں آپ کا یہ فتوی فتنہ بن گیا ہے، میں حیران ہوں کہ آپ لوگ ضد کیوں کرتے ہیں، میں نے کہا آپ کو پتہ ہے کہ اختلاف کیا ہے ہمارا اور انکا؟ تو پھر فرمایا کہ یہی کہ موت کے معنی میں اختلاف ہے، کہ آنحضرت ﷺ کو موت آئی ان کے حبس روح سے تھی یا خروج روح سے تھی، میں نے کہا ہمارا یہ اختلاف نہیں ہے، اسمیں کوئی جو بھی معنی مانے ہم اسکو دیوبندی کہتے ہیں، سنی کہتے ہیں، حنفی کہتے ہیں، میں نے کہا اگر یہ تعلق تلبس روح سے حیات مانے پھر بھی ہم کہتے ہیں ٹھیک ہے یا تعلق روح سے مانے پھر بھی کہتے ہیں ٹھیک ہے، کہنے لگے وہ کیا کہتے ہیں؟ حیات ہے ہی نہیں یا روح کا جسد عنصری سے تعلق نہیں مانتے۔ میں نے کہا نہیں مانتے، انھوں نے کہا یہ بات ہے، میں نے کہا یہی بات ہے، انھوں نے کہا ہمیں اس بات کا پتہ نہیں ہے کہ وہ اس بات کے قائل ہیں تو یہ عقیدہ انکا بالکل غلط ہے اور پوری امت کے خلاف ہے، ہم یہاں یہ سمجھتے ہیں کہ یہاں جھگڑا یہ پڑا ہوا ہے کہ آنحضرت ﷺ پر جب موت طاری ہوئی ہے، موت خروج روح سے ہوئی ہے یا اس انقباض روح سے ہوئی ہے۔

(خطبات صفدر، ۳/ ۲۵۵۔ ط: امدادیہ، ملتان)

شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتھم العالیہ:

حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے تعلیم القران راجہ بازار راولپنڈی میں اپنی تاریخ دی ، حضرت مولانا حافظ نثار احمد الحسینی رحمہ اللہ نے انکو خط لکھا اور اشاعتی حضرات کے چند حوالہ جات بھی بھیجے کہ یہ غلط لوگ ہیں، اس پر حضرت مفتی نے جو جواب ارسال فرمایا، اس کو نقل کیا جارہا ہے جس سے معلوم ہو جائے گا کہ اشاعتی حضرات کا عقیدہ بہت کم لوگوں کو معلوم ہے، خصوصاً خیبر پختون خواہ اور پنجاب کے علاوہ صوبوں کے علماء کو۔۔۔

ان کا خط درج ذیل ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

گرامی قدر مکرم جناب مولانا حافظ نثار احمد الحسینی صاحب زید مجدکم السامی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کا گرامی نامہ اور مرسلہ کتابیں ملیں جس کیلئے میں آپ کا تہہ دل سے ممنون ہوں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ خیرا۔

ایک بات تو پہلے ہی یہ عرض کردوں کہ مولانا اشرف علی صاحب جب مجھے اس جلسے میں حاضر ہونے کی دعوت دینے کیلئے آئے تھے، اس وقت ہی بندہ نے ان سے پکا وعدہ نہیں کیا تھا، بلکہ اسے حالات پر موقوف رکھا تھا، البتہ یہ عرض کیا تھا کہ انشاء اللہ کوشش کرونگا، بعد میں جب انکا یاد دہانی کیلئے خط آیا تو میں نے ان سے معذرت کرلی تھی چنانچہ جلسے میں بندہ شریک نہیں ہوگا۔

البتہ بندہ کے ذہن پر تاثر یہ تھا کہ اب شاید اختلاف کی وہ شوراشوری باقی نہیں رہی اور خاص طور پر مولانا اشرف علی صاحب کے طرز عمل میں مجھے یہ امید نظر آتی تھی کہ وہ مفاہمت کی راہ پر گامزن ہیں لیکن آپ نے جو کتابیں بھیجیں ہیں ان کے سرسری مطالعہ ہی سے بندہ کے افسوس کی انتہا نہیں رہی انا للہ وانا الیہ رجعون۔ آپ نے "تحفۃ الاشاعت" نامی کتاب پر جو تبصرہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی جزائے خیر عطا فرمائیں امین۔ بندہ کو ان حالات سے باخبر کرنے پر دوبارہ آپ کا شکر گزار ہوں۔ دعا میں یاد رکھنے کی درخواست ہے والسلام۔

بندہ محمد تقی عثمانی

۱۵ رجب، ۱۴۳۲ھ۔

اس خط سے بالکل واضح ہے کہ ان حضرات کو اس فرقہ کے عقائد کا علم نہیں ورنہ یہ خط تقریباً 2010ء کا ہے اور حضرت 62ء کے بعد حالات کے اچھا ہونے کا ذکر کر رہے ہیں یعنی 48 سال تک ان کو اس فرقہ کے صحیح عقائد کا علم نہ ہوسکا حالانکہ اس دوران کتنے ہی مناظرے ہوئے، کتب لکھی گئی، چتروڑی کا فتنہ پیدا ہوا اور پھر صرف سرسری مطالعہ ہی پر انا للہ پڑھا اگر تفصیلی مطالعہ فرماتے تو کیا فتویٰ دیتے۔

اپنی روداد:

بندہ 2011ء میں جب اکوڑہ خٹک میں افتاء کر رہا تھا تو وہاں کے نائب مفتی، مفتی عبد المنعم صاحب دامت برکاتھم العالیہ سے درسگاہ میں اشاعتی حضرات کی اقتداء میں نماز ادا کرنے کا سوال ہوا، تو انھوں نے فرمایا: ہوتی ہے، وہ بھی برزخی حیات کے قائل ہیں، دوسرے دن بندہ نے اشاعتی حضرات کی کتب کے چند حوالہ جات ان

کو دکھائیں، کہ ان کے اصل عقائد یہ ہیں، تو انھوں نے فرمایا:

"مجھے معلوم نہیں تھا اگر انکے عقائد یہ ہیں تو انکی اقتداء مکروہ تحریمی ہے"۔

مقصدِ تصنیف

اس عقیدہ کے بیان اور اظہار میں ہمیشہ دو قسم کے لوگ رہیں ہیں، ایک قسم وہ ہے جو صاف واضح الفاظ میں اپنے عقیدہ کا اظہار کرتے تھے، دوسرا طبقہ وہ ہے جنھوں نے کچھ اخفاء اور مصلحت کو ترجیح دی، جب ان کے خلاف کام اہل سنت نے کیا اور ان پر بدعتی اور اہل سنت سے خروج کے فتاوی ملک اور بیرون ملک سے لگے، مساجد کی امامت سے ان کو دور کیا گیا، تو انھوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ ہم تو حیات کے قائل ہیں، ہمارا وہی مسلک ہے جو اکابر دیوبند کا ہے، اور پھر اس سلسلہ میں کچھ کتابیں لکھی، انہی میں سے ایک کتاب مسلک الاکابر ہے، دوسری بندیالوی صاحب کی حیات النبی ﷺ ہے، اور آج کل بعض مفتیان کرام کو بھی یہ باور کرانے کا شوق لگا ہے کہ یہ فرقہ حیات کا قائل ہے، انہی میں سے ایک جناب علی الرحمٰن صاحب ہیں جن کا حال ہی میں ایک فتوی آیا ہوا ہے جس میں انھوں نے اپنے مادر علمی جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کے مؤقف بابت حیات النبی ﷺ اور سماع النبی ﷺ کو بالائے طاق رکھ کر چند حوالہ جات کے ذریعہ ناکام کوشش کی ہے کہ یہ فرقہ حیات کا اور تعلق کا قائل ہے، ذیل میں اسی فتوی کے بارے میں کچھ عرض کیا جائیگا۔

اس فتوی میں دو باتوں کا اثبات ہے، ایک تو حیاۃ الانبیاء کے بارے میں اہل سنت کا عقیدہ اور موقف کیا ہے، اور دوسرا اشاعتی حضرات کا حیات الانبیاء کے بارے میں کیا نظریہ ہے، مفتی صاحب نے ان دو باتوں کا جواب فتوی میں دیا ہے، حیاۃ الانبیاء کے متعلق تو وہی عقیدہ لکھا ہے جو اہل سنت کا ہے الحمد للہ، لیکن اشاعتی حضرات کے متعلق لکھا ہے:

"ہماری اس تحقیق کے مطابق اس مسئلہ میں دونوں جانب اہل حق ہیں۔"

(فتوی کا ص:۵)

یہ بات مفتی صاحب کی غلط ہے کیونکہ اشاعتی حضرات کا مسلک ان مسائل میں اہل سنت والا نہیں، بلکہ گمراہ فرق والا ہے، لہذا یہ گمراہ ہیں، اس فرقہ کے حوالہ جات تفصیلاً ذکر ہونگے، جس سے معلوم ہوگا کہ اس فرقہ کا اصل عقیدہ کیا ہے۔

مفتی علی الرحمٰن صاحب کے فتوے کا خلاصہ: مفتی صاحب کے فتوی کا خلاصہ یہ باتیں ہیں!

”علمائے اشاعۃ التوحید اور بعض علمائے اہل سنت کے تقاریظ، دلائل حیات، ان کی چند کتب سے اسکا ثبوت کہ اشاعت التوحید والے علمائے کرام بھی حیات کے قائل ہیں، اہل حق کی تصریحات کہ اشاعتی حضرات بھی صحیح ہیں۔“

جن بعض علمائے اہل سنت کے تقاریظ ہیں وہ متعلقہ فتوی کے ظاہری عبارات پر ہے جس پر انہوں نے اعتبار کیا ہے حالانکہ اشاعتی حضرات کا اصل عقیدہ یہ نہیں ہے، جیساکہ تفصیلا آگے آرہا ہے تو جب بنا باطل ہوگئی تو فتوی بھی باطل، لہذا دلائل کے جوابات دینے کی ضرورت نہیں، باقی دو باتوں کا جواب تفصیلاً ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے۔

سب سے پہلے یہ بات واضح ہو کہ اشاعت والوں نے جن متفق علیہ چیزوں کا انکار کیا۔۔۔وہ یہ ہیں:

۱۔حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظ کا۔

۲۔اسکے معنی اور مطلب کا۔

۳۔قبر کا۔

۴۔تعلق الروح بالبدن العنصری کا۔

۵۔سماع عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا۔

۶۔استشفاع من النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

اشاعت کے دونوں گروہ قبر کے انکار، سماع، استشفاع کے انکار پر متفق ہیں، صرف حیات اور تعلق کے بارے میں کچھ نہ کچھ تاویلات کا سہارا لے کر اپنا عقیدہ چھپا لیتے ہیں۔

جناب علی الرحمٰن صاحب نے بھی قبر اور سماع اور استشفاع کے مسئلہ کا ذکر تک نہیں کیا اور جن اشاعتی علماء کی کتب کے حوالے دیئے ان میں تو صاف قبر اور سماع کا انکار موجود ہے جیساکہ آگے آرہا ہے حالانکہ سماع عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم اہل سنت کا اتفاقی عقیدہ ہے اور کیا اسکا انکار اہل سنت سے خروج نہیں ہے؟ جب ایک آدمی قبر ہی نہیں مانتا، تو تعلق اور عذاب قبر کے ماننے کا کیا مطلب؟ لہذا جب یہ لوگ قبر ہی کے منکر ہیں تو اہل سنت سے خارج ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ جناب نے جن کتب کا حوالہ دیا ہے وہ انکے نزدیک بعض تو متداول نہیں جیسے اقامۃ البرھان اور مسالک العلماء اور بعض کے وہ منکر ہیں جیسے تحریرات حدیث۔ مسلک الاکابر اور ندائے حق کے حوالہ

جات کی حقیقت آگے آرہی ہے کہ ان کے نزدیک تعلق سے کیا مراد ہے؟ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں کہ مفتی صاحب کے حوالہ جات کی اشاعتی حضرات کے نزدیک کیا حیثیت ہے!

تحریرات حدیث کا حوالہ اور اس کی حقیقت

تعلق روح کو اشاعت التوحید والے بھی مانتے ہیں اس پر سب سے پہلا حوالہ مفتی صاحب نے تحریرات حدیث کا دیا ہے جو کہ یہ ہے:

"اس بات پر کہ قبر کے سوال کے وقت روح بدن میں عود کر آتی ہے اور تعلق ہمیشہ رہتا ہے گو بدن ریزہ ریزہ اور متفرق و منقسم ہو چکا ہو احادیث متواترہ وارد ہیں"

(تحریرات حدیث ص257، فتوی کا ص61)

حضرت شیخ رحمہ اللہ کا عقیدہ کیا تھا یہاں اسکی بحث نہیں، لیکن ذیل میں اختصاراً کچھ حوالہ جات اشاعتی حضرات کی معتبر کتب سے نقل کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو کہ اشاعتی حضرات ان کے بارے میں کس عقیدہ کا ذہن رکھتے ہیں اور کیا ثابت کرتے ہیں۔

ندائے حق میں ہے:

"پیر طریقت مولانا حسین علیؒ

اور تحقیق بل احیاء کی یہ ہے کہ احیاء سے مراد یہ بالکل نہیں اس جسم کے ساتھ زندہ ہیں ،باقی روح خود زندہ ہوتے ہیں مع النفس یابدون النفس اور نفس اور روح کی مثال آگ اور دخان جیسی ہے باقی ان کو خاص اس معنی کے ساتھ زندہ کہنا اس وجہ سے ہے کہ یہ زیادہ عیش و خوشی میں ہوتے ہیں۔"

(بلغة الحیران نداء حق۔ ۱۵۲/۱۔ط: اشاعت اسلام)

اس میں یہ بھی ہے

"ہمارے پیرومرشد سیدی سندی مفسرو محقق و مدقق منذر الناس فی الاحقاف حسین علی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تحریرات میں عود روح کے بارے میں صاف طور پر ملا علی قاری رحمۃ اللہ کے قول کی صریح تردید فرمائی، وما فی المرقاۃ فلیس بشئ ولم یقله احد ولم یعتد به یعنی عود روح کے متعلق جو تقریر ملا علی قاریؒ کی مرقاہ شرح مشکوۃ میں موجود

ہے وہ کچھ نہی اور نہ ہی اسکا کوئی قائل ہے، اور نہ یہ معتبر ہے اور اس سے پہلے لکھا واما العود الی الجسد فھو اما من الرواۃ او المعنی العود الی جزء من الجسد الذی ھو النفس کما قالہ صاحب الخازن کما فی قوت المغتذی علی جامع الترمذی۔یعنی یہ کہنا کہ قبر میں روح واپس جسم کی طرف آجاتی ہے یا تو راویوں کی طرف سے انکے فہم کے مطابق اپنا تصرف ہے یا پھر اسکا مطلب یہ ہے کہ جسم انسان کا وہ جزو جس کو نفس کہتے ہیں اسکی طرف روح انسانی عود کرتی ہے ،آگے چل کر تحریر فرماتے ہیں :فالقول الثابت ان اجزاء البدن من المیت لا سماع لھا ولا شعور لھا والفرح والسرور فی البرزخ نعم یری اشیاء من القبور ویسمع الاصوات علی خرق العادات۔(تحریرات حدیث ص 210)، پس پختہ بات یہی ہے کہ میت کے بدن کے اجزاء کا نہ سماع ہے اور نہ ہی انکو کسی طرح کا شعور ہے۔"

(ندائے حق۔۲۳۰/۱۔ط: اشاعت اسلام)

یہی حوالہ عقیدہ الامت صفحہ :۳۴۱،اقامۃ البرھان صفحہ :۸۸ میں بھی ہے۔اس میں یہ بھی ہے

"صاحب تسکین کے پیرو مرشد حضرت مولنا حسین علیؒ فرماتے ہیں کہ اعادہ روح کی حدیث دوسری متواتر حدیثوں کے معارض ہے۔"

(ندائے حق۔۳۱۴/۱۔ط: اشاعت اسلام)

عقیدۃ الامت میں ہے:

"ہم نے ردالمنکرات کے حوالہ سے پیش کیا ہے جس میں واضح طور پر انھوں نے لکھا ہے کہ مولانا حسین علی سماع عند القبر کے قائل نہیں تھے ،سماع عند القبر کے متعلق مولانا نور الحسن صاحب کے بارے میں حضرت شیخ القرانؒ نے لکھا کہ شاہ صاحب نے ہم پر بہتان لگایا ہے ان الفاظ سماع عند القبر کی اپنی طرف نسبت کرنے کو حضرتؒ نے بہتان کہا ہے۔

(ص:۳۸٦،ط:جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ،نوشہرہ)

ان حوالہ جات سے واضح ہے کہ اشاعتی حضرات حضرت شیخ کے بارے میں حیات اور سماع وغیرہ عقائد کا

ذہن نہیں رکھتے تو کیا انکی تحریرات کی وجہ سے وہ قائل متصور ہونگے جب کہ وہ خود تو کیا، حضرت شیخؒ ہی کو منکر حیات وسماع اور اپنا ہمنوا بنانے کی فکر میں ہیں۔ اشاعتی حضرات کی اکثر کتب میں حضرت شیخ مولانا حسین علیؒ کی طرف انہی اشاعتی عقائد کی نسبت کی گئی ہے۔

اشاعتی حضرات کے ہاں معتبر و مستند عالم دین جناب نیلوی شاہ صاحب نے حضرت مولانا حسین علی رحمہ اللہ کی سوانح لکھی ہے اسمیں بھی انکی طرف عدم سماع ہی کا قول منسوب کیا ہے۔۔

"کہ جب اللہ چاہے تو سنا دیتا ہے۔ دیکھو۔۔۔"

(ناشر القران۔ ص:۲۴۳، ط:گلستان پرنٹنگ پریس سرگودھا)

اسی طرح تفسیر بے نظیر جو حضرت مولانا حسین علی صاحب رحمہ اللہ کی املائی تفسیر ہے اسمیں بھی سماع کا انکار ہی ہے۔

اسی طرح ناشر القران میں نیلوی صاحب نے تعلق الروح بالبدن کے بارے میں حضرت شیخ رحمہ اللہ کا یہ عقیدہ لکھا ہے:

"اسکا مطلب واضح ہے جو مر جاتا ہے اسکی روح جسم سے جدا ہو جانے کے بعد پھر دوبارہ قیامت سے پہلے پہلے اس جسد عنصری میں واپس نہیں لوٹتی۔"

(ناشر القران۔ ص:۲۳۶، ط:گلستان پرنٹنگ پریس سرگودھا)

ان تمام حوالہ جات سے واضح ہے کہ اشاعت التوحید والے حضرت شیخ رحمہ اللہ کے بارے میں حیات، سماع عقائد کے قائل نہیں۔ تو کیا اب بھی کوئی صرف تحریرات کے اجمالی حوالہ سے یہ ثابت کر سکتا ہے کہ اشاعت التوحید والے حیات اور تعلق کے قائل ہیں؟

مماتی حضرات کے نزدیک تحریرات حدیث کی حقیقت

پھر یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ تحریرات کو اشاعتی حضرات غیر معتبر مانتے ہیں، چنانچہ اشاعتی حضرات کی اکثر کتب میں تحریرات کو غیر معتبر قرار دیا گیا ہے۔

میاں الیاس صاحب سوانح حضرت حسین علیؒ میں لکھتے ہیں:

"لیکن حقیقت یہ ہے کہ تحریرات حدیث حضرت مولانا کے غیر مرتب مضامین کا مجموعہ ہے، بلکہ انہیں مضامین کی بجائے امدادی اور یادداشتی نوٹس کہنا زیادہ مناسب ہے، کتاب

کے ابواب ناقص اور غیر مکمل ہیں، اور ربط وترتیب باہمی ہونے سے عاری ہیں، جن کے مطالعہ سے مؤلف کے بارے میں ابہام پیدا ہوتا ہے، جبکہ مؤلف نے ان مسائل کے بارے میں تفسیر بے نظیر اور بلغة الحیران میں معروف موقف اختیار کیا ہوا ہے۔ مولانا مفتی سید محمد حسین شاہ نیلوی مدظلہ لکھتے ہیں کہ:

"تحریرات حدیث غیر ترتیب مضامین کا مجموعہ ہے جسے حضرت مولنا کے حکم اور اہتمام سے طبع نہیں کرایا گیا، ہمارے حضرت صاحب کے یہ غیر مرتب مسودات کسی جگہ رکھے تھے ۔مولانا رب نواز صاحب ساکن بستی عبدالوھاب چاون تحصیل کبیر والا نے وہ مسودات وہاں سے حاصل کر کے کتابت کیلئے کاتب کو دے دیئے، اور اپنی صوابدید اور سمجھ کے مطابق تصحیح بھی کر دی ان میں سے بعض مسودات کی نہ تو کتابت ہو سکی اور نہ وہ چھپ سکے، جس شخص نے تحریرات حدیث کا مطالعہ کیا ہے اس سے یہ بات مخفی نہیں ہے۔"

(حاشیہ بدر منیر ص:۱۹۴، از مولانا مفتی سید محمد حسین شاہ نیلوی مدظلہ)

تحریرات حدیث کے بارے میں یہی موقف مولانا سجاد بخاری مولف اقامۃ البرھان اور حضرت مولانا کے دوسرے متعلقین کا ہے، اور انھوں نے نامکمل ابواب (اعتراضات) سے اپنے نظریہ سماع موتی اور استشفاع عند القبر وغیرہ اس استدلال کیا ہے، اور ان امور میں حضرت کو اپنے عقائد کا مؤید بتایا ہے، غالباً انہیں یہ مغالطہ اعتراضات وشبہات کے باب میں حضرت بلالؓ بن حارث مزنی سے منسوب ایک روایت کے ذکر سے ہوا ہے (تسکین الصدور۔ ص:۳۷۶، سماع الموتی۔ ص:۱۶۸ از مولانا سرفراز خان صفدر) حالانکہ حضرت مولانا نے اپنی تفسیر بے نظیر میں سورت جاثیہ کے خلاصہ میں اس روایت کی سند پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے:

" فی سند روایة سیف بن عمرو الضبی اجمعو علی ضعفه والهم بالزندقة" (تفسیر بے نظیر۔ ص:۱۸۴)

(سوانح مولانا حسین علی از میاں محمد الیاس ص:۱۱۲۔ ط: اشاعت اکیڈمی، پشاور)

قاضی شمس الدین صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"احقر کے پاس جو تحریرات حضرت مرحوم کا قلمی نسخہ ہے اس میں اس مطبوعہ نسخے سے تقریباً چار گناہ زیادہ بحث اس حدیث کے متعلق لکھی ہوئی ہے۔"

(تصانیف قاضی شمس الدین۔ ص:۶۰۶۔ط:ادارہ تحفظ کتب اہل سنت والجماعت)

خلاصہ بحث:

جب اشاعت والے علماء کرام تحریرات حدیث کو ہی معتبر نہیں مانتے تو اس میں درج عقائد کے وہ کیسے قائل ہوں گے۔

شیخ القران مولانا محمد طاہر صاحب کا حوالہ اور اس کی حقیقت

ان کا بھی مفتی صاحب نے حوالہ دیا ہے کہ یہ بھی تعلق کے قائل ہیں، اور البصائر کا حوالہ دیا ہے، حضرت شیخ کا عقیدہ کیا تھا؟ اس کی وضاحت نیلوی صاحب نے حضرت حسین علیؒ کی سوانح میں کی ہے، اور اس میں ان کا یہ عقیدہ لکھا ہے:

"مسئلہ حیات النبی بعد وفات النبی ﷺ، سماع عند القبر، استشفاع، توسل ووسیلہ وسماع موتی وغیرہ مسائل میں ان کا مسلک بہت راسخ تھا ان مسائل میں مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاریؒ کے ہمنوا تھے، اور کسی کی پرواہ کیے بغیر قائلین سماع موتی کو کافر ومشرک سمجھتے تھے"۔

(ناشر القران۔ ص:۱۲۲، ط:گلستان پرنٹنگ پریس سرگودھا)

اسی طرح رد المنکرات نیلوی صاحب کی کتاب ہے اس میں بھی ان کی تقریظ ہے، اور اس کتاب میں تعلق والے مذہب کے بارے میں لکھا ہے:

"بعد از وفات روح ملا اعلی میں ہے لیکن جسد اطہر سے روح کا تعلق اشرافی یا اشراقی ہے (کوئی بزرگ)"۔

(رد المنکرات۔ ص:۸۴، ط:الفیصل گجرات)

اور پھر اہل حق کا مذہب اس سے الگ بیان فرمایا ہے۔ ان دونوں حوالہ جات سے تو ظاہر ہے کہ وہ بھی ان عقائد میں عام منکرین کی طرح منکر ہی تھے۔ اگر البصائر والے مجمل حوالے کی وجہ سے ان کو تعلق کا قائل مان بھی لیا جائے تو مماتیوں کے ہاں گویا یہ انکا تفرد ہو گا، باقی اشاعتی حضرات اس کے قائل نہیں، کیونکہ البصائر میں تین

جگہ حضرت شیخ نے حیاۃ فی القبر کا ذکر کیا ہے اور سب جگہ محشی خان بادشاہ صاحب نے اسکو رد کر دیا ہے چنانچہ ملاحظہ ہو۔ البصائر میں ہے:

"وھذا احیاء بعد الممات فی القبور کمانص اللہ سبحانہ فی القران حیث ذکر سبحانہ قالوا ربنا امتنا اثنتین واحییتنا اثنتین ----وبھذا احتج العلماء علی حیاۃ القبر کما فی تفسیرکبیر فلو نثبت السماع یکون حینئذ ثم یموت فی القبر وقد اتفق اہل السنۃ والجماعۃ ان المیت فی القبر یحی ثم یموت۔"

مذکورہ عبارت سے چونکہ حیات فی القبر ثابت ہورہی تھی تو محشی خان بادشاہ نے اس پر یہ تبصرہ صادر فرمایا:

"اقول قد ذکرت عبارات الاصل کما ھی لکن الاولی ھھنا ان یقال .. وھذا یکون احیاء بعد الممات فی القبور وھو خلاف النص ۔"

(البصائر۔ ص:۱۳۴، الناشر: الیمان جامعہ الامام محمد طاہرؒ دار القرآن پنج پیر، صوابی، پاکستان)

یعنی حیات فی القبر تو نص کے خلاف ہے، حضرت شیخ تو نص سے حیات فی القبر کا اثبات فرماتے ہیں اور اس پر اہل سنت کا اتفاق نقل فرماتے ہیں لیکن محشی صاحب نے اسکو خلاف نص کہہ دیا۔

البصائر میں ہے:

"ووقتھا وقت اعادۃ الروح الی الجسد۔"

(البصائر۔ ص:۱۷۱، الناشر: الیمان جامعہ الامام محمد طاہرؒ دار القرآن پنج پیر، صوابی، پاکستان)

اس سے بھی چونکہ اعادہ روح ثابت ہوتا تھا تو محشی خان بادشاہ نے اس جواب کو بھی رد کر دیا اور فرمایا:

"لکن ھذا الجواب (ای اعادۃ الروح الی الجسد وقت المسألۃ) لیس بمرضی لنا ..."

(البصائر ص:۱۷۲، الناشر: الیمان جامعہ الامام محمد طاہرؒ دار القرآن پنج پیر، صوابی، پاکستان)

حضرت شیخؒ نے البصائر میں اللہ تعالی کے قول "قالوا ربنا امتنا" ص:۱۸۶ پر بھی نقل فرمایا اور اس سے حیات فی القبر کو ثابت کیا۔-- چنانچہ انکے الفاظ یہ ہیں

"ثم الاحیاء فی القبر"

اسکو بھی محشی نے رد کر دیا اور اسکے تحت لکھا:

"واما الاحیاء فی القبر فهو مروی عن السدی الکذاب فلایحتج به فالمسطور فی کتاب الشیخ لیس مبنیا علی التحقیق کما لایخفی علی من له ممارسة۔"

(حاشیۃ البصائر ص:۱۸۶، الناشر: الیمان جامعہ الامام محمد طاہرؒ دار القرآن پنج پیر، صوابی، پاکستان)

اور یہ کتاب محشی مکتبۃ الیمان کی شائع شدہ ہے اور ناشر جناب طیب طاہری صاحب ہیں، اب جب حضرت شیخ کی ثابت کردہ حیات فی القبر کو رد کر دیا اور اسکا حاشیہ بھی طیب طاہری صاحب کی اجازت سے شائع ہوا، اور یہ بات بھی معروف ہے کہ خان بادشاہ صاحب انکا معتبر عالم ہے، تو کیا اشاعتی حضرات ان حوالہ جات کی وجہ سے حیات اور تعلق کے قائل ہوں گے؟

باقی یہ ذہن میں رہے کہ بحث مولانا طاہر صاحب کے عقائد کے بارے میں نہیں بلکہ موجودہ اشاعتیوں کے بارے میں ہے۔

قاضی شمس الدین صاحب کا حوالہ اور اس کی حقیقت

جناب مفتی علی الرحمٰن صاحب نے قاضی صاحب کی بھی ایک عبارت ان کی کتاب مسالک العلماء ص: ۲۴۸ سے فتویٰ میں پیش فرمائی ہے، جس میں ایک مجہول الکیفیت تعلق کا قول ذکر فرمایا ہے، معلوم نہیں مفتی صاحب نے اسی کتاب کی باقی عبارات کیوں ترک کر دی چنانچہ قاضی صاحب کا ان مسائل کے متعلق مسلک ذیل کی عبارات سے واضح ہوتا ہے جو اشاعتی حضرات والا مسلک ہی ہے۔

چنانچہ حضرت قاضی صاحب لکھتے ہیں:

"قران کریم میں جس آیت میں شہداء کی حیات صراحۃ اور انبیاء علیہم السلام کی بدلالۃ النص ثابت ہوتی ہے اس آیۃ کی جو تفسیر اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر ﷺ نے کی ہے اسمیں جسد عنصری کے ساتھ روح کے تعلق کا اشارہ تک نہیں ملتا اور جب نہیں ملتا تو صحابہ کرام کس حیات بعد الوفات کا اعتقاد رکھتے ہوں گے وہی جو نبی ﷺ سے سنی جس میں تعلق روح بالجسد العنصری کا اشارہ تک بھی نہیں ملتا کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ توقع ہو سکتی ہے کہ نبی

پاک ﷺ سے اور سنا ہو اور اعتقاد کچھ اور رکھتے ہوں، ہماری تو یہ جرات نہیں کہ صحابہ سے یہ توقع کریں۔"

(مسالک العلماء۔ ص:۵۳، ط:اشاعت اکیڈمی، پشاور)

جناب قاضی صاحب نے وضاحت فرمادی کہ آپ علیہ السلام نے بھی حیات کی کیفیت بلا تعلق ارشاد فرمائی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا بھی یہی اعتقاد تھا، تو قاضی کا اعتقاد اگر تعلق والا ہو تو یہ آپ علیہ السلام اور صحابہ کرام کی مخالفت ہوگئی۔۔۔ کیا قاضی صاحب سے یہ توقع کی جاسکتی ہے؟
آگے یہ بھی لکھا ہے:

"الغرض نبی ﷺ، صحابہ کرامؓ، تابعین، تبع تابعین، ائمہ اربعہؒ، امام بخاریؒ، مسلمؒ، ابو داؤدؒ کا زمانہ تو یوں گزرا کہ اس حیات الشہداء یا حیات الانبیاء کا مفہوم سمجھا گیا جس میں تعلق روح بالجسد العنصری کا اشارہ بھی نہیں پایا جاتا"

(مسالک العلماء۔ ص:۵۸، ط:اشاعت اکیڈمی، پشاور)

"اس کتاب میں بڑی رٹ لگائی ہے کہ حیات جسم سے ہی تعلق رکھتی ہے اس سے متاثر ہو کر کوئی یہ خیال کرے کہ صاحب موصوف صحیح کہہ رہے ہیں اور واقعی تعلق الروح بالجسد العنصری کے سوائے حیات کی صورت ہی نہیں سو اسکے متعلق عرض ہے کہ صاحب موصوف جو کچھ کہہ رہے ہیں یہ سب غلط ہے۔"

(مسالک العلماء۔ ص:۵۹، ط:اشاعت اکیڈمی، پشاور)

"الغرض نبی ﷺ کے زمانہ سے لیکر ائمہ اربعہؒ کے زمانہ تک تو حیات الشہداء اور حیات الانبیاء علیہم السلام کا یہی مفہوم مراد لیا گیا جس کا جسم عنصری سے کوئی تعلق نہیں اور صحابہ کرام تو یہ آیت حیات الشہداء والانبیاء پر دالہ کی اس تفسیر پر ایمان لا کر جو آنحضرت ﷺ کے منہ مبارک سے سنے تھے کہ ارواحھم فی حواصل طیر خضر الخ اور جس کا جسم عنصری سے کوئی واسطہ نہیں نہ معتزلی ہوئے اور نہ روافض ہوئے بلکہ افضل ھدہ الامۃ ہی رہے، کیا جس عقیدہ پر صحابہ کرام تھے اس کو اختیار کرنا اعتزال یا رفض ہے والعیاذ باللہ، بار بار عرض کر چکا ہوں کہ

دلیل اس امر کی کہ صحابہ کرام کا یہ عقیدہ تھا یہ ہے کہ وہ اس کے سوائے اور نقل کچھ نہیں کرتے، لہذا یہ لازمی کہنا پڑے گا کہ جو وہ نقل کرتے ہیں آنحضرت ﷺ سے عقیدہ بھی انکا یہی تھا۔"

(مسالک العلماء۔ ص:۶۱،۶۰ ط: اشاعت اکیڈمی، پشاور)

جب نبی علیہ السلام نے بھی تعلق کا اشارہ تک نہیں کیا، صحابہ کرام کا اعتقاد بھی یہی تھا، تابعین، تبع تابعین، ائمہ اربعہ، ائمہ حدیث سب کا عقیدہ بلا تعلق والی حیات روحانی کا تھا تو کیا قاضی تعلق والی حیات کے قائل ہوں گے؟

قاضی صاحب نے اپنا مسلک اپنی ایک دوسری کتاب افادات حسینیہ میں ان الفاظ سے بیان فرمایا ہے:

"اصل نزاع کی چیز یہ ہے کہ یہ انبیاء علیہم السلام کا قبر میں نماز پڑھنا، قیام، رکوع، سجود کرنا، اور قرآن کریم پڑھنا یہ اس جسم عنصری مدفون فی القبر سے ہے یا نہ اور اگر اس سے ہے اور یہی جسم عنصری کھڑا ہو جاتا ہے اور یہ سارے افعال کرتا ہے تو روح اس وقت پورے طور پر اسمیں داخل ہوتی ہے یا کچھ داخل اور کچھ خارج رہتی ہے یا داخل تو نہیں ہوتی بتمامہ خارج رہتی ہے مگر خارج رہتے ہوئے اس بدن سے ایسا تعلق معلوم الکیفیہ یامجہول الکیفیہ پیدا ہو جاتا ہے جس سے وہ بدن اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور نماز پڑھنے لگتا ہے جس میں قیام قرات، رکوع سجود کرتا ہے۔۔۔۔ اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ یہی جسم کسی صورت میں صور مذکورہ سے اٹھ کھڑا ہوتا ہے کبھی قبر میں نماز پڑھتا ہے کبھی قبر سے باہر وادی میں چلا جاتا ہے کبھی بیت المقدس میں اور کبھی آسمان پر۔۔۔۔ ہمارا مسلک یہ ہے کہ یہ سارے کام ارواح متشکلہ باشکال اجسامہم کے ہیں اور یہی حق سچ ہے اور یہی مذہب جملہ اہل حق ہے۔"

(افادات حسینہ۔ ص:۶۱۱، ط: اشاعت اکیڈمی، پشاور)

اسی کتاب میں ہے:

"اگر یہ کہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کا یہ جسم عنصری بدخول الروح کلہ اور بعضہ اور باعانۃ من خارج کھڑا ہو کر نماز پڑھ رہا تھا تو یہ خلاف اجماع اہل حق ہے۔"

(افادات حسینیہ ص:۶۱۴، ط: اشاعت اکیڈمی، پشاور)

اسی کتاب میں ہے:

"مولوی صاحب (شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ) قبر صرف اس

محفور فی الارض کو بناتے ہیں اور حیات صرف اس جسم کے ساتھ تعلق کو بناتے ہیں۔“

(افادات حسینیہ ص:۶۱۴، ط:اشاعت اکیڈمی، پشاور)

اسی کتاب میں ہے:

”علماء متکلمین جب یہ لکھتے ہیں عذاب القبر حق وہاں قبر سے مراد کیا ہوتی ہے عالم برزخ۔“

(افادات حسینیہ۔ ص:۶۱۸، ط:اشاعت اکیڈمی، پشاور)

عطاء اللہ بندیالوی صاحب لکھتے ہیں:

”جمعیت اشاعۃ التوحید والسنۃ کے تمام اکابرین اور معتبر علماء(حضرت مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاریؒ، شیخ الحدیث مولانا قاضی شمس الدینؒ، مفسر قران مولانا عبد الغنی جاجرویؒ، ترجمان اشاعت التوحید مولانا سجاد بخاریؒ ابن مولانا حسین علیؒ مولانا عبد الرزاقؒ، شیخ التفسیر مولانا قاضی عصمت اللہ دامت برکاتھم، شیخ الحدیث مولانا محمد حسین شاہ نیلویؒ، مولنا حکیم نور احمد یزدانیؒ) کے دستخطوں سے یہ فیصلہ ماہنامہ تعلیم القران بابت ماہ اکتوبر 1984ء میں شائع ہوا۔۔۔یہ تاریخی فیصلہ جماعت کی مرکزی مجلس شوری کی میٹنگ ۲ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ ملتان میں منعقد ہوا، ذرا ملاحظہ فرمایئے:

ہمارے شیخ مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ اور ان سے تعلق رکھنے والے جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ کے تمام علماء اور مشائخ کا کتاب وسنت اور ارشادات سلف اور اقوال ائمہ متقدمین حنفیہ کی روشنی میں اپنا مسلک یہ ہے کہ سماع صلوۃ وسلام عند قبر النبی ﷺ ثابت نہیں۔

ملتان میں ہونے والے اس تاریخی فیصلہ پر استاد العلماء شیخ الحدیث مولنا قاضی شمس الدین رحمہ اللہ کے دستخط بھی موجود ہیں۔۔۔۔یہ فیصلہ ربیع الاول میں ہوا اور ٹھیک چھ مہینے بعد رمضان المبارک میں حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ انتقال فرماگئے گویا کہ یہ فیصلہ انکی زندگی کے آخری ایام کا ہے۔ جو حضرات اس غلط فہمی میں مبتلا ہو کر تاریخ کو مسخ کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحبؒ بھی سماع عند قبر النبی ﷺ کے قائل تھے وہ اس فیصلہ کو پڑھیں اور اپنی اصلاح فرمائیں۔

(مسلک شیخ القران۔ ص:۳۹، ط: حسینہ، سرگودھا)

ان تمام عبارات سے واضح ہے کہ قاضی صاحب اس مٹی والی قبر کو عذاب وثواب کا محل نہیں سمجھتے اور نہ ہی وہ سماع النبی ﷺ کے قائل ہیں، اور نہ ہی اس زمینی قبر میں کسی عبادت یا حیات کے وہ قائل ہیں جس تعلق کی وہ بات کرتے ہیں وہ اہل سنت والا نہیں بلکہ اشاعتی حضرات والا ہے۔

واضح ہو کہ سب سے زیادہ اہل سنت والجماعت کار دان مسائل میں نیلوی صاحب کے بعد حضرت قاضی صاحب نے کیا ہے۔

مسلک الاکابر کا حوالہ اور اس کی حقیقت

جناب مفتی صاحب نے المسلک الاکابر کا حوالہ دیا ہے تعلق الروح بالجسد کا، اس کتاب میں تو کوئی نئ بات نہیں وہی پرانی چالیں ہیں جن کے نیچے منکرین حیات چھپتے ہیں، اس کتاب میں تعلق کا انکار ہے، قبر کا انکار ہے سماع النبی ﷺ کا انکار ہے، اور شروع میں لکھ دیا کہ ہمارا مسلک اکابر دیوبند والا ہی ہے، آسان بات ہے اگر مسلک اکابر دیوبند والا ہے تو پھر تسکین الصدور، مقام حیات وغیرہ کتب میں جو اکابر کا مسلک مذکور ہے کیا وہ جھوٹ ہے یا اکابر کے مسلک میں تضاد ہے، کیا تمام اکابر مدینہ شریف والی قبر میں حیات اور سماع کے قائل نہیں۔۔۔ اور اگر کوئی ایک منکر ہے تو اسکا حوالہ چاہئے۔

چنانچہ کچھ مسلک الاکابر کے حوالہ جات ملاحظہ ہو:

اس کتاب کے ص ۱۲ میں اعادہ کا ذکر ہے اسکے بارے میں شیخ صاحب فرماتے ہیں

"اگرچہ اس اعادہ میں بھی سخت کلام ہے اور یہ مؤول ہے لیکن یہاں تفصیل کی گنجائش نہیں"۔

(مسلک الاکابر، ناشر: مکتبۃ الیمان، جامعۃ الامام محمد طاہر رحمہ اللہ دار القرآن پنج پیر صوابی)

اسی کتاب میں ہے:

"انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کا سماع اور بھی زیادہ مستبعد ہے۔"

(مسلک الاکابر، ص:۳۱، ناشر: مکتبۃ الیمان، جامعۃ الامام محمد طاہر رحمہ اللہ دار القرآن پنج پیر صوابی)

اسی کتاب میں ہے:

"انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کی ارواح مبارکہ بھی جنت میں ہیں اور مثالی اجسام سے نوازی گئی ہیں۔"

(مسلک الاکابر، ص:۲۴، ناشر: مکتبۃ الیمان، جامعۃ الامام محمد طاہر رحمہ اللہ دار القرآن پنج پیر صوابی)

اسی کتاب میں ہے:

”من صلى على عند قبری اور ما من احد يسلم على ، جیسی روایات میں سخت جرح، طویل کلام اور فنی ابحاث ہیں بر تقدیر ثبوت ان کا درجہ زیادہ سے زیادہ اخبار احاد اور ظنی کا ہے ، اس لئے کسی نص قطعی میں تخصیص یا نسخ نہیں کر سکتیں ، لہذا عدم سماع الموتی پر معرض استدلال میں پیش کردہ آیات کے عموم کو باقی رکھتے ہوئے ان میں تاویل کی جائے گی ، اس طرح یہ روایات اپنے امثال کے ساتھ جمع بھی ہو سکتی ہیں اور ضابطہ عدم سماع بھی بر قرار رہ جاتا ہے۔“

(مسلک الاکابر، ص:۴۶،۴۵،ناشر : مکتبۃ الیمان، جامعۃ الامام محمد طاہر رحمہ اللہ دار القرآن پنج پیر صوابی)

جناب مفتی علی الرحمن صاحب مذکورہ حوالہ جات کو ملاحظہ کرے، کہ کیا موصوف مدینہ منورہ کے روضہ اطہر میں جسد اطہر کے ساتھ روح کے تعلق کی وجہ سے حیات کے قائل ہیں؟ اور کیا اس حیات کی وجہ سے درود و سلام عند قبر النبی ﷺ کے قائل ہیں؟ بینوا توجروا

اسکے بعد تقریبا تمام حوالہ جات دنیوی کی نفی اور برزخی کے اثبات والے ہیں، پھر المہند کا ذکر کیا ہے، اور اسکو مانا نہیں بلکہ دور کی تاویل کر کے اسکا انکار ہی کیا اور اسمیں تضاد ثابت کیا ہے۔

خبر داری: اشاعتی عالم "المہند" کو کبھی نہ مانے گا کسی اشاعتی عالم نے المہند کا صاف اقرار نہیں کیا بلکہ یا تو منکر ہوئے یا انکار بصورت تاویل کیا۔ شیخ صاحب نے بھی انکار تأویل کیساتھ کیا ہے۔ المہند اشاعتی حضرات کے گلی کی ہڈی ہے، یہ الگ مستقل موضوع ہے کہ اشاعتی حضرات المہند کو کیا کہتے ہیں اگر انکے عقائد علمائے دیوبند والے ہیں تو المہند کا انکار کیوں؟ یہ بات واضح ہو کہ اشاعتی حضرات اس قبر کو قبر نہیں مانتے جیسا کہ "المسلک الاکابر" میں بھی اسی کا اقرار کیا ہے۔ زمینی قبر کے انکار سے روضہ پاک کا انکار لازم آتا ہے تو اشاعتی حضرات روضہ ہی کے منکر ہیں تو حیات اور سماع کا کیا مطلب؟

چند حوالہ جات ملاحظہ ہو:

"ہمارے مخالفین اسی مدفن ارضی میں عذاب و ثواب قبر ثابت کرنے پر تلے بیٹھے ہیں"۔

(مسلک الاکابر، ص:۲۵، ناشر : مکتبۃ الیمان، جامعۃ الامام محمد طاہر رحمہ اللہ دار القرآن پنج پیر صوابی)

اس میں یہ بھی ہے:

"کشف المغالطات میں ہے: قبر اس گڑھے کا نام نہیں"۔

(مسلک الاکابر، ص:۲۵، ناشر: مکتبۃ الیمان، جامعۃ الامام محمد طاہر رحمہ اللہ دار القرآن پنج پیر صوابی)

مذکورہ حوالے انھوں نے نقل کئے، کیا اس سے وہ اس زمینی قبر کے منکر نہیں؟ تو حیات اور تعلق کا کیا مطلب؟ اہل سنت تو اس گڑھے میں عذاب وثواب و تعلق کے قائل ہیں، اس کتاب میں جو ظاہر بینوں کو کوئی تعلق نظر آتا ہے تو اسکی خود جناب طیب طاہری صاحب نے وضاحت کردی ہے کہ خرق عادت والا تعلق مراد ہے۔

جناب منظور الحق صاحب کامل پور موسی والوں نے ایک خط میں اسی تعلق کے بارے میں سوال کیا۔ چنانچہ وہ خط نقل کیا جاتا ہے۔

"مسلک الاکابر" میں موت کے بعد جسم اور روح کے تعلق کی عبارت کی مؤلف "مسلک الاکابر" مولانا محمد طیب طاہری صاحب امیر "اشاعۃ التوحید والسنۃ" کی طرف سے وضاحت

محترم حافظ منظور الحق صاحب اعزکم اللہ تعالی

وعلیکم السلام

1۔ خیریت، آپ کا خط ملا پڑھ کر خوشی ہوئی، آپ کے مضمون نے ماہنامہ التوحید والسنۃ کو جو زینت بخشا وہ قارئین کے خطوط سے خوب عیاں ہے، اور ہمیں اس پر فخر ہے، اللہ تعالی آپ کے علم و عمل میں برکت عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

2۔ مسلک الاکابر کی عبارت سے جو مراد لیا گیا ہے ایسا نہیں بلکہ قبر میں بدن کے ساتھ روح کا کوئی تعلق نہیں جیسا کہ علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ "در قبر اصلا تعلق روح بدن نیست"۔ (مشکلات القران ص:۹)۔ البتہ عذاب صرف بدن کو دیا جاتا ہے یا صرف روح کو یا دونوں کو اسمیں تین اقوال ہیں۔ راجح یہ کہ دونوں کو، کیونکہ گناہ صرف روح نے نہیں کیا اور نہ بدن نے، جب روح اور بدن دونوں گناہ میں شریک تھے سزا میں بھی شریک ہوں گے، انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ نے اسکی مثال فیض الباری ص ۱۱۵ / ۴ میں اعمی اور اعرج کا پیش کیا ہے۔ مطالعہ کیجئے، بعض مقامات سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ صرف روح کو ہے جیسا کہ **يفسح له سبعين فی سبعين** وغیرہ۔ اور بعض مقامات سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ عذاب بدن کیلئے

ہے جیساکہ بخاری میں کئی جگہ یہ روایت ہے اور ابو داود ص 1/4(مر علی قبرین)والی روایت، اب اسکایہ مطلب ہر گز نہیں کہ روح کا تعلق بدن کے ساتھ ہے اور عذاب کی کیفیت اللہ تعالی جانتاہے کہ بدن کو تعلق روح کے بغیر عذاب کیسے دیتاہے ؟۔۔۔الخ۔

دعاکی درخواست

محمد طیب طاہری عفی عنہ

یکم محرم الحرام ۱۴۲۵ھ، ۲۲ فروری ۲۰۰۴ء

(مکتوب سلیم۔ص:۹۹،۹۸۔ط:اتحاد اہل السنت والجماعۃ، پاکستان)

چلو آخری سہارا بھی گیا۔پھر جناب طیب طاہری صاحب کی " دفاع حق " پر تقریظ ہے اور اسمیں معتزلہ اور صالحیہ کے مذہب کا مجموعہ لکھاہے کہ روح کو الگ عذاب ہوتاہے اور بدن کو الگ، جیساکہ مسلک الاکابر میں بھی اسی مسلک کو اختیار کیا گیاہے گویا:

معتزلہ+صالحیہ=اشاعتی حضرات

دفاع حق میں ہے:

"تعلق روح مع الجسد قبر کے اندر ہو قران کریم کی آیت کا انکار لازم آتاہے اللہ تعالی کا ارشاد ہے :" اللہ یتوفی الانفس حین موتھا والتی لم تمت فی منامھا فیمسک التی قضی علیھا الموت ویرسل الاخری الی اجل مسمی"۔
یہ آیت روح کے عدم اعادہ پر قطعی الدلالۃ ہے۔

(دفاع حق. ص:۵۲،ط:ابوذکوان، تورڈھیر)

اس کتاب پر سید ضیاء اللہ شاہ بخاری صاحب اور طیب طاہری صاحب دونوں کی تقریظ ہیں۔
یہی دفاع حق کا مصنف لکھتاہے:

"حیات بسیطہ جسے نوع من الحیاۃ یاادراک برزخی سے تعبیر کیا جاتاہے الحمد للہ ہم اس کے قائل ہیں جسکے باعث جسد کو اس اس عذاب کا ادراک ہوتاہے جو روح پر اصالۃ طاری ہو رہاہے"

(موت کا پیغام۔ص:۲۱۵،ط: تعلیم القرآن، تورڈھیر)

حیات بسیطہ روح کے بغیر زندگی جیسے پتھروں، مٹی وغیرہ میں موجود ہیں، اشاعتی حضرات اسی کے قائل ہیں۔ معلوم ہوا کہ اشاعت التوحید کے موجودہ امیر صاحب تعلق اور اس زمینی قبر میں کسی قسم کے عذاب و ثواب کے قائل نہیں۔

جناب علامہ سجاد بخاری صاحب کا حوالہ

جناب مفتی صاحب نے علامہ سجاد بخاری صاحب کا بھی حوالہ اقامۃ البرھان نامی کتاب سے دیا ہے، ذیل میں اقامۃ البرھان کے حوالہ جات ذکر کیے جاتے ہیں جس سے معلوم ہو جائے گا کہ ان کا کیا عقیدہ ہے۔ ملاحظہ ہو

"اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ مردے سنتے نہیں اور ارواح جو زندہ ہیں ان کا ان مردہ بدنوں کے ساتھ کوئی تعلق نہیں"۔

(اقامۃ البرھان۔ ص:۸۴، ط: کتب خانہ رشیدیہ، مدینہ مارکیٹ، راجہ بازار، راولپنڈی)

اس میں یہ بھی ہے:

"البتہ جب اللہ تعالی کسی میت کو کسی زائر کی کوئی بات سنانا چاہے تو اسکی روح کا اس کی قبر یا اسکے بدن سے تعلق پیدا کر کے سنا دیتے ہیں"

(اقامۃ البرھان۔ ص:۸۴، ط: کتب خانہ رشیدیہ، مدینہ مارکیٹ، راجہ بازار، راولپنڈی)

اس میں یہ بھی ہے:

"روح کو قبر والے بدن سے کوئی تعلق نہیں الا اذا شاء اللہ"۔

(اقامۃ البرھان۔ ص:۸۵، ط: کتب خانہ رشیدیہ، مدینہ مارکیٹ، راجہ بازار، راولپنڈی)

اس میں یہ بھی ہے:

"البتہ جب کبھی اللہ چاہے کہ کسی زائر کا کلام یا سلام کسی فوت شدہ کو سنا دے تو اسکی روح کا اسکی قبر سے تعلق قائم فرما دیتا ہے جس سے روح زائر کا کلام و سلام سن لیتی ہے اس تعلق کو اشراف وغیرہ تعبیرات سے ذکر کیا گیا ہے لیکن یہ تعلق دائمی نہیں ہوتا بلکہ مشیت باری تعالی کے تحت کبھی کبھی ہوتا ہے"

(اقامۃ البرھان۔ ص:۱۰۰، ط: کتب خانہ رشیدیہ، مدینہ مارکیٹ، راجہ بازار، راولپنڈی)

اس میں یہ بھی ہے:

"حیات جسد کا سبب عادی روح ہے اور موت سے روح کا جسد سے تعلق بالکلیہ منقطع ہو جاتا ہے اور خروج روح سے جسد کی حیات اور ادراکات ختم ہو جاتے ہیں"

(اقامۃ البرھان۔ ص:۹۸، ط: کتب خانہ رشیدیہ، مدینہ مارکیٹ، راجہ بازار، راولپنڈی)

ان تمام عبارات سے واضح ہے کہ یہ تعلق دائمی نہیں کبھی کبھی مشیئت الٰہی پر موقوف ہے اور خود فرمایا:

"اور مشیئت الٰہی معلوم نہیں اور غیر معلوم شرط معدوم کے حکم میں ہے"۔

(اقامۃ البرھان۔ ص ۹۳، ط: کتب خانہ رشیدیہ، مدینہ مارکیٹ، راجہ بازار، راولپنڈی)

یعنی تعلق معدوم ہے، کیونکہ شرط یعنی مشیت کا علم نہیں تو مشروط بھی معدوم۔ ان تمام حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ وہ کسی قسم کے تعلق کے قائل نہیں۔

نداء حق کا حوالہ

دوسرا حوالہ جناب علی الرحمن صاحب نے نداء حق کا دیا ہے، یہ کتاب اشاعتی حضرات کے نزدیک بہت ہی زیادہ معتبر ہے تقریباً بعد والے اکثر اشاعتی حضرات اسی کتاب کے خوشہ چین ہیں اور اسی سے حوالہ جوڑ جوڑ کر کتب بناتے رہتے ہیں، جبکہ نیلوی صاحب نے اس کتاب میں واضح طور پر، حیات میت، سماع میت، ادراک میت، قبر، تعلق الروح بالبدن تمام مسائل میں اہل سنت کے مذہب کا انکار کیا ہے، چنانچہ ملاحظہ ہو:

نیلوی صاحب اپنی کتاب رد منکرات حیات الاموات میں فرماتے ہیں:

"حیات کے سات معنی ہیں:

ا۔ ایک معنی متعارف، ۲۔ دنیا میں ذکر جمیل اور آخرت میں اجر جزیل عطا ہونا، ۳۔ اجساد اور ابدان عنصریہ کا اپنے اپنے مدفنوں میں صحیح سلامت رہنا اور تہہ زمین میں بوسیدہ نہ ہونا، ۴۔ ارتفاع الغم، ۶۔ معنی مجازی باعتبار مایؤل الیہ یعنی قیامت کو زندہ ہونگے، ٦۔ نمو عمل، ۷۔ مردہ کو مرنے کے بعد نہلانے کا حکم ہے اور زندہ کو نہلانے کا حکم نہیں۔

ان سات معنی میں ایک معنی میں آپ بھی حضرت ﷺ کو میت کہتے ہیں کہ آپ کو بعد از وفات نہلایا، کفن دیا، قبر کھودی، لحد بنائی اور آپ ﷺ کو دفن کیا، اور پانچ معنوں کی رو سے آپ بھی

انبیاء کو زندہ مانتے ہیں اور ہم بھی زندہ مانتے ہیں ان میں ہمارا تمہارا کوئی اختلاف نہیں، اختلاف ہے تو صرف معنی متعارف میں اور اسمیں پانچ گروہ ہیں۔"

ان میں تیسرا مذہب ان الفاظ سے بیان فرمایا:

"بعد از وفات روح ملا اعلی میں ہے لیکن جسد اطہر سے روح کا تعلق اشرافی یا اشراقی ہے (کوئی بزرگ)۔"

اور پانچواں مذہب ان الفاظ میں بیان فرمایا:

"آپ علیہ السلام کی حیات مثل حیات شہداء ہے بلکہ بدرجہا اس سے اعلی وافضل ہے۔"

پھر فرمایا:

"پانچواں مذہب اہل حق کا ہے۔"

پھر فرمایا:

"آپ ایک نامعلوم بزرگ کے قول کو لے کرناچتے پھرتے ہیں اور عوام کو دھوکہ دیتے ہیں۔"

(ردمنکرات حیات الاموات۔ ص:84، ط:الفیصل۔ جامع مسجد ذوالنورینؓ، ظفر آباد، پرانا چنیوٹ روڈ، جھنگ صدر)

نیلوی صاحب نے جس مذہب کو رد کیا اور کسی نامعلوم بزرگ کی طرف منسوب کیا، یہی تو اہل حق کا مذہب ہے، اس کو رد کر دیا، اور حیات شہداء کا قول لیا، معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک حیات شہداء میں جسم اور روح کا تعلق نہیں ہوتا ہے، اس سے بالکل واضح ہے کہ وہ اہل حق کی طرح تعلق کے قائل نہیں، اور اس کتاب پر شیخ القران مولانا محمد طاہرؒ، مولانا غلام اللہ خانؒ، عنایت اللہ شاہ بخاری صاحب، قاضی شمس الدین صاحبؒ اور غیر مقلد واشاعتی عبد السلام صاحب کی تقاریظ بھی ہیں۔

اسی کتاب میں فرماتے ہیں:

"جب آپ نے نداء حق کی تردید لکھی تھی تو اصولی بات تھی کہ آپ صاحب نداء حق کو ایک نسخہ ضرور بھیجتے، جیسے نداء حق لکھی گئی تھی تو حضرت شیخ الحدیث جناب ابو الزاہد صاحب مدظلہ العالی کو بجائے ایک نسخے کہ چھ نسخے ہم نے بھیجے۔"

(رد منکرات حیات الاموات۔ص:۱۵، ط:الفیصل۔جامع مسجد ذوالنورینؓ، ظفر آباد، پرانا چنیوٹ روڈ، جھنگ صدر)

اس سے معلوم ہوا کہ نداء حق تسکین الصدور کا جواب ہے، اور معلوم ہوا کہ تسکین الصدور میں حیات انبیاء بتعلق روح باجساده العنصریه فی هذه القبور العرفیة کا اثبات تھا، کیا جناب علی الرحمن صاحب یہ بتا سکتے ہیں کہ نداء حق میں تسکین الصدور کے کس عقیدہ کا رد لکھا ہے۔ تسکین الصدور میں تو اہل سنت کے عقائد لکھے ہیں، بریلویہ کے نہیں، جب ان کا رد تقریباً ۱۲۰۰ صفحات میں کیا، تو کیا اب بھی کوئی ذی عقل کہہ سکتا ہے کہ نیلوی صاحب تسکین الصدور میں لکھے گئے عقائد کو مانتے ہیں۔ اگر وہ بھی قائل ہیں تو رد کیوں لکھا؟

غلط فہمی کا ازالہ

علامہ نیلوی کی بعض عبارات میں قبر کے عذاب میں جسد عنصری کے اجزائے اصلیہ کے شمول کا بھی ذکر ہے جس سے بعض اوقات یہ غلط فہمی پیدا ہوتی ہے کہ شاید وہ اسی قبر میں اور اسی جسد عنصری کے عذاب وثواب کے قائل ہیں، جیسا کہ یہی شبہ ہمارے مفتی صاحب جناب علی الرحمن کو بھی ہوا ہے یا انھوں نے دینے کی کوشش کی ہے۔ لیکن یہ غلط ہے، اجزائے اصلیہ کیا ہیں اور بعد الموت وہ کہاں ہوتے ہیں اسکی تعیین جناب نیلوی صاحب ہی کے حوالہ جات سے کرتے ہیں جس سے معلوم ہو جائے گا کہ وہ اس قبر میں اس جسم کے عذاب وثواب کے قائل نہیں۔

نیلوی صاحب لکھتے ہیں:

> ”انسان کے اجزائے اصلیہ وہی ذرات ہیں کہ جو حضرت آدم علیہ السلام کی پشت سے ذرات کی شکل میں عہد لینے کے لئے نکالے گئے تھے۔“

(نداء حق۔ ا / ۲۶۵، ط: اشاعت اسلام)

اس میں یہ بھی ہے:

> ”مگر انکی با قاعدہ اپنی اپنی شکل وصورت تھی عقل رکھتی سنتی سمجھتی ہلتی حرکت کرتی چلتی پھرتی تھی عہد وپیمان اور گواہ بننے کے اہل تھی اور با قاعدہ اپنا جسم رکھتی“

(نداء حق۔ ا / ۲۶۲، ط: اشاعت اسلام)

اس میں یہ بھی ہے:

"عاقل بالغ تھے مرد عورت کی الگ الگ ممتاز صورت تھی سن بول سکتی تھی بعض خوبصورت تھی بعض بد صورت"

(نداء حق۔ ۱/ ۲۶۳، ط: اشاعت اسلام)

اس میں یہ بھی ہے:

"اولاد سے وہی نسمہ مراد ہے جو عالم ذر سے منتقل ہو کر عالم دنیا میں اس جسد عنصری میں آیا ہے۔"

(نداء حق۔ ۱/ ۲۶۳، ط: اشاعت اسلام)

اس میں یہ بھی ہے:

"اور فلسفہ اسلام کے علماء اس کو جزء لایتجزی سے تعبیر کر لیتے ہیں"

(نداء حق۔ ۱/ ۴۳، ط: اشاعت اسلام)

اس میں یہ بھی ہے:

"پس حقیقی انسان جو احکام شرعیہ کا مخاطب اور مکلف ہے وہ روح اور ان اجزائے اصلیہ کے مجموعہ کا نام ہے"۔

(نداء حق۔ ۱/ ۲۷۱، ط: اشاعت اسلام)

اس میں یہ بھی ہے:

"بہر حال انسان پر موت کا وقت آجاتا ہے تو اللہ تعالی فرشتوں کو حکم فرماتا ہے کہ ان اجزائے کو اپنے قبضہ میں کر لے جو در اصل انسان ہے"

(نداء حق۔ ۱/ ۴۴، ط: اشاعت اسلام)

اس میں یہ بھی ہے:

"حقیقت یہ ہے کہ نوع من الحیاۃ خاص قسم کی حیات یعنی حیاۃ برزخیہ مراد ہے اور وہ تمام اجزائے عرفیہ میں نہیں ہے بلکہ بعض اجزاء میں ہے اور وہ ہیں اجزائے اصلیہ جو ابتداء سے انتہاء تک

رہتے ہیں"

(۳۴۹/۱، ط: اشاعت اسلام)

اس میں یہ بھی ہے:

"جن علماء نے عود روح لکھا ہے اس سے سارا جسم مراد نہیں بلکہ علی سبیل المجاز بعض حصہ جسم کا مراد ہے جس طرح یجعلون اصابعھم فی اذانھم میں اصابع بول کر انامل مراد لئے گئے ہیں اسی طرح یہاں جسد بول کر اس سے وہ اجزائے اصلیہ مراد لئے گئے ہیں جو عالم ارواح میں تھے"۔

(۲۲۶/۱، ط: اشاعت اسلام)

مجموعہ رسائل نیلوی میں ہے:

"یہی جزء ہے جس کے قبضہ کرنے کا حکم اللہ تعالی فرشتوں کو دیتے ہیں"۔

(۲/ ۱۱۰، ط: اشاعت العلوم)

مذکورہ عبارات سے واضح ہوا کہ نیلوی صاحب کے نزدیک انسان کے اجزائے اصلیہ وہ ہیں کہ جن سے عالم الست میں وعدہ لیا گیا تھا، اور پھر دنیا میں اپنے مقررہ وقت میں جسم میں منتقل ہوتے ہیں اور پھر موت کے وقت فرشتے روح کے ساتھ انکو بھی زندہ یا مردہ حالت میں قبض کر لیتے ہیں اور علیین یا سجین میں پہنچا دیتے ہیں، اور قبر میں پڑا جسم اجزائے زائدہ کا مجموعہ ہے جو نہ اصل انسان ہے اور نہ ہی اسے کوئی عذاب وثواب ہوتا ہے۔

اشاعتی تعلق: اشاعتی حضرات کی کتب میں بعض اوقات جسم سے تعلق، نوع من الحیاۃ وغیرہ کی تعبیرات ملتی ہیں جس سے دھوکہ ہوتا ہے کہ وہ بھی اہل سنت کی طرح تعلق الروح بالبدن اور میت میں حیات کے قائل ہیں لیکن یہ صرف دھوکہ ہی ہے، اشاعتی حضرات جس تعلق کے قائل ہیں اسکے بارے میں چند حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

اقامۃ البرھان میں ہے:

"ارواح انبیاء علیہم السلام کا ان کے بدنوں سے جو تعلق ہے اسکی تعبیر اتصال سے کی جائے اشراف سے یا اشراق سے بہر حال یہ تعلق انکے بدنوں میں صفت حیات پیدا کرنے کیلئے نہیں۔۔۔۔بلکہ یہ تعلق محض اتصال اور قرب کا ہے۔"

(ص۔ ۱۹۰، کتب خانہ رشیدیہ، راولپنڈی)

اس میں یہ بھی ہے:

”اور اس تعلق اتصال سے بدن میں صفت حیات پیدا نہیں ہوتی۔“

(ص۔ ۱۹۲، کتب خانہ رشیدیہ، راولپنڈی)

اس میں یہ بھی ہے:

"قبروں میں بھی انکی روحیں ہی متمثل ہو کر نماز پڑھتی ہیں"

(ص۔ ۱۹۰، کتب خانہ رشیدیہ، راولپنڈی)

اس میں یہ بھی ہے:

"یہ حیات دنیوی نہیں نہ اس میں روحوں کا انکے عنصری بدنوں سے ایسا تعلق ہے جو ان میں مفید حیات ہو"

(ص۔ ۲۰۴، کتب خانہ رشیدیہ، راولپنڈی)

اس میں یہ بھی ہے:

"کیونکہ یہ تعلق بدن عنصری میں صفت حیات پیدا کرنے سے قاصر ہے"

(ص۔ ۱۵۹، کتب خانہ رشیدیہ، راولپنڈی)

اشاعت التوحید کے معتبر عالم شہاب الدین خالدی فرماتے ہیں:

”دونوں عقیدے روح کا جسم میں داخل ہونا اور روح کا جسم سے تعلق ہونا غلط ہیں۔“

(عقائد علماء اسلام۔ ص:۳۴۹، ط: جمعیت اشاعۃ التوحید والسنۃ، نوشہرہ)

اس میں یہ بھی ہے:

"اگر قبر میں مدفون بدن میں روح کے لوٹائے جانے یا روح کے قبر میں مدفون جسم کے ساتھ کوئی تعلق ہوتا تو دوسری قسم کی حیاۃ کا قول کرنے کی کیا ضرورت تھی"

(عقائد علماء اسلام۔ ص:۳۵۳، ط: جمعیت اشاعۃ التوحید والسنۃ، نوشہرہ)

اس میں یہ بھی ہے:

"ان حوالہ جات سے اتنی بات واضح طور پر ثابت ہے کہ نہ تو روح بدن میں واپس آتی ہے اور نہ ہی روح کا بدن کے ساتھ تعلق ہے"۔

(عقائد علماء اسلام۔ ص:۳۵۴، ط: جمعیت اشاعۃ التوحید والسنۃ، نوشہرہ)

نیلوی صاحب لکھتے ہیں:

"حساب کتاب اور عذاب وثواب جو کچھ بھی ہوتا ہے وہ اسکی روح سے ہوتا ہے"

(مجموعہ رسائل نیلوی، جلد دوم، عقیدہ عذاب قبر ص:۱، ط: اشاعت العلوم)

امام اہل سنت علامہ سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"بدن کے ذرے ذرے کو عذاب ہوتا ہے یہاں انکی بدن سے کیا مراد ہے اگر بدن مثالی ہے تو وہ ذرہ ذرہ نہیں ہوتا اور اگر بدن عنصری مراد ہے تو سوال ہے کہ وہ عذاب روح کے تعلق کے بغیر ہوتا ہے اگر ایسا ہے تو ہم نے تسکین الصدور ص ۸۶ میں علامہ خیالی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ یہ قول نری حماقت ہے اور اگر روح کے تعلق سے ہے تو اہل حق کا قول تسلیم کر لیا جس کیلئے جناب نیلوی صاحب کا ذہن کسی قیمت پر آمادہ نہیں ہے ہاں مجبور ہو جائیں تو معاملہ الگ ہے"

(المسلک المنصور۔ ص:۷۱، ط: صفدریہ)

ان تمام عبارات سے واضح ہے کہ جو تعلق اشاعتی حضرات مانتے ہیں وہ عجائب گھر کی زینت بننے ہی کے لائق ہے ۔۔۔اس تعلق سے نہ جسم میں صفت حیات پیدا ہوتی ہے نہ میت سنتا دیکھتا کلام کرتا ہے نہ عبادت کر سکتا ہے، اور پھر یہ تعلق اس قبر میں نہیں اور نہ ہی اس جسم کے ساتھ ہے اور پھر دائمی بھی نہیں حوالہ جات گزر چکے ہیں، یہ تعلق کی ایک بدعی قسم کا ہے۔ اہل سنت اس کے قائل نہیں، بلکہ اہل سنت تو میت کو سماع اور کلام، صلوۃ، تلاوت اور عبادات کا اہل مانتے ہیں جیسا کہ یہ تمام اعمال میت کیلئے صحاح کثیرہ سے ثابت ہیں تفصیل کیلئے دیکھو، تسکین الصدور، کتاب الروح، شرح الصدور، احوال القبور وغیرہ کتب۔

اہل سنت کس قسم کا تعلق مانتے ہیں

امام اہل سنت رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ظاہر امر ہے کہ اگرچہ روح کا بدن سے تدبیر وتغذیہ وتنمیہ والا تعلق نہیں لیکن ادراک اور شعور والا تعلق تو ہے اور اسی کا نام حیات ہے اور جب ادراک اور شعور ہے تو سماع کیوں نہیں"

(الشھاب المبین۔ ص:۱۱۳،ط:صفدریہ)

ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں

"اس عبارت سے معلوم ہوا کہ علماء کرام جہاں دنیا کی زندگی کی نفی کرتے ہیں تو اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ کہ دنیاوی کھانے پینے کی وہاں حاجت نہیں ہوتی نہ یہ کہ روح کا جسم سے تعلق اور اتصال اور اسکی وجہ سے ادراک اور شعور اور قوت سماع نہیں ہوتی کیونکہ یہ امور تو بہر حال ثابت ہیں اور ان کا انکار نرامکابرہ اور سینہ زوری ہے"

(تسکین الصدور۔ ص:۲۷۱،ط:صفدریہ)

علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"حضرات انبیاء کرام زندہ ہیں اپنی قبروں میں، اور نماز پڑھتے ہیں یعنی زندگی والے کام بھی کرتے ہیں انکی قبور والی زندگی بھی اعمال صالحہ سے معطل نہیں بلکہ وہ زندہ ہیں اور زندوں والے کام بھی کرتے ہیں"

(انوار انوری۔ ص:۱۲۱)

حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"قبر میں حشر تک نماز روزہ اور سجدہ کا ساتھ ہے اور مقبور حج بھی کرتے ہیں اور نماز بھی پڑھتے ہیں"

(ملفوظات محدث کشمیریؒ۔ ص:۲۶۳،ط:ادارہ تالیفات اشرفیہ، ملتان)

زیادہ تفصیل مقصود نہیں ان سب امور پر اہل حق علماء کی تفصیلی کتب موجود ہیں، تسکین الصدور، مقام حیات وغیرہ میں دیکھ لیں۔

اشاعتی حضرات کا عقیدہ مختلف طرح سامنے آتا ہے کبھی تو صاف تعلق کا انکار کرتے ہیں، کبھی نوع من الحیاۃ کا اقرار کرتے ہیں کبھی تعلق تصرف کی نفی کرتے ہیں یہ سب کچھ اپنے سے اہل سنت سے خروج کے فتوی کو دور کرنے کیلئے ہے تاکہ اکابر کی عبارات سے اپنا مطلب نکال سکیں ورنہ انکی کتب سے تواتر کے ساتھ ثابت ہے کہ وہ اس جسم عنصری کے عذاب وثواب کے قائل نہیں اور نہ ہی اس قبر میں عذاب وثواب کے قائل ہیں اور نہ ہی وہ میت کے سماع کے قائل ہیں۔

اشاعتی حضرات اور قبر

اشاعتی حضرات زمینی قبر کو قبر نہیں مانتے اور اس پر مستقل کتب لکھی ہیں اشاعتی حضرات کے معتمد عالم نیلوی صاحب نے مستقل کتاب لکھی ہے "القول المرعی فی القبر الشرعی "۔

علامہ نیلوی اور قبر

نیلوی صاحب اس زمینی قبر کو قبر نہیں کہتے اور نہ اس میں کسی قسم کے عذاب وثواب کے قائل ہیں اور نہ اس قبر میں دفن جسم کے عذاب کے قائل

ہیں، چنانچہ انکی عبارات ملاحظہ ہو:

عرفی قبر کے استعمال کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اور اس قبر کا لفظ استعمال اس وقت ہوتا ہے جب اسکے مامور و محکوم اہل دنیا ہو"

(مجموعہ رسائل نیلوی۔ ۲ / ۱۱۱، ط: اشاعت العلوم)

پھر لکھتے ہیں:

"اور قبر کا معنی عالم برزخ اس وقت ہوتا ہے جب ایسے امور کا ذکر ہو جنکا تعلق عالم دنیا سے انتقال کر جانے والے انسان کی روح کے ساتھ پیش آنے والے معاملات سے ہو مثلا قبر میں فرشتوں کا آنا"

(مجموعہ رسائل نیلوی۔ ۲ / ۱۱۵، ط: اشاعت العلوم)

ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں:

"خلاصہ یہ ہوا کہ قران مجید اور ارشادات نبویہ کی روشنی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ، تابعین، تبع تابعین سلف و خلف سے تمام علمائے متقدمین و متاخرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اصطلاح شریعت میں قبر سے مراد عالم برزخ ہوتا ہے خصوصا جب عذاب وثواب کی نسبت قبر کی طرف ہو اور حقیقت شناس علماء میں سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ اس گڑھے کو بھی برزخ کہا جاتا ہے جس میں جسد عنصری کو دفن کیا جاتا ہے"

(مجموعہ رسائل نیلوی۔ ۲ / ۱۰۸، ط: اشاعت العلوم)

نداء حق میں ہے:

"ان گڑھوں میں عذاب وثواب ہونے کا کہیں بھی قران پاک میں ذکر نہیں و من ادعی فعلیه البیان-

(۱/۲۱۴،ط:اشاعت اسلام)

اس میں یہ بھی ہے:

"ہمارا مدعا یہ ہے کہ اصل جزاوسزا مرنے کے بعد جسد عنصری کو نہیں ہوتا جو عناصر اربعہ سے مرکب ہے"

(۳۴۱/۱،ط:اشاعت اسلام)

اس میں یہ بھی ہے:

"قبر عرفی میں تنعیم وتعذیب کی التزاما تردید ہو گئی وھذا ھو الحق وبه یقول اھل الحق وبه ناخذ والحمد لله رب العلمین"۔

(۳۶۱/۱،ط:اشاعت اسلام)

اس میں یہ بھی ہے:

"جیسے وہاں کی زندگی بغیر جسد عنصری کے تھی ایسے ہی عالم برزخ کی زندگی بغیر جسد عنصری کے ہوتی ہے"

(۲۰/۱،ط:اشاعت اسلام)

ان حوالہ جات سے واضح ہے کہ نیلوی صاحب اس قبر میں عذاب وثواب کے قائل نہیں،اور نہ اس قبر کو قبر مانتے ہیں،زیادہ حوالہ جات کی ضرورت نہیں،نداء حق میں مستقل عنوان قائم کیا ہے،"کشف الستر عن معنی القبر"اور تقریباًے ۲ کتب سے نقل کیا ہے کہ قبر اس گڑھے کا نام نہیں بلکہ عالم برزخ کا نام ہے۔ دیکھو نداء حق (۶۵ / 1-۸۱،ط:اشاعت اسلام)،بلکہ نیلوی صاحب تو فرماتے ہیں کہ اللہ کا نبی اس قبر مدنی میں زندہ نہیں،ملاحظہ ہو

”صاحب تسکین نے بہت سے اکابر کے حوالہ سے لکھا کہ نبی پاک ﷺ اپنی قبر میں

زندہ ہیں جس طرح دیگر انبیاء کرامؑ اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور لفظ قبر سے عرفی متبادر معنی سمجھے، حیات انبیاءؑ و شہداء کے بیان یا مابعد الموت تعذیب و تنعیم کے مقام میں لفظ قبر بولا جائے تو اس قبر کے معنی گڑھے کے نہیں ہوتے"

(نداء حق ص٦٧/1، ط: اشاعت اسلام)

نداء حق میں ہے:

"قبر بمعنی گڑھا لینا معتزلیوں کا مذہب ہے"

(٩٧/١، ط: اشاعت اسلام)

اس میں یہ بھی ہے:

"قبر صرف غار اور گڑھے کا نام نہیں"

(١/٩٨، ط: اشاعت اسلام)

اس میں یہ بھی ہے:

"معلوم ہوا کہ قبر اور زمین دو الگ الگ مقام ہیں"

(٢١٠/١، ط: اشاعت اسلام)

اس میں یہ بھی ہے:

"روح جسم مثالی کے ساتھ ہی منکر نکیر کے سوال کا جواب دیتی ہے"

(١٠١/١، ط: اشاعت اسلام)

اشاعت کے شیخ الحدیث ناقد الرجال علامہ المحقق خان بادشاہ بن شاندی گل صاحب تحریر فرماتے ہیں:

ان حیاتھم حیوۃ برزخیة ولیست بتعلق الارواح بھذہ الاجساد المدفونة فی ھذہ الحفرۃ۔

(الصواعق المرسلة علی الملا الداجوی واتباعه الطاغیة۔ ص:١٥٠، طبع فی مطبعة شاہ ---باھتمام ادارہ گلستان---سرگودھا پاکستان)

اس میں یہ بھی ہے:

وليس المراد بالقبر هذا القبر المحفور لان الحياة وتعلق الروح بالبدن في هذه الحفرة ليس بثابت...

(الصواعق المرسلة على الملا الداجوی واتباعه الطاغية ـ ص: ۲۷۴، ۲۷۵،طبع فی مطبعة شاه ---باهتمام اداره گلستان۔۔۔سرگودھاپاکستان)

مولوی شہاب الدین خالدی تحریر فرماتے ہیں:

جمعیت اشاعت التوحید والسنہ کا قرآن کریم اور احادیث صریحہ کی روسے یہ موقف ہے کہ اس مٹی والے جسم سے روح کے نکلنے کے بعد نہ وہ روح اس قبر میں مدفون جسم میں واپس آتی ہے اور نہ ہی اس مدفون جسم سے اس روح کا کوئی تعلق قائم ہوتا ہے جسکی بناء پر یہ جسم دیکھتا ہو اور سنتا ہو اور سن کر جواب دیتا ہو۔۔۔

(عقائد علماء اسلام۔ ص:۹۱،زیر انتظام:جمعیت اشاعت التوحید والسنہ)

بندیالوی اور قبر عطاء اللہ بندیالوی صاحب نے بھی طیب طاہری صاحب کی طرح اشاعتی حضرات کو اہل سنت کا ہمنوا ظاہر کرنے کی سر توڑ کوشش کی ہے، مستقل کتاب لکھی ہے "حیاۃ النبی ﷺ" کے نام سے،اس کتاب میں وہی ہے جو المسلک الاکابر میں ہے برزخی کے چند حوالے، قبر کا انکار، وغیرہ۔

چنانچہ وہ تحریر فرماتے ہیں:

"قبر کس جگہ کا نام ہے؟

جن حضرات کو "الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون" اور اس طرح کی اور روایات سے دھوکہ ہوا کہ انبیاء جسد عنصری کے ساتھ انھی قبروں میں زندہ ہیں کاش وہ لوگ قبر کی حقیقت کو سمجھ لیتے تو ان روایات کو اپنے دعوی میں پیش کرنے کی ہرگز جرأت نہ کرتے اس بات کو تقریبا تمام علماء نے تسلیم کیا ہے جزاوسزا کے اعتبار سے قبر اس جگہ کا نام نہیں جہاں میت کو دفن کیا جاتا ہے بلکہ قبر اس جگہ کا نام ہے جہاں اسکی روح قرار پاتی ہے"

(حیات النبی ﷺ۔ ص:۲۲،ط:جمعیت اشاعت التوحید والسنہ، سرگودھا)

تنبیہ: جب یہ حضرات اس قبر کو مانتے ہی نہیں تو اسمیں سوال وجواب اور عذاب وثواب کے قائل ہونے کا کیا مطلب۔

سماع الانبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات

اشاعتی حضرات سماع المیت کے بالکلیہ بلا استثناء منکر ہیں، اس میں نبی اور غیر نبی کی کوئی تخصیص نہیں، اور عدم سماع الموتی انکے نزدیک قطعی ہے، جبکہ اہل سنت کے نزدیک سماع الانبیاء علیہم السلام متفق علیہ ہے اسکا منکر اہل سنت سے خارج ہے اسکی اقتداء مکروہ تحریمی ہے۔

جناب مفتی علی الرحمن صاحب نے اس مسئلہ کا بھی بالکل ذکر نہیں کیا، صرف اس مسئلہ کا انکار بھی اہل سنت سے خروج کیلئے کافی ہے۔

اشاعت کے شیخ الحدیث ناقد الرجال علامہ المحقق خان بادشاہ بن شاندی گل صاحب تحریر فرماتے ہیں:

اقول قال المولوی سرفراز ایضا کذلک بحوالۃ نور الایضاح انہ ﷺ حی یرزق متمتع بجمیع الملاذ والعبادات غیر انہ حجب عن ابصار القاصرین عن شرف المقامات تسکین الصدور الطبعۃ الاولی ۱۲۸ واما سماع النبی ﷺ سلامنا وصلوتنا علیہ اذا کنا عند القبر فھو مسلک المولوی سرفراز واثبتہ من الحدیث الموضوع فی تسکین الصدور وذکرت ھھنا قولہ اجمالا فی غرائب الشیعۃ کأنہ ھو ھو۔۔۔

ترجمہ: میں کہتا ہوں کہ مولوی سرفراز بھی اس طرح بحوالہ نور الایضاح کہتا ہے آنحضرت ﷺ زندہ ہیں آپ کو رزق دیا جاتا ہے اور عبادتوں سے متمتع ہیں مگر ان نگاہوں سے اوجھل ہیں جو ان رفع مقامات تک رسائی سے قاصر ہیں جیسا کہ تسکین الصدور طبع اول ۱۲۸ میں ہے اور آنحضرت ﷺ کا ہمارا صلوۃ وسلام سننا جب قبر کے پاس ہو تو یہ مولوی سرفراز کا مسلک ہے جو من گھڑت حدیث سے ثابت کیا ہے اور یہاں میں نے اس کا قول شیعہ کے غرائب میں اجمالا ذکر کیا ہے گویا کہ اسکا مسلک بعینہ شیعہ کا مسلک ہے۔۔۔(التحفۃ العجیبۃ لأھل السنۃ والشیعۃ۔ ص: ۳۶۱)

درود وسلام عند قبر النبی ﷺ کے سماع کو شیعہ مسلک کہا، جبکہ ہمارے جملہ اکابرین دیوبند اس کے قائل ہیں۔

ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں:

واما سماع النبی ﷺ صلوۃ من یصلی علیه عند قبره فهو مبنی علی الحدیث الموضوع ---

(حقیقت المناظره فی دارالعلوم تهل۔ ص:۵۳)

عطاء اللہ بندیالوی صاحب لکھتے ہیں:

"جمعیت اشاعۃ التوحید والسنۃ کے تمام اکابرین اور معتبر علماء (حضرت مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاریؒ، شیخ الحدیث مولانا قاضی شمس الدینؒ، مفسر قران مولانا عبد الغنی جاجرویؒ، ترجمان اشاعت التوحید مولانا سجاد بخاریؒ ابن مولانا حسین علیؒ مولانا عبد الرزاقؒ، شیخ التفسیر مولانا قاضی عصمت اللہ دامت برکاتھم، شیخ الحدیث مولانا محمد حسین شاہ نیلویؒ، مولنا حکیم نور احمد یزدانیؒ) کے دستخطوں سے یہ فیصلہ ماہنامہ تعلیم القران بابت ماہ اکتوبر 1984ء میں شائع ہوا۔۔۔۔یہ تاریخی فیصلہ جماعت کی مرکزی مجلس شوری کی میٹنگ منعقدہ ۲ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ ملتان میں ہوا، ذرا ملاحظہ فرمایئے: ہمارے شیخ مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ اور ان سے تعلق رکھنے والے جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ کے تمام علماء اور مشائخ کا کتاب وسنت اور ارشادات سلف اور اقوال ائمہ متقدمین حنفیہ کی روشنی میں اپنا مسلک یہ ہے کہ سماع صلوۃ وسلام عند قبر النبی ﷺ ثابت نہیں"۔

(مسلک شیخ القران۔ ص:۳۹، ط: حسینہ، سرگودھا)

اسی کتاب میں فرماتے ہیں:

"سماع موتی شرک کا چور دروازہ ہے"

(مسلک شیخ القران۔: ص:۳۵، ط: حسینہ، سرگودھا)

اسی کتاب میں ہے:

"من صلی علی عند قبری" اسکی سند میں محمد بن مروان سدی صغیر ہے جو بالاتفاق محدثین کذاب اور وضاع ہے اس لئے محدثین نے اس حدیث پر موضوع ہونے کا حکم لگایاہے۔

(مسلک شیخ القران۔ ص:۳۲، ط: حسینہ، سرگودھا)

مسلک الاکابر کی تقریظ میں مولانا محمد یار بادشاہ صاحب امیر صوبہ سرحد اشاعت التوحید والسنۃ لکھتے ہیں:

"ہم خرق عادت سماع کے قائلین کو کافر اور مشرک نہیں سمجھتے"۔

(مسلک الاکابر، ص:۳۰، ناشر: مکتبۃ الیمان، جامعۃ الامام محمد طاہر رحمہ اللہ دار القرآن پنج پیر صوابی)

اس میں خرق عادت کی قید لگائی، اس سے بظاہر تو یہی سمجھ آرہا ہے کہ عادی سماع کے قائلین کو مشرک اور کافر سمجھتے ہیں اور قائلین تو عادی سماع ہی کے قائل ہیں۔

میاں محمد الیاس لکھتے ہیں:

"حضرت مولانا حسین علی صاحبؒ کے نزدیک قبر نبوی پر حاضر ہو کر حضور ﷺ سے استغاثہ یا فریاد کرنا یا دعا کی درخواست کرنا بھی مشرکانہ فعل ہے"

(سوانح مولانا حسین علیؒ۔ ص۲۰۶، ط: اشاعت اکیڈمی، پشاور)

سوانح شیخ القران میں مولانا نیلوی صاحب شیخ القران مولانا طاہر صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں:

"مسئلہ حیات النبی بعد وفات النبی ﷺ، سماع عند القبر، استشفاع، توسل و وسیلہ و سماع موتی وغیرہ مسائل میں ان کا مسلک بہت راسخ تھا ان مسائل میں مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاریؒ کے ہمنوا تھے، اور کسی کی پرواہ کیے بغیر قائلین سماع موتی کو کافر و مشرک سمجھتے تھے"

(ناشر القران۔ ص:۱۲۲، ط: گلستان پرنٹنگ پریس سرگودھا)

دفاع حق میں ہے:

"سماع موتی عادۃً ثابت نہیں اگر اللہ سنا دیں تو خرق عادت پر محمول ہے"

(ص۶۸، ط: ابوذکوان، تورڈھیر)

دفاع حق میں اشاعۃ التوحید والسنۃ کی مجلس مقننہ کا فیصلہ نقل کیا گیا ہے:

"سماع موتی کا عقیدہ قران کریم کے خلاف ہے، قران میں سماع موتی ثابت نہیں ہے جو لوگ بمشية الله خرقا للعادة عند القبر سماع کے قائل ہیں وہ کافر نہیں۔"

(ص:۹۸، ابوذکوان، تورڈھیر)

مذکورہ فیصلہ کے بارے میں جناب مفتی علی الرحمن صاحب کے استاذ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ تعالیٰ کا جواب ملاحظہ ہو

جواب: سماع موتی کے بارے میں حضرت گنگوہیؒ نے فتاوی رشیدیہ میں جو کچھ تحریر فرمایا ہے، وہ صحیح ہے اور آپ کے مرسلہ پرچے (مذکورہ فیصلہ) میں جو کچھ لکھا ہے وہ غلط ہے۔
حضرت گنگوہیؒ کے الفاظ یہ ہیں:

"یہ مسئلہ عہد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مختلف فیہا ہے، اس کا کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا"

(فتاوی رشیدیہ۔ ص:۸۷، مطبوعہ قرآن محل کراچی)

جب یہ مسئلہ صحابہ وتابعین اور سلف صالحین رضی اللہ عنہم کے زمانے سے مختلف فیہا چلا آرہا ہے، تو ان میں سے کسی ایک فریق کو کافر قرار دینے والا گمراہ اور خارجی کہلانے کا مستحق ہوگا۔ واللہ اعلم

(آپ کے مسائل اور ان کا حل۔ [تخریج شدہ ایڈیشن] ۱۱/۲۹۷، مجلس مقننہ اشاعت التوحید والسنۃ پاکستان کا فیصلہ، ط: لدھیانوی)

تنبیہ: یہ واضح ہو کہ قائلین سماع عادۃً سماع کے قائل ہیں خرق عادت تو پتھر بھی سن سکتا ہے۔ مذکورہ بالا عبارات کی روشنی میں عادی سماع کے قائلین پر کفر کا فتوی ہوا یا نہیں؟

تنبیہ: بعض اشاعتی حضرات اپنی بدنامی کو چھپانے کیلئے کہہ دیتے ہیں کہ ہم قائلین سماع کو مشرک کافر نہیں کہتے، بلکہ سماع من قریب وبعید کے قائل کو ہم کافر کہتے ہیں، یہ بھی ان کا ایک مغالطہ ہے، عام بندہ یہ سمجھتا ہے کہ سماع موتی کے قائلین کو کافر نہیں کہتے حالانکہ یہ غلط ہے، مردہ ان کے نزدیک بعید ہے اور اسکے سماع کا قائل سماع من بعید کا قائل ہے جو کہ شرک اور کفر ہے۔ ملاحظہ ہو

جناب طیب طاہری صاحب کے معتمد اور تور ڈھیر کی اشاعت التوحید والسنۃ کے امیر محمد سلمان ساجد صاحب لکھتے ہیں:

"قبر میں مردہ نزدیک نہیں بلکہ بعید ہے، عادۃً بعید اسے کہا جاتا ہے کہ وہاں سے پکار

وغیرہ سنی نہ جائے اور قبر میں اتنی مٹی کے اوپر عادۃ انسان کیسے سن سکتا ہے ہاں خلاف عادت ہو تو اور بات ہے"

(موت کا پیغام۔ ص ۲۷۲،ط: تعلیم القرآن، تورڈھیر)

اس میں یہ بھی ہے

"منوں مٹی کے نیچے عقل سلیم کا فیصلہ بھی یہی ہے کہ قبر میں مدفون مردہ دور سمجھا جائے"

(موت کا پیغام۔ ص:۲۷۵،ط: تعلیم القرآن، تورڈھیر)

اس میں یہ بھی ہے

"دور اور نزدیک سے سننے کا قول کرنے والوں کو ہم بلاشک وشبہ کافر اور مشرک قرار دیتے ہیں"

(موت کا پیغام۔ ص:۲۶۶،ط: تعلیم القرآن، تورڈھیر)

اس میں یہ بھی ہے

"تمام مردے عادۃً بات نہیں سنتے اور یہی قانون ہے اور اسکا قائل مشرک قرار دیا جائے گا"

(موت کا پیغام۔ ص:۲۶۶،ط: تعلیم القرآن، تورڈھیر)

کیا ان عبارات کو پڑھ کر یہی ثابت نہیں ہوتا کہ مردے کے سماع کا قائل مشرک اور کافر ہے حالانکہ تمام اکابر علمائے دیوبند کثرھم اللہ سواد ھم سماع النبی ﷺ عند القبر کے قائل ہیں اب اس بارے میں چند حوالہ جات نقل کئے جاتے ہیں:

(۱)حجۃ اللہ فی الارض سید نا الامام الاکبر ایۃ من ایات اللہ قاسم العلوم والخیرات حجۃ الاسلام حضرت اقدس مولانا محمد قاسم النانوتوی قدس سرہ العزیز [بانی دارالعلوم دیوبند](المتوفی ۱۲۹۷ھ) تحریر فرماتے ہیں:

"سماع انبیاء کرام علیہم السلام بعد وفات زیادہ تر قرین قیاس ہے اور اسی لئے ان کی زیارت بعد وفات بھی ایسی ہی ہے جیسے ایام حیات میں احیاء کی زیارت ہوا کرتی ہے اور اس وجہ سے یوں نہیں کہہ سکتے کہ زیارت نبوی ﷺ مثل زیارت مسجد، زیارت مکان ہے۔۔۔ بلکہ وہ زیارت مکان نہیں مکین ہے۔"

(مقالات حجۃ الاسلام۔ جلد:۱۷، ص:۲۹، جمال قاسمی، ط:ادارہ تالیفات اشرفیہ، چوک فوارہ، ملتان پاکستان)

(۲)ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں:

"سو چونکہ سلام امتیان بھی مجملہ وقائع متعلقہ ذات خود ہیں، اس لئے اس سے مطلع ہو کر بوجہ حسن اخلاق ذاتی جواب سے مشرف فرماتے ہیں۔"

(آب حیات۔ ص:۲۰۶، ط:ادارہ تالیفات اشرفیہ، چوک فوارہ، ملتان پاکستان)

(۳)قدوۃ العلماء، زبدۃ الفقہاء، فخر المحدثین، قطب العالم، حضرت مولانا مفتی رشید احمد گنگوہی قدس اللہ سرہ تحریر فرماتے ہیں:

"مگر انبیاء علیہم السلام کے سماع میں کسی کو اختلاف نہیں ہے۔"

(فتاوی رشیدیہ۔ ۱/۲۲۰، ط:الحنفیۃ)

(۴)حکیم الامت، مجدد الملت، حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس اللہ سرہ تحریر فرماتے ہیں:

"مجموعہ روایات سے علاوہ فضیلت حیات واکرام ملائکہ کے برزخ میں آپ کے یہ مشاغل ثابت ہوتے ہیں۔۔۔(۴)سلام کا سننا نزدیک سے خود اور دور سے بذریعہ ملائکہ، سلام کا جواب دینا یہ تو دائما ثابت ہیں۔"

(نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب ﷺ، ص:۲۲۱، فصل نمبر ۲۸، عالم برزخ میں آپ ﷺ کے بعض احوال وفضائل، ط:مشتاق بک کارنر، الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور)

(۵)حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ تعالی (المتوفی ۱۴۰۳ھ)[۱۳۴۳ھ میں دار العلوم دیوبند کے قائم مقام مہتمم بنائے گئے، پھر ۱۳۴۸ھ میں باضابطہ مہتمم ہوئے، ۱۴۰۰ھ تک اس عہدے پر فائز رہے] تحریر فرماتے ہیں:

<u>برزخ میں انبیاء علیہم السلام کی حیات کا مسئلہ مشہور ومعروف اور جمہور علماء کا اجماعی مسئلہ ہے، علماء دیوبند حسب عقیدہ اہل سنت والجماعت برزخ میں انبیاء کرام کی حیات کے اس تفصیل سے قائل ہیں کہ نبی کریم ﷺ اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام وفات کے بعد اپنی اپنی</u>

پاک قبروں میں حیات جسمانی کے ساتھ زندہ ہیں، اور ان کے اجسام کے ساتھ ان کی ارواح مبارکہ کا ویسا ہی تعلق قائم ہے جیسا کہ دنیوی زندگی میں قائم تھا، وہ عبادت میں مشغول ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں، انہیں رزق دیا جاتا ہے اور قبور مبارکہ پر حاضر ہونے والوں کا صلوۃ وسلام بھی سنتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

علمائے دیوبند نے یہ عقیدہ کتاب وسنت سے پایا ہے، اور اس بارے میں ان کے سوچنے کا طرز بھی متوارث ہی رہا ہے۔

(خطبات حکیم الاسلام۔ ۸/ ۲۱۹، مسئلہ حیات النبی ﷺ، ناشر: بیت السلام پبلشر، کراچی، پاکستان)

(۶) شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمہ اللہ تعالی تحریر فرماتے ہیں:

"مزار مبارک پر جو شخص حاضر ہو کر صلوۃ وسلام پڑھتا ہے، اس کو خود سنتے ہے"

(سیرۃ المصطفیٰ ﷺ۔ ۳/ ۱۴۳۔ فصل سوم، ط: عمر فاروق)

(۷) برکۃ العصر، قطب الاقطاب، شیخ الحدیث، حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی قدس اللہ سرہ تحریر فرماتے ہیں:

"جو قبر اطہر کے قریب درود پڑھے اس کو حضور اقدس ﷺ بنفس نفیس خود سنتے ہیں، بہت ہی قابل فخر، قابل لذت چیز ہے۔"

(فضائل درود شریف، ص: ۳۴، فصل اول: درود شریف کے فضائل میں، ط: لدھیانوی)

(۸) حضرت مولانا عبد الماجد دریابادی رحمہ اللہ تعالی [خلیفہ مجاز حکیم الامت، مجدد الملت، حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی قدس اللہ سرہ] تذکرۃ الخلیل سے نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"ان کے حالات میں حسن اتفاق سے ذیل کی عبارت نظر آئی جو بجنسہ نقل کر دیجاتی ہے۔۔۔ اور یہ بھی فرمایا کہ مسجد نبوی ﷺ کی حد میں کتنی ہی پست آواز سے سلام عرض کیا جائے، اس کو آنحضرت ﷺ خود سنتے ہیں۔" (۳۶۰)

(سفر حجاز۔ ص: ۱۱۰، نوٹ متعلق باب: ۱۱، گنبد خضراء، ط: اعظم گھر، دار المصنفین)

(۹) حضرت مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ تعالی تحریر فرماتے ہیں:

"جو امتی قبر پر حاضر ہو کر سلام عرض کرتے ہیں آپ ان کا سلام سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں،"

(معارف الحدیث، حصہ چہارم، ص:۴۵۸ روضہ اطہر کی زیارت، کتاب الحج، ط: دار الاشاعت)

رأس الاتقیاء استاذ الاساتذہ شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین غور غوشتوی رحمہ اللہ تعالی، [خلیفہ اعظم حضرت مولانا الشیخ حسین علی واں بھچراں رحمہ اللہ تعالی] کی تحریر ملاحظہ ہو:

"سردار انبیاء خاتم النبیین ﷺ قبر شریف میں زندہ ہیں اور حیات ان کی شان کے مناسب ہے ،اللہ نے قبر میں وہ حیات ان کو دی ہے، جسد اطہر قبر شریف میں محفوظ ہے، مٹی کوئی اثر جسد اطہر پر نہیں کر سکتی، اگر قبر کے پاس کوئی مسلمان درود شریف جہر اسلام ڈالے، تو حضور اکرم ﷺ خود سنتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں اور اگر کوئی دور سے درود شریف پڑھے، تو فرشتے رسول اکرم ﷺ کے پاس پہنچاتے ہیں"

میں نے مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اس مسئلے کا کبھی اختلاف نہیں سنا اور نہ ہی میں نے کبھی ان سے یہ پوچھا، یہ تو ایک اہل سنت والجماعت کا متفقہ حق مسئلہ ہے۔"

مسکین نصیر الدین غورغشتوی

(مقام حیات المسمے بہ مدارک الاذکیاء فی حیاۃ الأنبیاء علیہم السلام۔ ص:۶۹۷،۶۹۶، ط: دار المعارف الفضل مارکیٹ، اردو بازار، لاہور)

(۱۰) شیخ الاسلام و شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مد ظلہم [صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان] تحریر فرماتے ہیں:

وبالجملة فان هذه الاحاديث مع حديث الباب (مررت على موسى عليه السلام الخ) تدل على كون الانبياء احياء بعد وفاتهم وهو من عقائد جمهور اهل السنة والجماعة ، وانما المقصودحياتهم بمعنى ان لارواحهم تعلق قويا باجسادهم الشريفة المدفونة فى قبورهم ولهذا التعلق القوى حدثت لاجسادهم خصائص كثيرة من خصائص الاجساد مثل سماع السلام ورده

(تکملہ فتح الملہم۔۵/۲۸-۳۰، ط: دار العلوم کراچی)

(۱۱) شیخ المشائخ، مرشد العلماء، خواجہ خواجگان، حضرت مولانا خواجہ خان محمد قدس اللہ سرہ (المتوفی ۱۴۳۱ھ) [۱۹۷۷ء سے ۲۰۱۰ء تک تینتیس سال کا عرصہ آپ عالمی مجلس ختم نبوت کے امیر رہے] تحریر فرماتے ہیں:

”روضہ اقدس پر جو درود شریف پڑھے، وہ بلا واسطہ سنتے ہیں، اور سلام کا جواب دیتے ہیں۔ حضرات دیوبند کا بھی یہی عقیدہ ہے۔“

(مماتی فتنہ علمائے دیوبند کی نظر میں۔ ص:2)

(۱۲) حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ تعالی تحریر فرماتے ہیں:

”یارسول اللہ کہنے کی پانچویں صورت یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے روضہ اطہر پر حاضر ہو کر مواجہ شریفہ کے سامنے کھڑے ہو کر پڑھے "الصلوۃ والسلام علیک یارسول اللہ" چونکہ آنحضرت ﷺ روضہ اطہر میں حیات ہیں، اور ہر زائر کے سلام کو سماعت فرماتے اور اس کا جواب مرحمت فرماتے ہیں، اس لئے وہاں جاکر خطاب کرنا نہ صرف جائز بلکہ احسن ہے۔“

(اختلاف امت اور صراط مستقیم۔ حصہ اول، ص:۵۶، اشاعت: اپریل ۱۹۹۵، ناشر: لدھیانوی)

(۱۳) ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں:

”آنحضرت ﷺ درود وسلام پیش کرنے والوں کے سلام کا جواب دیتے ہیں،“

(آپ کے مسائل اور ان کا حل۔ ۱/ ۲۹۹، عقیدہ حیات النبی ﷺ پر اجماع، ط: لدھیانوی)

(۱۴) محقق العصر حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود رحمہ اللہ تعالی تحریر فرماتے ہیں:

”حضور ﷺ کی قبر یہی ہے جس پر زائرین حاضری دیتے ہیں۔۔۔ اور سلام زائرین کا جواب بھی دیتے ہیں، بلکہ دور سے پڑھنے والوں کا سلام بھی فرشتے آپ کو یہیں پہنچاتے ہیں۔“

(مقام حیات۔ ص:۴۴۸، الفصل الثانی وفیه ستة من المباحث، مبحث اول: چار بنیادی سوالات، جہاں بدن اطہر ہے وہیں عرض سلام ہے، ط: دار المعارف الفضل مارکیٹ ج، اردو بازار، لاہور)

(۱۵) فقیہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی نور اللہ مرقدہ تحریر فرماتے ہیں:

"غرض جس طرح آپ کی حیات میں آداب ظاہری وباطنی کی رعایت ضروری سمجھی جاتی ہے اسی طرح مزار مبارک پر حاضری کے وقت بھی ضروری سمجھے کیونکہ آپ کی حیات برزخی قوی دلائل سے موجودہ ثابت ہے، حدیث شریف میں آیاہے کہ "جو شخص مجھ پر پاس کھڑاہو کر درود بھیجتاہے میں اس کو سنتاہوں، اور جو دور سے بھیجاجاتاہے، وہ مجھ کوسنایاجاتاہے"

(فتاوی محمودیہ۔۱۰/۴۴۵ ، باب زیارة المدینة المنورة ،ط:ادارۃ الفاروق کراچی)

(۱۶) فتاوی مفتی محمودؒمیں ہے:

"نبی اکرم ﷺ اپنی قبر شریف میں حی (زندہ) ہیں، اور قبر شریف پر سلام پڑھاجائے تو سنتے ہیں اور جواب دیتے ہیں اور ہر جگہ سے نہیں سنتے، بلکہ دور دراز سے صلوۃ وسلام پڑھنے والوں کاسلام آپ کی خدمت میں پیش کیاجاتاہے۔یہی عقیدہ اہل سنت والجماعت کاہے۔"

(۱/۳۵۳۔کتاب العقائد، مطبع:اشتیاق اے مشتاق پریس،لاہور)

(۱۷) حضرت مولانامفتی شبیر احمد القاسمی صاحب [شاگرد رشید فقیہ الامت حضرت مولانامفتی محمود حسن گنگوہی نوراللہ مرقدہ] تحریر فرماتے ہیں:

"خود حضور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ جو شخص میری قبر اطہر کے پاس درود وسلام کا نذرانہ پیش کرتاہے، میں خود اس کو سن کر اس کا جواب دیتاہوں، اور جو دور سے درود پڑھتا ہے فرشتے میرے پاس پہنچاتے ہیں۔"

(فتاوی قاسمیہ ۔۲/۱۵۳۔ روضہ اقدس پر ہلکی آواز سے درود پڑھنا، باب ما یتعلق بالأنبیاء، کتاب الایمان والعقائد ، ط:اشرفیہ،دیوبند،الھند)

(۱۸) حضرت مولانامفتی سید محمد سلمان صاحب منصورپوری [حالا استاذ حدیث وفقہ دارالعلوم دیوبند] تحریر فرماتے ہیں:

"جو شخص پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کے روضہ اقدس پر حاضر ہو کر سلام پیش کرتاہے تو آنحضرت ﷺ اس کے سلام کو بنفس نفیس سماعت فرماتے ہیں، اور جواب بھی مرحمت فرماتے ہیں"

(کتاب النوازل۔۷/۶۴۰ مدینہ منورہ، کتاب الحج، ط:المرکز العلمی للنشر والتحقیق لال باغ مراد آباد، الہند)

(۱۹)مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی نور اللہ مرقدہ تحریر فرماتے ہیں:

"رسول اللہ ﷺ کی روح مبارک کا تعلق جسم اطہر کے ساتھ شہید سے بھی زیادہ ہے، اتنا زیادہ ہے کہ کسی اور کی روح کو اپنے جسم سے اتنا تعلق نہیں ہوتا۔ چنانچہ احادیث سے ثابت ہے کہ آپ کی قبر شریف پر حاضر ہو کر جو آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتا آپ اسے خود سنتے اور جواب عنایت فرماتے ہیں۔"

(فتاوی دار العلوم کراچی (امداد السالکین)۔۱/۱۰۰، عقیدۂ حیات النبی ﷺ، کتاب الایمان والعقائد، ط:ادارۃ المعارف کراچی)

(۲۰)حضرت شیخ الحدیث مفتی سید نجم الحسن امروہوی دامت برکاتہم العالیہ کا قائم کردہ ادارہ جامعہ دار العلوم یاسین القرآن نارتھ کراچی سے شائع ہونے والے "نجم الفتاوی" میں مذکور ہے:

"باقاعدہ روح کا جسد مبارک سے تعلق ہے حتی کہ روضۂ اقدس کے پاس درود شریف پڑھا جائے تو آپ علیہ الصلوۃ والسلام خود سنتے ہیں"

(نجم الفتاوی۔۱/۲۶۰، آپ علیہ السلام کی قبر اطہر میں حیات مبارکہ، کتاب العقائد، ناشر: دار العلوم یاسین القرآن)

(۲۱)دار الافتاء دار العلوم دیوبند سے سوال وجواب ملاحظہ ہوں۔

سوال نمبر:36429

عنوان:جو درود وسلام نبی پر بھیجا جاتا ہے، کیا نبی اسے خود سنتے ہیں؟

سوال:میرا سوال یہ ہے کہ جو درود وسلام نبی پر بھیجا جاتا ہے، کیا نبی اسے خود سنتے ہیں؟ یا فرشتے اس تک یہ سلام پہنچاتے ہیں؟ آپ سے گزارش ہے کہ جواب میں جو احادیث آپ بھیجتے ہیں انکا ترجمہ ضرور لکھا کریں۔

جواب نمبر؛36429

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فتوی(م):292=292-1433 / 2روضہ اقدس کے پاس جو درود و سلام پڑھتا ہے، اس کو حضور ﷺ خود سنتے ہیں اور جو دور سے بھیجتا ہے اس کو فرشتے پہنچاتے ہیں ۔ حدیث: من صلی عند قبری سمعته ومن صلی علی نائیا أبلغته (ترجمہ: آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص مجھ پر میری قبر کے پاس آکر درود پڑھتا ہے میں اس کو خود سنتا ہوں اور جو شخص دور سے مجھ پر درود بھیجتا ہے اسے مجھ تک پہنچا دیا جاتا ہے)(مشکاۃ شریف باب الصلاۃ علی النبی:۸۷)

واللہ تعالی اعلم

دارالافتاء

دارالعلوم دیوبند

(۲۲)دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیۃ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی سے سوال وجواب ملاحظہ ہوں۔

کیا روضہ اقدس پر پڑھا جانے والا درود حضور پاک ﷺ بذات خود سنتے ہیں؟

سوال:

کیا روضہ اقدس پر پڑھا جانے والا درود حضور پاک ﷺ بذات خود سنتے ہیں؟

اگر روضہ اقدس پر پڑھا جانے والا درود حضور پاک ﷺ بذات خود سنتے ہیں درود ابراھیمی پڑھا جائے یا کوئی دوسرا، آپ بتادیں۔ جزاک اللہ

جواب:

حدیث شریف میں ہے: عن أبی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ من صلی عند قبری سمعته ومن صلی علی نائیا أبلغته ۔

رواه البيهقی فی شعب الايمان كما فی المشكوة وبسط السخاوی فی تخريجه ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص مجھ پر میری قبر کے قریب درود بھیجتا ہے میں اس کو خود سنتا ہوں اور جو دور سے مجھ پر بھیجتا ہے مجھ کو پہنچا دیا جاتا ہے، متعدد روایات سے یہ ثابت ہے کہ جو شخص دور سے درود بھیجے فرشتہ اس پر متعین ہے کہ حضور ﷺ تک پہنچائیں اور جو شخص قبر اطہر کے قریب درود پڑھے اس کو حضور ﷺ بنفس نفیس خود سماعت فرماتے ہیں، رہی یہ بات کہ وہاں کون سا درود پڑھنا افضل ہے تو روضہ اقدس پر مخاطب کے صیغہ کے ساتھ درود پڑھنا افضل ہے مثلا: الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔ مزید تفصیل کے لئے شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہ لااللہ کی فضائل حج میں مدینہ منورہ حاضری کے آداب کا باب مطالعہ کرلیں۔ واللہ اعلم

فتوی نمبر:143710200032

دار الافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

(۲۳) ملک پاکستان کے بڑے، مقتدر دینی اداروں میں سے ایک نام جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا ہے، اس ادارے سے شائع ہونے والے فتاوی حقانیہ میں مذکور ہے:

”حضور انور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جب کوئی دور سے مجھ پر درود بھیجتا تو اللہ تعالی کے حکم سے فرشتے اس درود کو مجھ تک پہنچاتے ہیں اور جب کوئی قریب سے (روضہ اطہر پر آکر) مجھ پر درود پڑھتا ہے تو میں خود سنتا ہوں۔ لما ورد فی الحدیث : قال النبی ﷺ من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی نائیا أبلغته (مشكاة المصابيح ـ ص: ۸۷، باب الد عا فی التشهد ، ط: سعيد)

ان تمام حوالہ جات سے واضح ہوا کہ اکابرین علمائے دیوبند كثرهم الله سوادهم کا یہ عقیدہ ہے:

”روضہ اقدس کے پاس جو درود وسلام پڑھتا ہے، اس کو حضور ﷺ خود سنتے ہیں اور جو دور سے درود شریف پڑھتے ہیں اس کو فرشتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچاتے ہیں“

جبکہ اشاعتی حضرات روضۂ اقدس کے پاس درود شریف کے سماع کے بالکل قائل نہیں ہیں، بلکہ قائلین کی تکفیر تک ان کی عبارات سے نکلتی ہے، اور بعض اشاعتی حضرات کا یہ کہنا کہ ہم صرف دور سے سماع کے قائل کو مشرک

کہتے ہیں تو اس سے میت کا سماع مستثنیٰ نہیں ہوا، کیونکہ میت انکے نزدیک دور ہی ہے لہذا اس کے سماع کا قائل سماع من بعید کا قائل ہے لہذا وہ بھی مشرک بنا۔ جب ان حضرات کے نزدیک اکابرین دیوبند کے عقائد کی کفریہ شرکیہ ہیں تو انکو دیوبندی ثابت کرنا پرلے درجے کی حماقت ہے۔

علامہ سیوطیؒ، علامہ بدر عالم میرٹھیؒ، مفتی جمیل احمد تھانویؒ، تسکین الصدور کے مصنفؒ پر شرک کا فتوی

نیلوی صاحب نداء حق میں لکھتے ہیں:

"پھر علامہ سیوطی نے جو بات فرمائی ہے کہ مردوں کا ساری مخلوق کا سلام سننا بلاشبہ صحیح ہے۔"

(سماع الموتی ص: ۱۷۴، ط: صفدریہ)

کیا آپ کو تسلیم ہے ۔۔۔ اگر تسلیم ہے تو آپ میں اور بریلویوں میں کیا فرق ہے؟ البتہ اتنا فرق معلوم ہوتا ہے کہ بریلوی صرف انبیاء اور اولیاء کے بارے میں کہتے ہیں کہ وہ سب کی سنتے ہیں دوسرے مردوں کے بارے میں انکا یہ عقیدہ نہیں لیکن آپ کا یہ عقیدہ تو تمام مردوں کے بارے میں ہوا، اور حضرت شاہ صاحب کا حوالہ دے کر فرماتے ہیں کہ شیخ سیوطی نے اسمیں مطلب اور گر کی بات کہی ہے پھر بتایئے شرک اور کس بلا کا نام ہے ۔۔۔ ساری مخلوق کا کلام سننا تو خاصہ اللہ تعالی کا ہے پھر یہ شرک حضرت شاہ صاحب کے ذمے لگا دیا، یہ آپ لوگوں کا ہی دل گردہ ہے کہ شاہ صاحب کو شرک کی دلدل میں دھنسا دیا اور مدار اسکی فیض الباری ہے، مولوی بدر عالم کے علم سے مرعوب ہو کر بیچارے جمیل احمد تھانوی صاحب لکھ گئے، سیوطی کی کتاب الحاوی کا حوالہ دے کر شرک کو مزید منور کر دیا۔"

(۳/ ۳۳۵، ط؛ اشاعت اسلام)

حالانکہ حضرت کی اس بات کا مطلب یہ ہے کہ علامہ سیوطی رحمہ اللہ کا یہ شعر جو ہے:

سماع الموتی کلام الخلق معتقد جاءت به عندنا الاثار فی الکتب

یہ فیض الباری، مشکلات القران، تسکین الصدور، ،اور علامہ سیوطی کی الحاوی للفتاوی میں مذکور ہے، اور نیلوی صاحب کے نزدیک یہ شعر شرک ہے کیونکہ اسمیں مخلوق کو الہی صفت دی گئی ہے بلکہ اسکا معتقد بریلویوں سے بڑا مشرک ہے۔

یہ خلاصہ ہے نیلوی صاحب کی مذکور عبارت کا۔ اب علامہ سیوطیؒ، مولانا جمیل احمد تھانویؒ، مولانا انور شاہ کشمیری

صاحبؒ، مولانا بدر عالم صاحبؒ، مولانا سرفراز خان صفدر صاحبؒ اور باقی بھی جو جو علماء اس شعر کو مانتے ہیں کیا یہ ان پر شرک کا فتوی نہیں لگا؟؟؟

جناب مفتی علی الرحمٰن صاحب سے گزارش ہے کہ اشاعت التوحید کے اکابرین سے درج ذیل سوالات بھی کرلیں:

ا۔ سماع من قریب عادۃً کے قائل کا کیا حکم ہے؟

۲۔ عدم سماع کی دلیل قطعی ہے یا ظنی؟ اگر قطعی ہے، تو منکر کی تکفیر ہوگی یا نہیں؟ اگر نہیں، تو کیا وجہ ہے؟ اور اگر تکفیر نہیں، تو تفسیق اور تضلیل ہوگی یا نہیں؟

۳۔ علم غیب کی نفی کی دلیل قطعی ہے یا ظنی اگر قطعی ہے تو منکر کی تکفیر ہے یا نہیں؟

۴۔ اگر ہے تو عدم سماع کے منکر کی تکفیر کیوں نہیں۔ وجہ فرق کیا ہے؟

صرف یہی تو نہیں سماع کے قائل کی تکفیر پر دیوبندی تقیہ کی چادر ٹوٹ جائے گی۔

۵۔ میت کا سماع من بعید ہے یا قریب؟

اشاعت والوں کے نزدیک حیات النبی ﷺ کی معنی

اشاعتی حضرات کے نزدیک حیات النبی ﷺ کا معنی ملاحظہ ہو

ندائے حق میں ہے:

"حیوۃ النبی مشہور بین الجمہور ہے پس معنی حیات کا جسم کا نہ گلنا سڑنا۔"

(۱/۱۶۷، ط: اشاعت اسلام)

جناب مفتی صاحب نے اشاعتی حضرات کو اہل سنت سے ملانے کی کوشش کی ہے لیکن چوہا نکالے بغیر کنواں پاک کہاں ہو سکتا ہے، انھوں نے حیات اور سماع کے انکار پر ہزاروں صفحات تحریر کئے، کس کس بات پر پردہ ڈالا جائے گا، چنانچہ اشاعتی مصنفین نے ان روایات کا جن سے سماع اور حیات ثابت ہوتی ہے یا بالکل انکار کر دیا، یا تاویل باطل کی، اگر قائل ہوتے تو روایات کے انکار کی کیا ضرورت تھی، نیلوی صاحب نے تو "من صلی علی عند قبری" والی روایت کے انکار پر مستقل کتاب لکھی ہے اور اسکو منکر اور قران کے مخالف ثابت کیا ہے، اقامۃ البرھان، ندائے حق، موت کا پیغام ان تمام کتب میں حیات اور سماع کی احادیث کو باطل اور موضوع قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح ایک مماتی مولوی شیر محمد صاحب نے ایک کتاب لکھی ہے "کشف الستر" کے نام سے اسمیں سماع النبی ﷺ عند القبر والی احادیث کو رد کیا ہے۔

مسئلہ استشفاع

مدینہ طیبہ حاضری کے موقع میں اہل سنت والجماعت کے نزدیک حضور ﷺ سے دعا کی درخواست کرنا بھی ثابت ہے، اسکو استشفاع کہا جاتا ہے، تمام علمائے دیوبند اسکے قائل ہیں، چونکہ اشاعتی حضرات کے نزدیک مدینہ شریف والا روضہ قبر ہے ہی نہیں۔ اور نہ آپ علیہ السلام اس میں حیات ہیں، نہ ہی سلام وکلام سنتے ہیں۔ اشاعتی حضرات اسکے منکر ہیں، بلکہ چونکہ سماع المیت سماع من بعید ہے لہذا ممکن ہے انکے نزدیک تکفیر کی حدود میں داخل ہو۔

امام اہل سنت علامہ سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"استشفاع عند القبور کو بھی (نیلوی صاحب نے) شرک کہا ہے"

(المسلک المنصور۔ ص:۱۸، ط:صفدریہ)

سوانح شیخ القران میں مولانا نیلوی صاحب شیخ القران مولانا محمد طاہر صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں:

"مسئلہ حیات النبی بعد وفات النبی ﷺ، سماع عند القبر، استشفاع، توسل ووسیلہ وسماع موتی وغیرہ مسائل میں ان کا مسلک بہت راسخ تھا ان مسائل میں مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاریؒ کے ہمنوا تھے، اور کسی کی پرواہ کیے بغیر قائلین سماع موتی کو کافر ومشرک سمجھتے تھے"

(ناشر القرآن۔ ص:۱۲۲، ط:گلستان پرنٹنگ پریس سرگودھا)

میاں محمد الیاس لکھتے ہیں:

"حضرت مولانا حسین علی صاحبؒ کے نزدیک قبر نبوی پر حاضر ہو کر حضور ﷺ سے استغاثہ یا فریاد کرنا یا دعا کی درخواست کرنا بھی مشرکانہ فعل ہے۔"

(سوانح مولانا حسین علیؒ۔ ص:۲۰۶، ط:اشاعت اکیڈمی پشاور)

محمد ساجد سلمان اشاعتی صاحب نے اپنی کتاب موت کا پیغام میں نقل کیا ہے:

"اس کو پکارنا جو نہ سنتا ہے اور نہ جواب دیتا ہے یہ شرک ہے۔۔۔ ہر میت اور غائب نہ سنتا ہے اور نہ اجابت کر سکتا ہے۔"

(ص:۵۲۲، ط: تعلیم القرآن تورڈھیر)

اس میں یہ بھی ہے:

"مخلوق کے ساتھ شفاعت طلب کرنا جو بلاوے کے مالک نہیں جیسے مردہ اور غائب اور انکی طرح پس یہ شرک اکبر ہے۔

(ص:۵۲۴،ط: تعلیم القرآن توڑ ڈھیر)

نیلوی صاحب نے بھی نبی علیہ السلام کے روضہ کے باہر کے سلام کو سلام من بعید ثابت کیا ہے، چنانچہ ملاحظہ ہو:

"ان پانچ پردوں سے باہر کھڑا ہونے والا شخص قبر نبوی ﷺ کے پاس کھڑا ہونے والا نہیں سمجھا جاتا بلکہ یہی کہیں گے کہ یہ شخص قبر نبی سے دور پانچ پردوں سے باہر ہٹ کر کھڑا ہے"

(ندائے حق۔۹۰/ ۲،ط: اشاعت اسلام)

آگے لکھا ہے:

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ الرد علی الاخنائیؒ کے ص۱۸۹ میں لکھتے ہیں:

"آپ ﷺ کی قبر اطہر تک پہنچنا تو ممکن ہی نہیں۔"

(ندائے حق ۹۲/ ۲،ط: اشاعت اسلام)

اب جب روضہ اطہر کے باہر سے سلام کہنے والا بعید ہے اور اسکے سماع کا قائل سماع من بعید کا قائل ہوا۔ اور یہ تو ان کے نزدیک شرک ہے حالانکہ اکابر علمائے دیوبند تو سارے روضہ اطہر کے باہر ہی سے سلام واستشفاع کے قائل ہیں اب کیا ان پر یہ صاف کفر اور شرک کا فتوی نہیں۔ جب اکابرین دیوبند ہی کافر اور مشرک ہیں اس فرقہ کے نزدیک تو کیا یہ دیوبندی ہونا پسند کریں گے، ہرگز نہیں، یہ صرف تقیہ کیلئے ہی اس لفظ کو استعمال کرتے ہیں۔

حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری طیب صاحب رحمہ اللہ کا فیصلہ اور اشاعتی حضرات کا مؤقف

بعض علماء کرام کو یہ فکر ہوتی ہے کہ اشاعت التوحید والسنۃ کے ساتھ اتفاق اور صلح ہو جائے تو بہتر ہے، ان پر یہ واضح ہونا چاہئے کہ اس فریق سے کسی حال میں صلح نہیں ہو سکتی۔ بڑے بڑے حضرات نے یہ کوشش کر لی ہے چنانچہ دار العلوم دیوبند کے مہتمم حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ نے بھی یہ کوشش کی اور بظاہر اسکی کچھ صورت بھی بن گئی، لیکن بعد میں اس صلح نامہ کے ساتھ اشاعتی حضرات کا کیا رویہ رہا؟ ملاحظہ ہو:

حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے 1962ء میں اس تنازع کو ختم کرنے کیلئے فریقین سے ایک قدر مشترک عبارت پر دستخط لئے، اس یاداشت کا متن بلفظہ حسب ذیل ہے:

عامۂ مسلمین کو فتنۂ نزاع وجدال سے بچانے کے لیے مناسب ہو گا کہ مسئلہ حیات النبی ﷺ کے سلسلے کے ہر دو فریق کے ذمہ دار حضرات عبارت ذیل پر دستخط فرمائیں۔ یہ (عنوان) مسئلہ کا قدر مشترک ہو گا، ضرورت پڑنے پر اسی کو عوام کے سامنے پیش کر دیا جائے گا، تفصیلات پر زور نہ دیا جائے، عبارت حسب ذیل ہے:

"وفات کے بعد نبی کریم ﷺ کے جسد اطہر کو برزخ (قبر شریف) میں بہ تعلق روح حیات حاصل ہے اور اس حیات کی وجہ سے روضہ اقدس پر حاضر ہونے والوں کا آپ ﷺ صلوۃ وسلام سنتے ہیں"

اس فیصلہ کو سید عنایت اللہ شاہ گجراتی صاحب نے شروع ہی سے تسلیم نہیں کیا، صرف قاضی نور محمد صاحبؒ، اور مولانا غلام اللہ خان صاحبؒ نے اشاعتی حضرات کی جانب سے اس پر دستخط کیے، قاضی نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو اس فیصلہ کے فوراً بعد ہی فوت ہو گئے جبکہ شیخ القران مولانا غلام اللہ خان صاحب اس کے بعد زندہ رہے، اور قاضی شمس الدین صاحب بھی اس مسئلہ سے متفق تھے، لیکن اشاعتی حضرات ابھی تک ان دونوں بزرگوں کو اس فیصلہ کا مصدق نہیں مانتے، ملاحظہ ہو

میاں محمد الیاس صاحب حیات شیخ القران میں مولانا غلام اللہ خان صاحب کے بارے میں لکھتے ہیں:

بعض علماء دیوبند صلح نامہ راولپنڈی کی عبارت سے استدلال کر کے مولانا کو سماع صلوۃ وسلام کے قائلین میں شمار کرتے ہیں جو کہ مولانا سے زیادتی اور ان حضرات کی کور باطنی ہے صلح نامہ راولپنڈی کی تحریر 8 جولائی 1962ء کی ہے، جبکہ تفسیر جواہر القرآن کی جلد اول سنہ 1963ء میں طبع ہوئی اور اسکے صفحہ 127 پر سورہ بقرہ کی آیت نمبر 259 کی تفسیر میں حضرت عزیر علیہ السلام کے واقعہ سے استدلال کیا گیا ہے کہ ارواح کا ابدان سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ (حیات شیخ القران۔ ص:۲۸۳، ط: اشاعت اکیڈمی پشاور)

اسی صفحہ میں قاری طیب صاحبؒ کی عبارت کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اس عبارت سے شیخ القران نے رجوع کر لیا تھا۔"

(حیات شیخ القران۔ ص:۲۸۳، ط: اشاعت اکیڈمی پشاور)

پھر آگے لکھتے ہیں:

"رہا یہ سوال کہ شیخ القرانؒ نے قاری محمد طیب صاحب کی رقم کردہ پر دستخط کیوں کر دیئے تھے تو اسکا جواب تو یہی ہے کہ مولانا کے نزدیک یہ عقائد ضروریہ میں سے نہ تھا اور انھوں نے جماعت دیوبند میں اتفاق واتحاد پیدا کرنے اور اسے انتشار سے بچانے کیلئے یہ اجتہادی قدم اٹھایا تھا جس سے انھوں نے رجوع کر لیا تھا"

(حیات شیخ القران۔ص:۲۸۳،ط:اشاعت اکیڈمی پشاور)

عطاء اللہ بندیالوی صاحب لکھتے ہیں:

"جمعیت اشاعۃ التوحید والسنۃ کے تمام اکابرین اور معتبر علماء (حضرت مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاریؒ، شیخ الحدیث مولانا قاضی شمس الدینؒ، مفسر قران مولانا عبد الغنی جاجرویؒ، ترجمان اشاعت التوحید مولانا سجاد بخاریؒ ابن مولانا حسین علیؒ مولانا عبد الرزاقؒ، شیخ التفسیر مولانا قاضی عصمت اللہ دامت برکاتھم، شیخ الحدیث مولانا محمد حسین شاہ نیلویؒ، مولانا حکیم نور احمد یزدانیؒ) کے دستخطوں سے یہ فیصلہ ماہنامہ تعلیم القران بابت ماہ اکتوبر 1984ء میں شائع ہوا یہ تاریخی فیصلہ جماعت کی مرکزی مجلس شوری کی میٹنگ منعقدہ ۲ ربیع الاول ۱۴۰۲ھ ملتان میں ہوا، ذرا ملاحظہ فرمایئے:

"ہمارے شیخ مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ اور ان سے تعلق رکھنے والے جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ کے تمام علماء اور مشائخ کا کتاب وسنت اور ارشادات سلف اور اقوال ائمہ متقدمین حنفیہ کی روشنی میں اپنا مسلک یہ ہے کہ سماع صلوۃ وسلام عند قبر النبی ﷺ ثابت نہیں"

ملتان میں ہونے والے اس تاریخی فیصلہ پر استاد العلماء شیخ الحدیث مولنا قاضی شمس الدین رحمہ اللہ کے دستخط بھی موجود ہیں۔ یہ فیصلہ ربیع الاول میں ہوا اور ٹھیک چھ مہینے بعد رمضان المبارک میں حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ انتقال فرما گئے گویا کہ یہ فیصلہ ان کی زندگی کے آخری ایام کا ہے۔ جو حضرات اس غلط فہمی میں مبتلا ہو کر تاریخ کو مسخ کرنا چاہتے ہیں کہ حضرت مولانا قاضی شمس الدین صاحبؒ بھی سماع عند قبر النبی ﷺ کے قائل تھے وہ اس فیصلہ کو پڑھیں اور اپنی اصلاح فرمائیں۔

(مسلک شیخ القران۔ص:۳۹،ط:حسینیہ، سرگودھا)

شیخ الحدیث مولانا عبد السلام صاحب رحمہ اللہ نے قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ کے فیصلہ پر علاقہ چھچھ کے 84 علمائے کرام کی تائیدی دستخط لے کر شائع کیا، تاکہ اس اختلاف کی فضا کو ختم کیا جائے اور اتفاق کی کوئی صورت اور فضا پیدا ہو، الحمد للہ بڑا مبارک اقدام تھا لیکن اس فیصلہ کے متعلق انکے سب سے قریبی شاگرد مولانا قاری چن محمد صاحب نے درج ذیل وضاحت فرمائی:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں راقم غلام مرتضی ولد غلام یحی مرحوم بتاریخ 7/4/2011 جامعہ عربیہ اشاعت القران حضرو میں۔

میں نے دوار ان انٹرویو مولانا قاری چن محمد صاحب سے سوال کیا کہ:

"مسئلہ حیات النبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میں آپ اور دوسرے علماء میں کیا اختلاف ہے؟"

مولانا قاری چن محمد صاحب نے جواب دیا:

ہم نے جامعہ عربیہ اشاعت القران سے مولانا قاری محمد طیب رحمہ اللہ کا فیصلہ 1962ء کا شائع کیا ہے اسمیں حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سماع درود شریف عند القبر سے مراد: اصول دین قران حدیث اجماع کی روشنی میں سماع خرقا للعادۃ ہے ہمیشہ نہیں جبکہ دوسرے علماء ہمیشہ سماع درود سلام عند القبر کے قائل ہیں۔ ہمارے استاد شیخ الحدیث مولانا عبد السلام صاحب کا بھی یہی عقیدہ ہے۔

اس وضاحت کو ہم نے رسالہ کے ساتھ اس لئے شائع نہیں کیا کہ عوام میں اختلاف اور انتشار کی شدت تھی۔

(مکتوب سلیم۔ ص:۱۰۰، مذاکرہ بہودی، ط: اتحاد اہل السنت والجماعت پاکستان)

اسی طرح علامہ بندیالوی صاحب نے بھی اس فیصلہ کو منسوخ ثابت کیا ہے کافی تفصیل اور دلائل کے ساتھ، دیکھو مسلک شیخ القرآن (ص ۱۲ تا ۲۱)۔

نیلوی صاحب اس فیصلہ کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اور جو فیصلہ راولپنڈی میں کیا گیا تھا اگرچہ اسمیں شامل بڑے بڑے جید علماء نے متفقہ

طور پر لکھا تھا اسکے باوجود وہ فیصلہ شرع کی کسوٹی پر صحیح نہیں اترتا اس لئے اس فیصلہ کا ماننا صحیح نہیں اور اس فیصلہ کا انکار کرنے والے کو اہل سنت والجماعت سے خارج قرار دینا اور اسکی اقتداء میں نماز نہ ہونے کا فتوی دینا نا قابل فہم بات ہے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ اس فیصلہ کی بنیاد بننے والی روایت کی تحقیق ہو جانے کے بعد بھی اس فیصلہ کو درست کہنے والوں میں رفض کی بو آتی ہے“

(ماہنامہ گلستان، شوال ۱۴۱۷ھ، /مارچ 1997ء، بحوالہ مکتوب سلیم۔ ص: ۶۱، ط: اتحاد اہل السنت والجماعت پاکستان)

اس فیصلہ میں تو برزخی کا اثبات ہے، استشفاع وسیلہ کا ذکر بھی نہیں پھر کسی کو رفض کی بو آرہی ہے، کوئی اس سے رجوع کر رہا ہے، وجہ وہی ہے کہ یہ حضرات علمائے دیوبند کے عقائد کو نہیں مانتے، بلکہ یہ علمائے دیوبند کو اپنے عقائد کا حامل ظاہر کرنے کی فکر کرتے رہتے ہیں، انکی عبارات میں قطع وبرید کرکے ان کے نزدیک دیوبندی کی تعریف بھی الگ ہے اور اس تعریف پر اکابر دیوبندی نہیں رہتے، اور غیر مقلد گمراہ فرقے جو اپنی سمجھ سے دین کی تشریح کرتے ہیں وہ بھی اس تعریف پر دیوبندی بن جاتے ہیں، تفصیل کا موقع نہیں، تحقیق الحق، دفاع حق التنقید الجوھری کتابوں میں دیوبندی کی تفصیل دیکھ لو۔ جب اکابر کی صلح پر انکو اعتبار نہیں تو باقی کا کیا اعتبار ہے۔ وجہ وہی ہے کہ اکابر دیوبند کے عقائد کا اس فرقہ کے نزدیک کفریہ شرکیہ ہیں، تو کیسے یہ مان سکتے ہیں۔

اشاعت التوحید والسنۃ والوں کی اہل سنت کے ساتھ اختلاف کی نوعیت

عام طور پر اہل سنت اور اشاعتی علماء کے درمیان اختلاف کے بارے میں تاثر یہ ہے کہ یہ صرف سماع اور عدم سماع، برزخی اور دنیوی کا اختلاف ہے اور فروعی ہے، حالانکہ ہمارا اختلاف اصولی ہے کیونکہ اس گروہ کی طرف سے اہل سنت کے مسائل پر شرک اور کفر کے فتوی ہیں اسی طرح اہل سنت کے اکابر پر بھی سخت قسم کے فتوے ان کی طرف سے موجود ہیں، اور پھر یہ گروہ اہل سنت کے اتفاقی اور اجماعی عقائد کا منکر ہے، جناب مفتی علی الرحمن صاحب نے اشاعت کے چند بڑے بزرگوں کی چند عبارات ذکر کر دی، اور بزعم خود یہ ثابت بھی کر لیا کہ اشاعت التوحید والے بدعتی نہیں، لیکن ان سب کی حقیقت اوپر صفحات میں واضح ہوگئی، اب بندہ مختصر ااشاعت التوحید کی اصل عبارات ذکر کرتا ہے جن سے معلوم ہوگا کہ معاملہ کوئی اتنا بھی ہلکا نہیں بلکہ بات بہت دور جا چکی ہے، اور بہت خطرناک ماحول، اور فضا پیدا ہو رہا ہے۔

جناب خضر حیات صاحب کے نظریات کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں:

۔۔۔موجودہ حیاتیے مشرک اور مرتد ہیں، اہل کتاب نہیں۔

۔۔۔زمینی قبروں میں انبیاء کی حیات کا عقیدہ یہودی عقیدہ ہے، جو شرک کا دروازہ ہے۔

۔۔۔جو یہ عقیدہ رکھے کہ قبر کے پاس پڑھا جانے والا صلوۃ وسلام نبی سنتے ہیں وہ کافر ہے۔

۔۔۔المہند کو معیار ایمان کہنے والے پکے کافر، معیار اہل سنت کہنے والے پکے بدعتی ہیں۔

۔۔۔جو دیوبندیت کو دین ومذہب سمجھتا ہے خدا کی قسم وہ مرتد ہو سکتا ہے مسلمان نہیں ہو سکتا۔

۔۔۔ہندوؤں کے شہر دیوبند میں نیک لوگ بھی پڑھے ہیں اور بدترین مشرک بھی۔

۔۔۔رائے ونڈی فرقہ خالص دجالی طاغوتی ترجمان ہے، دین محمدی کے ساتھ انکا کوئی تعلق نہیں۔

۔۔۔بڑے پیٹ والا مولوی (مولانا فضل الرحمن) مرزا قادیانی سے دس گناہ بڑا مرتد ہے۔ (ایک مناظرہ جو نہ ہو سکا۔ ص:۲)

نوٹ: یہ تمام بیانات ریکارڈ شدہ محفوظ ہیں۔

خضر حیات صاحب المسلک المنصور میں لکھتے ہیں:

”پس حق یہ ہے کہ سماع موتی بالکل نہیں اور کوئی حدیث صحیح یا آیت سماع موتی پر دال نہیں بلکہ سماع موتی لوگوں کے لیے منجر الی الشرک ہے۔“

(ص:۲۸۸، ناشر: مکتبۃ الاشاعت منڈی بہاؤالدین)

شیخ القران مولانا سلطان غنی عارف طاہری صاحب لکھتے ہیں:

”ممات کا جو انکار کرتے ہیں سورہ انعام کے منکر ہیں۔“

(البرھان الجلی فی حیاۃ النبی ﷺ، ص:۴۰، ط: الطاھریہ، کھوئی برمول، مردان)

اس میں یہ بھی ہے:

”یہ حضرات کہتے ہیں حیاۃ الانبیاء حیات الانبیاء اور یہ قرآن کی اس صریح آیت سے انکار نہیں تو اور کیا ہے۔“

(ص:۴۰، ط: الطاھریہ، کھوئی برمول، مردان)

اس میں یہ بھی ہے:

”اب سوال یہ ہے کہ اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مماتی تھے یا حیاتی وہ تو مماتی حضرات تھے اسلئے کہ صحابہ رضی اللہ عنہ کا اجماع تو رسول اللہ ﷺ کی وفات پر ہو اتھا اور جو اجماع صحابہ کا منکر ہو اسکا کیا حکم ہے۔“

(ص:٦٠، ط: الطاہریہ، کھوئی برمول، مردان)

اہل سنت میں سے جس جس نے بھی عقیدہ حیات وسماع پر کام کیا ہے اشاعتی حضرات نے اسے برا ہی کہا ہے پھر کیسے یہ اس عقیدہ کے قائل ہیں۔

دفاع حق میں ہے:

پیر طریقت حضرت مولانا پیر عزیز الرحمن ہزاروی رحمہ اللہ کو صرف پیر عزیز الرحمان کہتے ہیں ملاحظہ ہو۔(ص: ١٨، ط: ابوذ کوان توڑ ڈھیر)

اس میں یہ بھی ہے:

”قاضی ارشد ایک متعصب اور للو دیوبندی نے عبد القیوم حقانی کتب فروش۔“

(ص:١٣٣، ط: ابوذ کوان توڑ ڈھیر)

شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اس میں یہ بھی ہے:

”حکومت ملازم کو ساٹھ سال میں ریٹائر کر دیتی ہے لیکن ہمارے ہاں ارذل العمر میں وہ یادگار اسلاف بن جاتا ہے۔“

(ص:١٣٤، ط: ابوذ کوان توڑ ڈھیر)

اس میں یہ بھی ہے:

”قاری حنیف جالندھری جو پاکستان کی پیداوار ہے اپنے نام کے ساتھ جالندھری لقب لگاتا ہے نامعلوم جالندھر شہر کونسا مکہ مدینہ ہے۔“

(ص:١٣٤، ط: ابوذ کوان توڑ ڈھیر)

اس میں یہ بھی ہے:

”الیاس گھمن جیسے فنکار بگوڑے مجاہد اور ایجنسیوں کے پرورده۔“

(ص:١٣٥، ط: ابوذ کوان توڑ ڈھیر)

اس میں یہ بھی ہے:

”یہ وفاق ہے یا نفاق آپ ٹھنڈے دودھ کو پھونکیں دے رہے ہیں، دراصل کراچی کے بعض علماء کو اندھا دھند آمدنی نے اندھا کر دیا ہے ساری عیاشیاں اذھبتم طیباتکم فی حیاتکم الدنیا کا قیامت میں پتہ چلے گا سارے شیخ الاسلام، مفتی اعظم، شیخ المحدثین کراچی میں ہیں۔“

(ص:۱۳۵، ط:ابوذ کوان تورڈھیر)

مولوی عبد المقدس باچا شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر صاحب کے بارے میں لکھتا ہے:

”ان مسائل میں مبتدعین کا اس دور میں مقتدی مولانا سرفراز خان صاحب ہے۔“

(تحقیق الحق ص:۶، ط: تنظیم اشاعت التوحید والسنۃ)

حضرت نانوتویؒ کے بارے میں یہی باچا صاحب لکھتے ہیں:

”حقیقت یہ ہے کہ حضرت مولنا محمد قاسم نانوتوی نے شیعوں کی تردید کیلئے ایک فرضی عقیدہ اختیار کیا ہے۔ اسکے بعد ۲ آیات لکھ کر حضرت نانوتویؒ کی تردید کی ہے۔“

(تحقیق الحق ص:۱۳۱، ط: تنظیم اشاعت التوحید والسنۃ)

دین میں کسی فرعی مسئلہ کا اپنی طرف سے بلا دلیل کے ایجاد کا سوچنا بھی کتنا برا اور خطرناک ہے، اور پھر حضرت نانوتویؒ جیسے عالم نے ایک عقیدہ فرضی بنالیا اور اس پر دلائل بھی دیے، اور وجہ یہ ہے کہ شیعہ کا جواب نہیں بنتا تھا، یعنی اہل سنت کا مذہب اتنا ناقص اور ضعیف ہے کہ اسکو ثابت کرنے کیلئے فرضی عقائد کے اثبات اور انکے سہارا کی ضرورت پڑتی ہے، نعوذ باللہ۔

مولانا شمس الحق افغانی رحمہ اللہ کے بارے میں اسی باچا اشاعتی نے لکھا ہے:

”شمس الحق افغانی صاحب نے بھی یہی کچھ خیانت کا ارتکاب کیا ہے۔“

(تحقیق الحق ص:۱۰۷، ط: تنظیم اشاعت التوحید والسنۃ)

مولوی عبد المقدس باچا صاحب اشاعتی المہند کے بارے میں لکھتا ہے:

”المہند ایک دفاعی کاروائی تھی باالفاظ دیگر بیان صفائی ہے عقائد علماء دیوبند نہیں“

(تحقیق الحق ص:۱۳۷، ط: تنظیم اشاعت التوحید والسنۃ)

یہی باچا صاحب المہند کے بارے میں لکھتے ہیں:

"یہ کوئی تحقیقی کتاب نہیں اور نہ آسمانی صحیفہ ہے اور نہ معیار دیوبندیت ہے۔"

(تحقیق الحق ص:۱۴۱، ط: تنظیم اشاعت التوحید والسنۃ)

حیات شیخ القرآن میں میاں محمد الیاس صاحب لکھتے ہیں:

"المہند علی المفند جو اباطیل واکاذیب پر مشتمل بریلوی عقائد کا جواب صفائی تھا عقائد کی دستاویز بن گئی اور اسے دیوبندیت کا معیار قرار دیا گیا۔"

(ص:۲۵۹، ط: اشاعت اکیڈمی پشاور)

جناب حضر حیات صاحب لکھتے ہیں:

"اسے (المہند کو) عقائد علمائے دیوبند کہنا علمائے دیوبند سے بہت بڑی بغاوت اور زیادتی ہے۔

(المسلک المنصور۔ ص:۲۶۲، ط: حسینیہ، نزد لوہارں مسجد، اٹک شہر)

مولانا مفتی اکمل محمد سعید صاحب معین مفتی دار القران پنج پیر لکھتے ہیں:

"المہند کو علی الاطلاق عقائد کی کتاب کہنا پرلے درجے کی حماقت یا جاہلانہ غلو ہے"

(اثبات عقائد کا اصولی طریقہ کار۔ ص ۱۱۲، ط: جامعہ اشاعت القرآن والسنۃ، صوابی)

مولوی عبد الکریم میرانی لکھتے ہیں:

"رسالہ مذکورہ کسی صورت میں کتاب وسنت اور علمائے دیوبند کی تصانیف سے مطابقت نہیں رکھتا۔"

(القول المسند۔ ص:4 بحوالہ ضرب المہند: ص:۲۵۸، ط: البشار، ٹوپی، صوابی)

المہند کو تقریبا تمام اشاعتی حضرات نے رد کیا ہے اصاغر اور اکابر اس میں شریک ہیں۔

اشاعتی باچا صاحب لکھتے ہیں:

"اجساد کے ساتھ عنصری کی قید لگانا مبتدعین کا خود ساختہ اور خانہ ساز قید ہے"

(تحقیق الحق ص:۶، ط: تنظیم اشاعت التوحید والسنۃ)

اس میں یہ بھی ہے:

"اجساد کے ساتھ عنصریہ کا قید لگانا یہ موصوف اور اسکے قبیل کے لوگوں کی اختراع ہے،

قران مجید حدیث شریف صحابہ کرام تابعین تبع تابعین اور دیگر ائمہ مجتہدین اور سلف صالحین سے کہیں منقول نہیں“

(تحقیق الحق ص:۱۷۱،ط: تنظیم اشاعت التوحید والسنۃ)

جناب خان بادشاہ صاحب مماتی لکھتے ہیں:

"فضائل حج میں کافی خرافات اور واہیات ہیں"

(التنقید الجوهری ص: ۲۷ ، ط : دارالقرآن پنج پیر ، صوابی)

ایک دوسری جگہ لکھتے ہیں:

وقد کتب هذ المبلغ اربعین من الخرافات لیس لهاالوجود فی الادلة الشرعیة وکلها من کلمات الکفریة۔

(الصواعق المرسلة۔ ص:۹۱،دارالقرآن پنج پیر ، صوابی)

اشاعتی عالم مولانا شہاب الدین خالدی صاحب لکھتے ہیں:

"موجودہ پاکستانی دیوبندیت کا دعوی کرنے والے توحقیقۃ دیوبندی نہیں علمائے دیوبند کی معتقد عوام کی جیبیں صاف کرنے کیلئے دیوبندیت کا نعری لگاتے ہیں"

(عقیدہ الامت۔ ص:۳۶۹،ط: جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ)

اس میں یہ بھی ہے:

"جو دلائل ہم نے بیان کیے ہیں پاکستان میں حیاتیوں کا ٹولہ ان دلائل کا صرف مخالف ہی نہیں بلکہ انکاری بھی ہے۔۔۔ قران کریم کی نص قطعی کہ مردے نہیں سنتے پر تمام علماء کا اجماع ہے قران کی نص قطعی اور اجماع امت کا منکر کافر ہے"

(عقیدہ الامت۔ ص:۳۶۹،ط: جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ)

مولوی محمد عثمان اشاعتی لکھتے ہیں:

"من صلی علی عند قبری سمعته "

"یہ روایت فرق باطلہ کے ہاں مشہور ہوتی جارہی ہے"۔

(تهذیب المباحثه۔ ص:۵۸،ط: الھدی محلہ جنگی پشاور)

اب یہ باطل فرقہ کون ہے علمائے دیوبند جو حیات اور سماع کے قائل ہیں۔جمیعت علماء اسلام، حق چار یار والے، اتحاد اہل السنۃ اور باقی تمام علمائے دیوبند کی جماعتیں اور علماء جو اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں اور تمام اہل حق علماء نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے، حضرت نانوتوی سے لیکر آج تک تمام اکابر ومشائخ اس حدیث کو مانتے اور اس سے استدلال کرتے ہیں۔

تحفۃ الاشاعت میں مولوی عبد الوکیل اشاعتی لکھتا ہے:

العجب كل العجب كيف يثبتون الكشف للعلماء و الاولياء وهل هو الا اثبات علم الغيب لغير الله تعالى ۔

(ص:۲۹۷،ط: دار القرآن (کوٹھا) صوابی)

اس عبارت میں محقق صاحب نے کشف کو علم غیب کہا ہے اور یہ تو خاصہ خداوندی ہے یعنی شیخ زکریا صاحبؒ کی طرف شرک کی نسبت ہیں، اور پھر اس طرح کے کشف کے تو تمام علمائے دیوبند موجودہ، اور اکابر قائل ہیں، تو پھر ان سب اکابر پر کیا فتوی لگا۔

پھر اس واقعہ کے بعد لکھا ہے۔

فاما تدعون ان حكيم جى كان من الانبياء فهذ اكفر بواح واما تقولون بان هذا كذب مختلق فهذا فلاح۔

(ص:۲۹۸،ط: دار القرآن (کوٹھا) صوابی)

یعنی اگر یہ واقعہ سچ ہے تو کفر ہے یا پھر جھوٹ ہے یعنی شیخ زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور انکو ماننے والے یا تو کافر ہیں یا کاذب۔

یہ بھی واضح ہو کہ یہ واقعہ کتاب فضائل تبلیغ والی میں سے کسی میں نہیں بلکہ شاید تبلیغوں نے تو اس کتاب کو دیکھا تک نہیں، یہ واقعہ معمولات رمضان میں لکھا ہے، اس کا کتاب تبلیغ کے ساتھ تعلق نہیں، لیکن شاید اس وجہ سے ذکر کیا ہو شیخ زکریا صاحبؒ پر فتوی لگانا چاہتے ہیں۔

اسی تحفۃ الاشاعۃ میں ایک اور واقعہ فضائل صدقات ص:۵۵۸ سے نقل کیا ہے۔

"جھوٹا ہوں کچھ نہیں ہوں، تیرا ہی ظل ہے، تیرا ہی وجود ہے میں کیا ہوں کچھ نہیں ہو، اور وہ جو میں ہوں وہ تو ہے، اور میں اور تو شرک در شرک ہے"

پھر اس کے بعد لکھتے ہیں:

انا لله وانا اليه رجعون يا ايها الاخوان فاسمعوا الى هذه الهفوات والخرافات ما الفرق بينهم وبين اہل التناسخ والثنوية وهل هذا الا دين النصارى واليهود۔

(ص:۳۰۱،ط:دار القرآن(کوٹھا)صوابی)

یعنی دیوبندیت تو بت پرستی اور یہودیت اور نصرانیت ہے۔جب یہ لوگ دیوبندیت کو اس طرح سمجھتے ہیں، تو پھر انکو دیوبندی اہل سنت میں داخل کرنا حماقت اور جہالت ہے، جب گنگوہیؒ کو ہی نہ بت پرستی کا علم تھا اور نہ ہی یہودیت اور نصرانیت کی تمیز تھی تو مابعد والوں کا کیا حال ہو گا۔

ایک واقعہ فضائل صدقات سے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

فاسمعوا الى اثبات الشرک واثبات عقيدة البريلوية والثنوية۔

(ص: ۳۰۱)

یعنی شیخ زکریا صاحبؒ شرک اور بت پرستوں اور بریلویوں کے عقائد کو ثابت کر رہے ہیں۔ کیا یہ ان پر کفر اور شرک کا فتوی نہیں۔اور پھر ان واقعات کو علمائے دیوبند مانتے ہیں، اور انکا دفاع کرتے ہیں، تو شرک کا دفاع کرنے والا بھی مشرک اور کافر ہے اب اہل سنت میں سے کوئی اس فتوی سے بچا ہوا ہے؟

واضح رہے کہ یہ کتاب "تحفة الاشاعة" کسی غیر مشہور متشدد قسم کے اشاعتی کی نہیں بلکہ اس پر دار القران پنج پیر کے شیخ الحدیث مولانا محمد یار بادشاہ صاحب ،اشاعت التوحید والسنۃ کے امیر جناب طیب طاہری صاحب ،دار القران پنج پیر کے مفتی سراج الدین کی تقاریظ ہیں، گویا یہ کل اشاعت التوحید والسنۃ کی نمائندہ کتاب ہے۔

اب کیا اس بات کا کوئی وزن رہ جاتا ہے کہ احمد سعید متشدد تھا وہ تکفیر کرتا تھا کیا مذکورہ عبارات میں اکابر علمائے دیوبند کی تکفیر نہیں؟ان کو مشرک ثابت نہیں کیا جارہا؟اگر ان واقعات سے شرک ثابت ہوتا ہے تو اس طرح کے واقعات سے تو اسلاف امت کی کتب بھری ہوئی ہیں پھر تو نہ حضرت تھانویؒ بچا،نہ حضرت نانوتویؒ اور نہ کوئی اور دیوبندی۔

اسی وجہ سے تو سجاد بخاری صاحب نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی کتب کے متعلق لکھا ہے:

”انکا فرض تھا کہ وہ سب سے پہلے اپنے پیرو مرشد حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی ان کتابوں کی اصلاح و تطہیر فرماتے جن میں ایسا مواد موجود ہے (مثلاً ضعیف، شاذ، منکر بلکہ موضوع حدیثیں بلا انکار و تنبیہ، بے سروپا حکایتیں، بے سند اور گمراہ کن کرامتیں وغیرہ) جسکو اہل بدعت اپنے عقائد زائغہ اور اپنی بدعات مخترعہ کی تائید کیلئے پیش کرتے ہیں جسکی وجہ سے تبلیغ توحید کے مشن کو بعض اوقات کافی نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔“

(اقامۃ البرھان۔ ص:۲)

اس فتوی میں جو جناب مفتی علی الرحمن صاحب کا ہے، بار بار یہ کہا گیا ہے کہ غالی اور متشدد دین کا اعتبار نہیں، مذکورہ بالا حوالہ جات سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید یہ غالی اور معتدل کی تقسیم ممکن نہیں، اور اگر مذکورہ عبارات میں غلو نہیں تو شاید پھر غلو کا اس نئے دور میں کوئی نیا معنی ایجاد کرنا ہوگا، اور اگر مذکورہ بالا عبارات معتدلین کی ہیں تو پھر غالین کی انتہا کہاں ہوگی جبکہ معتدلین کی عبارات کی حدود پر بدعت اور شرک کا پرچم لہرا رہا ہے، اور اس بات کا خود اشاعت والے اقرار کرتے ہیں کہ یہ جماعت غلو میں مبتلا ہے، چنانچہ شیخ القران مولانا غلام اللہ خان صاحب کی وصیت میں ہے:

"کیا کرے ہم نے مشرک لوگوں کے خلاف ان نوجوانوں میں پھونک زیادہ بھر دی ہے، ہمیں یہ وہم وخیال ہی نہ تھا کہ یہ اکابر علماءے دیوبند کے بھی گستاخ اور بے ادب بن جائینگے، اب انکی اور ہماری مثال یوں ہے یہ نوجوان مکان کی چھت پر چڑھے ہوئے ہیں اور ہم زمین پر کھڑے ہیں، ہم انکو کہتے ہیں کہ نیچے آؤ، یہ نوجوان کہتے ہیں کہ حضرت آپ نے ہمارے اندر پھونک زیادہ بھر دی ہے، ہم مجبور ہیں، نیچے اترنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، البتہ اس سے بھی زیادہ اوپر کو چڑھ سکتے ہیں"

(ضرب المہند۔ ص:۹۷، ط:البشار، ٹوپی صوابی)

اور غلو میں کیوں مبتلا نہ ہو جب بڑوں کی وصیت ہی اسی کی تھی، چنانچہ عنایت اللہ شاہ صاحب گجراتی صاحب نے آخری عمر میں اجلاس میں فرمایا:

"میں بوڑھا ہو چکا ہوں، زندگی کا کوئی پتہ نہیں، معلوم نہیں آئندہ آپ سے ملاقات

نصیب ہوتی ہے یا نہ ،جماعت کے اجلاس میں مسئلہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اگر کوئی آدمی یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اللہ تعالی جب چاہے خرق عادت کے طور پر یعنی معجزے کے طور پر مردوں کو سنا دیتا ہے اسے ہم کافر نہیں کہتے بلکہ وہ ہماری جماعت اشاعت التوحید والسنۃ کا ممبر بن سکتا ہے ،کیونکہ اللہ تعالی ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے ،وہ چاہے تو درختوں کو سنا دے ،پتھروں کو سنا دے ،وہ مردوں کو بھی سنا سکتا ہے ،لیکن اگر کوئی آدمی یہ کہتا ہے کہ مردے ضابطے کے طور پر سنتے ہیں اور سفارش کرتے ہیں ایسا عقیدہ رکھنے والا ہمارے نزدیک پکا کافر ہے "

حضرت شاہ جی نے اجلاس کے شرکاء کو مخاطب کر کے فرمایا:

"میں نے تو اپنا عقیدہ واضح کر دیا ہے، آپ کا بھی یہی عقیدہ ہے؟ تمام حاضرین نے ہاتھ اٹھا کر کہا: ہم بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں"

حضرت شاہ جی نے فرمایا:

"جب آپ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ آپ کا بھی یہی عقیدہ ہے تو میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ اپنی مسجدوں اور مدرسوں میں ان لوگوں کو نہ بلائیں جو اس عقیدہ کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں اور قران وسنت سنانے والوں کو کوستے رہتے ہیں ان لوگوں کو بلانے کی کیا ضرورت ہے"۔

(سلسلہ مطبوعات صراط مستقیم، شمارہ:24، ص:43، بحوالہ ضرب المہند، ص:٦٦، ط:البشار، ٹوپی، صوابی)

فی الجملہ عام مردوں کے سماع کا عقیدہ اور شیخین کو سفارش کی درخواست کرنا یہ ہماری کتب فقہ مثلاً عالمگیری، فتح القدیر، نور الایضاح میں ہے، اسی طرح ہمارے اکابر کی جو کتب حج کے مسائل پر ہیں اس میں بھی ہے، اس حوالہ کے مطابق اکابر دیوبند اور فقہاء میں سے کون کون مسلمان بچا۔

نیلوی صاحب لکھتے ہیں:

"حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ تعالی نے جمال قاسمی ص 15 میں فرماتے ہیں کہ انبیاء کی روح کا اخراج نہیں ہوتا۔ کیا یہ صریح نص اور احادیث متواترہ اور اجماع امت کے خلاف نہیں۔۔۔ آنحضرت ﷺ کی وفات علامات قیامت میں سے ایک علامت ہے تو آپ کی

وفات کے انکار سے قیامت کا انکار لازم آتا ہے جو کفر ہے۔۔۔انبیاء کرام علی نبینا و علیہم الصلوۃ والسلام کی حیات برزخیہ پر ایمان لانا بھی فرض ہے اور اسکا منکر کافر ہے کیونکہ دلالۃ النص سے ثابت شدہ امر عبارۃ النص کی طرح قطعی ہے۔"

(حاشیہ بدر منیر ص 161،سورہ زمر آیت نمبر 39)

یعنی نانوتوی رحمہ اللہ کی بات صریح نص، متواتر احادیث، اجماع کے مخالف، اور قیامت کا انکار ہے، اور حضرت نانوتوی رحمہ اللہ قطعی الدلالۃ کے منکر ہیں، اب یہ اشاعتی حضرات ہی جواب دیں کہ اتنی قطعیات کے منکر کا کیا حکم ہے؟

واضح رہے کہ تحقیق الحق پر اشاعت کے امیر مرکزیہ طیب طاہری صاحب، دار القران پنج پیر کے شیخ الحدیث مولانا یار بادشاہ صاحب، دار القران پنج پیر کے مفتی سراج الدین صاحب، مولانا غلام حبیب ویسہ صاحب کی تائیدات ہیں۔اس وجہ سے ان عبارات کو یہ کہہ کر رد نہیں کیا جاسکتا کہ بعض متشددین کی باتیں ہیں۔یہ سب معتدلین ہیں، متشددین کو خس کم جہاں پاک کا خطاب ملتا ہے۔

اب یہ ہیں وہ نظریات جو اشاعۃ التوحید والوں کے ہیں، جب اس قسم کے حقائق سامنے لائے جاتے ہیں تو پھر ان سے جان چھڑانے کیلئے یہ لوگ کہہ دیتے ہیں کہ یہ متشدد ہے۔حالانکہ ہر سال پنج پیر اجتماع میں مولوی خضر حیات صاحب کو بلا کر بیان دیا جاتا ہے، مناظرہ میں اشاعۃ التوحید کے امیر جناب طیب طاہری صاحب نے خضر حیات کو اپنا نمائندہ مقرر کیا ہے، اور اشاعت التوحید میں اس وقت تقریباً سب سے زیادہ مشہور خطیب یہی ہیں، ان کی کتب پر اشاعت التوحید والوں کی تقاریظ ہیں جیسے المسلک المنصور پر، عوام کی گمراہی تو مولوی کی گمراہی کے تابع ہوتی ہے جب انکی کتب اشاعت التوحید میں مقبول ہیں، انکے بیانات ہوتے ہیں تو کیا انکے نظریات عوام میں نہیں ہونگے۔بلکہ مستقل طور پر انکے بیانات کا سلسلہ چلایا جاتا ہے، اشاعت التوحید میں انکی مقبولیت کا اندازہ اس سے لگا لیں کہ پنج پیر اجتماع میں اسکی آمد پر جو جوش وخروش ہوتا ہے وہ باقی علماء کی آمد پر نہیں ہوتا۔وڈیوز موجود ہیں۔دیکھ لیں۔باقی کتب بھی اشاعت التوحید والسنۃ کے معتمد علماء کی ہیں، جن پر اکابرین اشاعت کی تقریظات بھی ہیں۔

کیاان وضاحتوں کے بعد بھی کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ اشاعۃ التوحید والے بھی حیات کے قائل ہیں اور ان سے اختلاف صرف فروعی ہے؟

کیا صرف روح کے عذاب وثواب کا قول اہل سنت کا ہے؟

آخر میں یہ بھی عرض کردوں کہ شاید علی الرحمن صاحب کو یہ خیال آیا ہو گا کہ میرے حوالہ جات کی حقیقت تو ہر کوئی جسکا تھوڑا سا بھی مطالعہ ہو گا اشاعتی حضرات کی کتابوں سے معلوم کرلے گا لہذا حفظ ماتقدم کے طور پر آخر میں یہ بھی لکھ دیا کہ صرف روح کے عذاب کے قائلین بھی اہل سنت سے خارج نہیں، اور اس پر حضرت مولانا انور شاہ صاحبؒ، علامہ آلوسیؒ کی روح المعانی اور تفسیر ابن کثیر کا حوالہ دیا ہے لیکن صرف روح کے عذاب وثواب کے قائل تو گمراہ فرقے ہیں تقریبا تمام کتب کلامیہ میں اسکی صراحت ہے، کچھ حوالہ جات ملاحظہ ہو :

امام تقی الدین علی بن عبد الکافی بن علی السبکی الشافعی رحمہ اللہ تعالی (المتوفی ۷۵۶) تحریر فرماتے ہیں:

"قال امام الحرمین فی الشامل : اتفق سلف الامة علی اثبات عذاب القبر واحیاء الموتی فی قبورهم ورد الارواح الی اجسادهم ۔"

(شفاء السقام فی زیارة خیر الأنام ﷺ، ص:۴۲۵،ط:دارالکتب العلمیة بیروت)

علم عقائد کے مسلم امام علامہ صدر الدین علی بن محمد الازدی الحنفی رحمہ اللہ (المتوفی ۷۴۷ھ) تحریر فرماتے ہیں:

"وکذلک عذاب القبر یکون للنفس والبدن جمیعا باتفاق اهل السنة والجماعة اهـ"

(شرح عقیدة الطحاوی۔ ص:۳۳۰، طبع:مکہ مکرمہ)

امام علی بن محمد بن عبدالملک الحمیری الکتامی الفاسی أبو الحسن ابن القطان (المتوفی ۶۲۸ھ) تحریر فرماتے ہیں:

"وأجمعوا ان عذاب القبر حق، وعلی أن الناس یفتنون فی قبورهم بعد ان یحیوا فیها ،"

(الاقناع فی مسائل الاجماع۔ ۱/۴۹ ، [ذکر عذاب القبر، والنفخ فی الصور، والحشر بعد النشر] کتاب الایمان ، الناشر :ادارة الشؤون الاسلامیة دولة قطر)

امام محمد بن أبی بکر بن أیوب بن سعد شمس الدین ابن قیم الجوزیۃ رحمہ اللہ تعالی (المتوفی ۷۵۱ھ) تحریر فرماتے ہیں:

”العذاب والنعیم علی النفس والبدن جمیعا باتفاق اہل السنة والجماعة ۔“

(الروح فی الکلام علی أرواح الأموات والأحیاء بالدلائل من الکتاب والسنة ص: ۵۱، ط:دارالکتب العلمیة بیروت لبنان)

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی نے صرف روح کے عذاب وثواب کا قول ابن حزم اور ابن میسرہ کی طرف سے نقل کر کے فرمایا:

"وهذا قول منکر عند عامة اہل السنة" ۔

(فتاوی ابن تیمیہ۔ ۵/۳۱۳،ط: دار الوفا)

علامہ احمد بن عبد الرحیم العراقی رحمہ اللہ المتوفی ۸۲۶ھ فرماتے ہیں:

”واختلف المعتزلة فی ذلک(أی عذاب القبر) فانکره اکثرهم، وقال بعضهم: التعذ یب للروح دون البد ن وقال بعضهم یعذب بلا اعادة الروح“

(الغیث الهامع شرح جمع الجوامع ۔ص:۷۸۳ ، ط : دارالکتب العلمیة ، بیروت)

علامہ احمد بن علی بن عبد القادر، أبو العباس الحسینی العبیدی، تقی الدین المقریزی رحمہ اللہ تعالی (۸۴۵ھ) معتزلہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

”وانکروا عذاب القبر علی البدن ۔“

(کتاب المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والاثار، المعروف بالخطط المقریزیة۔۱۹۰/٤ ، ط : دارالکتب العلمیة ، بیروت)

امام محمد بن أبی بکر بن أیوب بن سعد شمس الدین ابن قیم الجوزیۃ رحمہ اللہ تعالی (المتوفی ۷۵۱ھ) تحریر فرماتے ہیں:

”السوال للروح بلا بدن وهذا قاله ابن مرة وابن حزم وکلاهما غلط والاحادیث الصحیحة ترده“

(الروح فی الکلام علی أرواح الأموات والأحیاء بالدلائل من الکتاب والسنة

ص:۵۰ط:دارالکتب العلمیة بیروت لبنان)

اس میں یہ بھی ہے:

''والحدیث قول من یقول ان النعیم والعذاب لا یکون الا علی الروح وان البدن لا ینعم ولا یعذب وھذا تقولہ الفلاسفة المنکرون لمعاد الابدان وھؤلاء کفار باجماع المسلمین۔''

(الروح فی الکلام علی أرواح الأموات والأحیاء بالدلائل من الکتاب والسنة ص:۵۱ط:دارالکتب العلمیة بیروت لبنان)

امام علی بن سلطان محمد ابوالحسن نورالدین الملاالھروی القاری رحمہ اللہ تعالی(المتوفی ۱۰۱۴ھ) تحریر فرماتے ہیں:

'' واعادة الروح الی العبد فی قبرہ حق''۔

قال القاری فی شرحہ : وفی المسئلة خلاف المعتزلة وبعض الرافضة

(منح الروض الازھر فی شرح الفقہ الاکبر للقاری.ص:۲۹۳،۲۹۲،،ط:دار البشائر الاسلامیة للطباعة والنشر والتوزیع بیروت لبنان)

ان تمام حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ صرف روح کا قول گمراہ فرقوں کا ہے اور اہل سنت کا قول اتفاقی ہے،وہ یہی ہے کہ روح جسم دونوں کو عذاب ہوتا ہے،اور بغیر تعلق روح کے جسم کی تعذیب کا قول سفسطہ اور بیوقوفی ہے،اور علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے یہ بھی وضاحت کردی کہ صرف روح کے عذاب کے قائلین تو معاد جسمانی کے قائل بھی نہیں اسی وجہ سے وہ قبر جسمانی تعذیب وتنعیم کے قائل بھی نہیں،یہ بھی واضح ہو کہ معاد جسمانی کے منکر فلاسفہ ہیں وہ صرف روحانی کے قائل ہیں لیکن پھر بھی انکو متکلمین معاد کے منکرین میں شمار کرتے ہیں معلوم ہوا کہ صرف روح کے عذاب ثواب کے قائل کو قائل نہیں کہتے۔ملاحظہ ہو:

امام کمال الدین محمد بن ھمام الدین عبدالواحد ابن عبدالحمید الشہیر بابن الھمام الحنفی رحمہ اللہ تعالی(المتوفی ۸۶۱ھ) تحریر فرماتے ہیں:

(وانعقد الاجماع علی کفر من انکرھما) ای الحشر والنشر... وقد انکرھما معا الفلاسفة الزاعمون ان لامعاد الاالروحانی لا الجسمانی وھذہ

الانکار ھو أحدالامور التی کفروا بھا ۔

(کتاب المسامرة فی شرح المسایرة فی علم الکلام۔ ۱۰۰/۲، ط:الازھریة للتراث القاھرة ،مصر)

اسی طرح نبراس میں بھی فلاسفہ کی اس مذہب کی وجہ سے تکفیر نقل کی گئی ہے۔(ص:۳۳۴۔ط:البشری)

علامہ ابوشکور محمد بن عبدالسعید السالمی الکبشی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الروح لایبصر الاشیاء ولا یعرف احد ابانفراده ولا یمیز بین الخیر والشرولا یکون مکلفا ولا معاقبا ۔

(تمھید ابی شکور السالمی ص:۳، ط:النوریه الرضویه ببلشنک کمبنی لاھور باکستان)

اس میں یہ بھی ہے:

"لان الروح سبب الحیاة وعلته ولیس له حیوة واذا لم یکن له حیوة لم یکن لہ عقل۔"

(تمھید ابی شکور السالمی۔ص:۲۳،ط:النو ریه الرضویه ببلشنک کمبنی لاھور باکستان)

اس میں یہ بھی ہے:

"والارواح بدون الاجساد لیس من بنی ادم ۔"

(تمھید ابی شکور السالمی ۔ص:۱۰۴،ط:النوریه الرضویه ببلشنک کمبنی لاھور باکستان)

اس میں یہ بھی ہے:

"انکرت القرامطة والزنادقة والاباحیة والمنجمة والتناسخیة والفلاسفة القیامة والحشر ومن الروافض من وافقھم بذلک وھم

الشیعة والرجعیة وقالوا ان معنی القیمة ان یقوم الروح فی جسد آخر ویجزی بہ ما عمل فی سابق عمره وایامه وهذا كله كفر۔“

(تمهید ابی شكور السالمی۔ ص:۱۱۷، ط:النوریه الرضویه ببلشنك كمبنی لاهور باكستان)

علامہ أبوالبرکات عبداللہ بن أحمد بن محمود حافظ الدین النسفی رحمہ اللہ تعالی (المتوفی ۷۱۰ھ) نے انسان کی ماہیت میں دو قول نقل فرمائے ہیں۔

انسان کی ماہیت اجزائے اصلیہ کا نام ہے یا انسان کی ماہیت اس ہیکل محسوس مشاہد کا نام ہے۔ اس کے بعد فرمایا:

”وقول النظام انه روح فی داخل البدن “

(الاعتماد فی الاعتقاد۔ ص:۳۲۵، ۳۲۶، ط: دار ابن مسعود مردان)

اس سے معلوم ہوا کہ جو معتزلہ صرف روحانی عذاب وثواب کے قائل ہیں انکے نزدیک انسان نام ہی روح کا ہے۔ اگر صرف روح کے عذاب وثواب کے قول کی بھی گنجائش ہوتی تو ان مذکورہ فرق کو بعث کا منکر اور کافر نہ کہا جاتا یہ بھی روح مع الجسد المثالی قیامت کے قائل ہیں، اسی طرح صرف روحانی عذاب وثواب کے قائل کو قبر کے عذاب کا قائل نہیں مانا جائے گا، دوسری بات یہ ہے کہ مسلک الاکابر وغیرہ کتب میں جو مسلک اختیار کیا گیا ہے وہ تو نہ روح والا ہے اور نہ جسد والا اور نہ روح مع الجسد والا بلکہ دو گمراہ فرقوں کا مکس اچار ہے۔ روح کو الگ ہوتا ہے اور جسم کو الگ۔ یا روح مع الجسم المثالی کو اور یہ توڈبل گمراہی ہے۔

جو فرقہ المہند کو نہیں مانتا، 1962ء کے فیصلہ سے اسکو رفض کی بو آرہی ہے، اور اکابر دیوبند پر کیسے کیسے فتوی لگائے اب اس فرقہ کو اہل سنت میں شامل کرنے کیلئے جناب نے ایک حوالہ (فیض الباری کا) پیش کیا، جو بارہا اشاعت کے علماء پہلے بھی پیش کرچکے ہیں، جس کے جوابات بھی اکابرین دیوبند نے دے دیئے ہیں، اس کو نقل کرکے انکو اہل سنت میں شامل کرنے کی ناکام سعی کی ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ اگر صرف روح کے قائل کو اہل سنت میں سے مان بھی لیا جائے تو اشاعتی حضرات تو پھر بھی خارج ہیں کہ وہ سماع عند قبر النبی ﷺ کے اتفاقی عقیدہ کے منکر ہیں، جیسا کہ فتاوی رشیدیہ کے حوالہ سے ذکر ہوا ہے۔

فیض الباری کا حوالہ اور اس کا جواب

تمہیداً عرض ہے کہ مذکورہ مسئلہ اجماعی ہے لہذا خلط مبحث نہیں کرنا چاہیئے، نیز حضرت کشمیریؒ بھی سماع النبی ﷺ کے قائل ہیں، ملاحظہ کیجئے گا:

ومن ھھنا انحل حدیث آخر رواہ ابوداؤد فی رد روحه ﷺ حین یسلم علیه ﷺ ، لیس معناہ انه یرد روحه ای انه یحی فی قبرہ ، بل توجهه من ذلک الجانب الی ھذا الجانب فھو ﷺ حی فی کلتا الحالتین بمعنی أنه لم یطرأ علیه التعطل قط ۔

(فیض الباری - ۲/۸۹ ، باب رفع الصوت فی المساجد، کتاب الصلوۃ ، ط:دارالکتب العلمیة بیروت لبنان)

یعنی ابوداؤد کی روایت میں سلام کے وقت آپ ﷺ کی روح لوٹنے کا جو ذکر ہے اس کا یہ معنی نہیں کہ آپ ﷺ کی روح اس طرح لوٹائی جاتی ہے کہ آپ ﷺ کو آپ کی قبر میں زندہ کیا جائے بلکہ اس سے مراد آپ کو اس طرف متوجہ کرنا ہے زندہ تو آپ دونوں حالتوں میں ہیں۔(یعنی درود شریف پیش ہونے کے وقت بھی اور اس سے پہلے بھی)

ایک اور جگہ نزول عیسی علیہ السلام کے بارے میں حدیث مبارکہ کو نقل کیا ہے جس کے ایک ٹکڑے میں ہے۔

"ولیأتین قبری حتی یسلم علی ولأرد ن علیه ----"

(عقیدۃ الاسلام للعلامة الشیخ الکشمیری ، ان الانبیاء أحیاء فی قبورھم یصلون---،ص:۳۴،ط:حاشر پبلشنگ کمپنی کراچی)

یعنی عیسی علیہ السلام روضہ اطہر ﷺ کے پاس حاضری دیں گے اور آپ ﷺ ان کے سلام کا جواب مرحمت فرمائیں گے۔

تاہم اس کے بارے میں تنزلاً وضاحت پیش کی جاتی ہے،جناب مفتی علی الرحمن صاحب نے فیض الباری کا حوالہ ذکر کیا ہے کہ صرف روح کے عذاب کے قائلین بھی اہل سنت میں داخل ہیں حالانکہ فیض الباری کے بارے میں ان کے نیلوی صاحب رقمطراہیں:

ندائے حق میں ہے:

"فیض الباری مجموعہ تقاریر ہے جو حضرت شاہ صاحب کے بعد لکھی گئی اور اس میں کئی چیزیں ایسی ہیں جن پر علماء اعتراض کرتے ہیں اور مقدمہ فیض الباری میں اس کا اعتراف مسطور ہے۔"

(۱۲۰/۳)

اشاعتی حضرات کی اکثر کتب میں اس کی صراحت ہے لہذا ممکن ہے کہ یہ بھی تعبیر کا تسامح ہو۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ شاہ صاحب رحمہ اللہ وسیع النظر عالم تھے ممکن ہے کہ اہل سنت میں سے کسی نے اس قول کو اختیار کیا ہو لیکن کیا اسکے قول کو درست کہا؟ نہیں بلکہ اسکو مرجوح کہا اور مرجوح مردود ہوتا ہے، اور روحانی قول تو ابن حزمؒ کا ہے، جو کہ عام اموات کے متعلق ہے، اس لئے امام ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری ۱/۱۸۵ میں امام ابن قیمؒ نے کتاب الروح ص:۵ میں اور علامہ تاج الدین سبکیؒ نے شفاء السقام ص:۱۵۰، میں اس قول کی تردید کی ہے، اور یہ ثابت کیا ہے کہ ابن حزمؒ کا قول جمہور ائمہ اہل سنت کے خلاف ہے۔

اشاعتی حضرات کے مزاج کے مطابق یہ جواب ہے کہ جب بڑی بڑی کتب مخالفین سے محفوظ نہ رہ سکیں انھوں ان میں اپنی مرضی کی عبارات داخل کر دیں تو ممکن ہیں یہ عبارت بھی کسی گمراہ ہی نے داخل کر دی ہو۔

نیلوی صاحب کے چند ملفوظات ملاحظہ فرمائیں:

"مابعد کے علماء غیر مجتہدین میں سے کوئی ہو بھی جائے تو وہ حجت شرعیہ نہیں بن سکتی کیونکہ انکا قول ادلہ اربعہ سے خارج ہے، وہ انکا اپنا ذاتی خیال ہے اس خیال میں ہم ان کو معذور سمجھیں گے دلیل شرعی سمجھ کر اس پر عقیدہ نہیں رکھ سکتے۔"

(ندائے حق۔۱/۹۳)

اس میں یہ بھی ہے:

"عود روح وغیرہ کے متعلق جو تقریر ملا علی قاری کی مرقاۃ شرح مشکوۃ میں موجود ہے وہ کچھ نہیں اور نہ ہی اسکا کوئی قائل ہے اور نہ یہ معتبر ہے۔"

(۱/۲۳۰)

اس میں یہ بھی ہے:

"بہر حال یہ سب اقوال تحقیق سے گرے ہوئے ہیں اگرچہ نقل در نقل کتابوں میں چلے آرہے ہیں، کتابوں میں ان باتوں کو دہرانا ان کی تصحیح کی دلیل نہیں متاخرین بغیر تردید کے

بھی بعض اقوال متقدمین کے نقل کر دیتے ہیں اب اگر آپ یہی باتیں ہزار کتابوں میں نقل شدہ دکھائیں گے تو قابل تسلیم نہیں کیونکہ ماخذ تو سب کا ایک ہی ہے"

(۱/۲۹۹)

اس میں یہ بھی ہے:

"ہر ایک کی بات رد ہو سکتی ہے سوائے اس ذات معصوم کے علیہ الصلوۃ والسلام کے"

(۱/۳۱۹)

اس میں یہ بھی ہے:

"کسی نے دسیسہ کاری کی جو شرح فقہ اکبر میں امام ابو حنیفہؒ کی طرف عود روح الی الجسد العنصری والا قول منسوب کر دیا"

(۱/۳۳۷)

اس میں یہ بھی ہے:

"اس حدیث کو متواتر کہنا صریح غلط ہے اور جن علماء کے متعلق کہا گیا ہے کہ وہ تواتر کے قائل ہیں وہ کسی کی دسیسہ کاری ہے"

(۱/۳۷۲)

اس میں یہ بھی ہے:

"میرا خیال یہ ہے کہ ایسی ایسی باتیں اکابر کی کتابوں میں درج کرنے کا غیر مذہب والوں نے منصوبہ بنا رکھا تھا تاکہ آنے والی نسلیں ان اکابر کی کتب کو دیکھ کر گمراہ ہوں۔"

(۲/۶)

ان تمام ملفوظات کے بعد کیا اشاعتی حضرات کیلئے شاہ صاحب کے مذکورہ قول سے استدلال کی کوئی گنجائش باقی ہے؟

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ کا مسلک

علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ کا مسلک ملاحظہ فرمائیں:

تفسیر ابن کثیر میں ہے:

"وثبت عنه ﷺ أن الميت يسمع قرع نعال المشيعين له ، اذا انصرفوا عنه ، وقد شرع النبى ﷺ لامته اذا سلموا على اهل القبور ان يسلموا عليهم سلام من يخاطبونه فيقول المسلم السلام عليكم دار قوم مؤمنين ، وهذ ا خطاب لمن يسمع ويعقل ولولا هذا الخطاب لكانوا بمنزلة خطاب المعدوم والجماد ، والسلف مجمعون على هذا وقد تواترت الاثآر عنهم بان الميت يعرف بزيارة الحى له ويستبشر به....."

(٦/٣٢٥ـ ط:السلامة)

وفیہ أ یضا :

"وقد شرع السلام على الموتى والسلم على من لم يشعر ولا يعلم بالمسلم محال....فهذا السلام والخطاب والندا ء لموجود يسمع ويخاطب ويعقل ويرد وان لم يسمع المسلم الرد ، والله اعلم

(٣٢٧/٦ . سوره الروم ،آيت نمبر ٥٢ ـ ط:السلامة)

علامہ آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وحياة نبينا ﷺ اكمل واتم من حياة سائرهم عليهم السلام ...ان تلك الحياة فى القبر وان كانت يترتب عليها بعض ما يترتب على الحياة فى الدنيا المعروفة لنا من الصلاة والأذان والاقامة ورد السلام المسموع ونحو ذلك الا أنها لا يترتب عليها كل ما يمكن أن يترتب على تلك الحياة المعروفة

(روح المعانی،٢٣/٢٩٥،سورہ احزاب آیت نمبر:٤٠)

وفيه أ يضا :

والمرئى اما روحه عليه السلام التى هى اكمل الارواح تجردا وتقدسا بان تكون قد تطورت وظهرت بصورة مرئية بتلك الرؤية مع بقاء تعلقها

بجسده الشريف الحی فی القبر السامی المنيف ۔

(روح المعانی، ۳۹۴/۲۳، سورہ احزاب آیت نمبر: ۴۰)

مفتی علی الرحمٰن صاحب کے فتویٰ پر اشاعتی علماء کی تقاریظ اور ان کی حقیقت

اس فتوی میں جناب مفتی علی الرحمن صاحب نے اکابرین اشاعت سے سوال بھی کیا ہے کہ آپ اس تعلق کے قائل ہیں یہ بالکل اصول افتاء کے خلاف ہے، سوال تو اس سے ہوتا ہے جس کا عقیدہ معلوم نہ ہو، جب اشاعت کی طرف سے اس مسئلہ پر بیسیوں کتب لکھی جاچکی ہیں ہزاروں صفحات سیاہ ہو چکے ہیں، اور تسکین الصدور کے جواب میں صرف ندائے حق ہی کے تقریباً1400 صفحات ہیں جو کہ انہی مسائل پر ہے، موت کا پیغام600 صفحات کی ہے، نیز ان مسائل پر مناظرے ہو چکے ہیں، اس فرقہ کی کتب مارکیٹ میں بھی موجود ہیں، ان کے خطباء، مقررین ہیں، اس فرقہ کے وجود میں آئے تقریبا68 سال ہو چکے ہیں، تو پھر انکے عقائد بھی وہی ہونگے، جو انکی کتب میں ہیں، ان میں کچھ باتیں بندہ نے بطور نمونہ قارئین کے سامنے پیش کی ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس فرقہ کی عادت ہے اپنے اصل عقائد کو چھپانا اور مبہم باتوں کو ظاہر کرنا یہ بار بار انھوں نے کیا ہے، 1962ء کا فیصلہ انھوں نے تسلیم کیا بعد میں انکار کر دیا، اور پھر اس تسلیم کرنے کو بھی اجتہادی قرار دیا، اور اسلئے تسلیم کیا کہ اسمیں بہت کچھ تاویلات ہو سکتی تھی، المھند کا کیا حشر کیا مسلک الاکابر میں کیسی تاویل اس کی گئی۔ اس عقیدہ پر مولانا عبد السلام صاحب رحمہ اللہ نے دستخط لئے، بعد میں ان کے شاگرد نے کیا تاویل کی اور اس کو چھپانے کا اقرار بھی کیا۔ نیلوی صاحب کا آپ نے جو حوالہ پیش کیا ہے تعلق مع الجسد کا، بظاہر معنی جمہور والا ہے، لیکن ماقبل میں گرز گیا ہے کہ انکی مراد جسم سے صرف اجزائے اصلیہ ہے۔۔۔ اور وہ بھی روح کے ساتھ مقبوض ہوگئے۔ اور اس قبر میں جسم نہ رہا۔ پھر ان کے نزدیک قبر کا معنی کوئی اور ہے۔ جسم کسی دوسری شے کا نام ہے۔ ان تمام باتوں میں یہ تاویلات کرتے ہیں۔ ان سب باتوں کے حوالہ جات گزر چکے ہیں، کیا ایسے فرقہ کی کسی صفائی کا اعتبار ہو سکتا ہے۔۔۔؟ بلکہ جب ان کے عقائد یقینا ثابت ہو چکے ہیں تو اب اگر یہ ان عقائد کے خلاف اقرار بھی کرے تو معتبر نہ ہو گا۔

منڈی بہاء الدین کی اشاعت التوحید کی طرف سے ایک کتاب شائع ہوئی ہے "مسلک عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا" اس کتاب میں انھوں نے 1962ء کے فیصلہ کے بارے میں لکھا ہے۔

”عرض ہے کہ بتعلق روح مبارک جو برزخ میں ہے جسد اطہر کو حیات حاصل ہے اسمیں قطعاً شک نہیں یہ تو ہر مسلمان کا عقیدہ اور ایمان ہے اور اسی عقیدہ پر امت کے علماء کا اجماع ہے لیکن روح مبارک کا جسد اطہر سے تعلق کی تعبیر اور مطلب جو تم لوگ کرتے ہو وہ قطعاً درست نہیں۔“

(مسلک عائشہ رضی اللہ عنہا۔ ط: جمعیت اشاعت التوحید والسنة، منڈی بہاء الدین ص:۱۷)

اب اس عبارت میں اس عقیدہ کو اجماعی، اتفاقی اور ایمان قرار دیا گیا گویا کہ 1962ء کا فیصلہ ماننے والا ان سے بڑا کوئی نہیں، لیکن بعد میں وہی اپنی مراد لی، کہ اسکا جو مطلب حیاتی علماء بیان کرتے ہیں وہ غلط ہے، اس سے واضح ہے کہ ان کی اپنی تاویلات اور مرادیں ہیں، ان الفاظ سے مراد یہ لوگ متبادر معنی مراد نہیں لیتے لہذا ان کے ایسے مبہم اور احتمالی اقرار کا کوئی اعتبار نہیں، جب تک کہ صاف اور واضح طور پر اس عقیدہ کا اسی معنی اور مفہوم میں اقرار نہ کرے جو اہل سنت کے نزدیک ثابت ہے، یہ بات بھی واضح کرتے چلے کہ کسی کو گمراہ اور بدعتی ہم کھینچ تان کر نہیں بناتے لیکن جب ایک فرقہ ہے ہی بدعتی، اور گمراہ تو اسکو اہل سنت میں شامل کرنا یہ بھی گمراہی ہے، اگر کوئی اشاعتی عقائد کا حامل صدق دل سے بلا کسی ابہام اور تاویل کے اہل سنت کے مذہب کا اقرار کرتا ہے تو وہ ہمارے سر کا تاج ہے لیکن ہم کسی کو مغالطہ میں مبتلا کرنے کی گنجائش نہیں دیتے۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ مسئلہ حیات النبی ﷺ پر جتنی کتب بھی لکھی گئی ہیں اسکا رد اشاعتی حضرات نے لکھا ہے، جن میں سے چند کتب کے نام درج ذیل ہے۔

تسکین الصدور کا جواب ندائے حق

مقام حیات کا جواب مسالک العلماء

رحمت کائنات کا جواب موت کا پیغام

ہدایة الحیران کا جواب اقامة البرهان

اظہار الحق کا جواب تحقیق الحق

ان کے علاوہ بھی ان کی ایسی کتب ہیں جن میں اہل حق کے مسلک کو غلط ثابت کرنے کی ناکام سعی کی گئی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ اگر اشاعتی حضرات کا عقیدہ بھی وہی ہے جو اہل سنت کا ہے تو پھر اتنی ساری کتب

مقابلے میں کیوں لکھی گئی؟

جماعت اشاعۃ التوحید والسنۃ پاکستان کے علماء وقت کی نظر میں

آخر میں جناب مفتی علی الرحمن صاحب نے عنوان دیا ہے "جماعت اشاعۃ التوحید والسنۃ پاکستان کے علماء وقت کی نظر میں" اس عنوان کے تحت چند فتاوی جات نقل کئے ہیں، جن میں بزعم خود یہ ثابت کر لیا کہ اشاعۃ التوحید والوں کو اہل سنت کے علماء اہل حق سمجھتے ہیں، حالانکہ یہ قطعاً غلط ہے، یہ فتاوی جات یا تو اس وقت کے ہیں جب انکے عقائد زیادہ مشہور نہ تھے یا پھر ان علماء کرام کو اس فرقہ کے عقائد کا علم نہ تھا۔ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں جن کو علم ہوا تو کیا فتویٰ صادر فرمایا۔

پہلا فتویٰ حضرت مولانا مفتی زرولی خان صاحب رحمہ اللہ تعالی کا ہے، اسمیں صرف مولانا طاہر صاحب کے بارے میں رائے ہے، اشاعت التوحید کے بارے میں نہیں، پھر یہ بات تفصیل سے گزر چکی ہے کہ موجودہ اشاعت والے شیخ طاہر رحمہ اللہ والے نظریات نہیں مانتے بلکہ ان میں تاویلات کرتے ہیں حوالہ جات گزر چکے ہیں، جب ان کو اشاعت کے مسلک کا علم ہوا تو مرتد قرار دیا، ذیل میں ان کے فتوی کا اقتباس ملاحظہ کیجیے۔

"جواب (٦)

از دار الافتاء جامعہ احسن العلوم گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب حامدا ومصلیا ومسلما۔

واضح رہے کہ اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ عذاب قبر حق ہے اور اسی قبر (مٹی کی ڈھیری) میں ہی ہوگا اور روح مع الجسد عنصری کو ہوگا یہ عقیدہ قرآن وحدیث کے مطابق ہے لہذا اسکی مخالفت کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے اور یہ شخص مرتد کے حکم میں ہے صورت مسئول عنہا عقائد میں امام صاحب کا عقیدہ اہل سنت والجماعت (قرآن وحدیث) کے مخالف ہیں لہذا ایسے امام کیلئے تجدید ایمان و تجدید نکاح ضروری ہے جو نمازیں اسکی اقتداء میں پڑھی گئی ہیں وہ واجب الاعادہ ہیں۔

(عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا شرعی حکم۔ ص:۷۲)

تفصیل کے لئے "عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا شرعی کا حکم" کتاب کا صفحہ ۲۷ سے ۸۰ تک مطالعہ کرے، مذکورہ فتویٰ پر حضرت مولانا مفتی زرولی خان صاحب رحمہ اللہ تعالی کے دستخط ہیں۔

دوسرا فتویٰ جامعہ حقانیہ کا نقل کیا ہے۔

جس میں ہے:

"مولانا پنج پیر اور انکے متبعین کا عقیدہ صحیح اور درست ہے"

معلوم نہیں کہ یہ کس مفتی کا فتویٰ ہے ممکن ہے انکو اس فرقہ کے تفصیلی عقائد کا علم نہ ہو ورنہ جن کو علم ہے انکی رائے ملاحظہ ہو۔

فتاوی حقانیہ میں ہے:

"تفسیر جواہر القرآن کا پڑھنا پڑھانا تفسیر کشاف کے پڑھنے پڑھانے کی طرح ہے۔"

(۱/۱۷۹)

واضح رہے کہ تفسیر کشاف معتزلہ کی ہے، یعنی اس تفسیر میں معتزلہ کے عقائد کی تائیدات ہیں، اور معتزلہ گمراہ اور بدعتی فرقہ ہے۔

فتاوی حقانیہ میں ہے:

"حضور انور ﷺ اور دیگر تمام انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کے بارے میں تمام اہل سنت والجماعت اور جملہ اکابرین علماء دیوبند کے مسلک یہ ہے کہ وفات موعود کے بعد تمام انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور انکے ابدان مقدسہ بعینہا محفوظ ومامون ہیں اور جسد عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں انکو حیات حاصل ہے جو حیات دنیوی کے مماثل ہے۔"

(۱/۱۵۸)

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد فرید صاحب رحمہ اللہ دار العلوم حقانیہ کے مفتی اول تھے، اور حضرت مولانا عبد الحق صاحب رحمہ اللہ کے خصوصی متعلقین میں سے تھے ان کے چند فتاوی جات ذکر کیے جاتے ہیں، کیونکہ ان کا پنج پیریوں سے واسطہ تھا۔ ان کی کتب کا مطالعہ بھی تھا، چنانچہ فتاوی فریدیہ میں ہے:

”فرقہ پنج پیریہ کے عقائد فرقہ سلفیہ نجدیہ کے عقائد ہیں اور مزید بریں آنکہ اپنے مزعومات کے اثبات کیلئے قرآن اور احادیث میں تاویلات بعیدہ کرتے ہیں جن کو من وجہ تحریف سے مسمی کرنا بلاشک غلط نہیں۔“

(۱/۱۵۴، باب الفرق الاسلامیہ)

یعنی اشاعتی حضرات سلفی ہیں، نجدی ہیں، قرآن واحادیث میں من وجہ تحریف کے کرتے ہیں۔

اس میں یہ بھی ہے:

"یہ شخص فرقہ سلفیہ نجدیہ کا عقیدہ رکھتا ہے اور اپنے مخصوص شیخ کی طرح عقوق کے جرم میں مبتلا ہے، چونکہ یہ لوگ اپنی نجدیت کے اثبات کیلئے بعید بعید معنی کلام الٰہی میں کرتے ہیں جو کہ من وجہ تحریف ہے، لہذا ان سے قرآن نہیں پڑھنا چاہئے۔“

(۱۵۵/۱)

یعنی اشاعتی حضرات سلفی ہیں، نجدی ہیں، اشاعتی حضرات کا شیخ طاہر صاحب عاق تھا، تحریف کے مرتکب ہیں ان سے قرآن نہیں پڑھنا چاہیئے۔

اس میں یہ بھی ہے:

”جو لوگ عذاب وراحت قبر یعنی حیات برزخی کے منکر ہیں تو یہ مذہب ملاحدہ، خوارج، کچھ معتزلہ اور بعض مرجئہ کا ہے۔“

(۱/۴۲۹)

شیخ المحدثین، رأس الاتقیاء حضرت مولانا نصیر الدین صاحب غورغشتوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

”پنج پیریان قرآن کریم میں تحریف کرتے ہیں اور آیات وارده فی حق المشرکین مومنوں پر صادق کرتے ہیں، ان سے قرآن کریم کا ترجمہ نہ کرنا اور ان جیسے فاسد عقائد والوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنا کسی دیندار متقی کے پیچھے پڑھو۔“

(حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدین غورغشتوی کا عقیدہ۔ ص:۶۰، ناشر: خانقاہ امدادیہ، مدرسہ عربیہ حنفیہ تعلیم الاسلام، محلہ زاھد آباد حضرو اٹک،)

اسکے بعد جناب علی الرحمن صاحب نے جامعۃ الرشید کا فتویٰ نقل فرمایا ہے اور اس پر مفتی عبد الرحیم صاحب کی تائید ہے، لیکن اس فتویٰ میں صرف شیخ القرآن غلام اللہ خان صاحب، قاضی شمس الدین صاحب، اور شیخ القرآن مولانا محمد طاہر صاحب کے بارے میں سوال ہے، اور جواب میں بھی اجمالاً ان کی خدمات کا اعتراف کیا گیا ہے، باقی کوئی دلیل ان کی کتب کی دے کر انکو اہل سنت کے عقائد کا حامل ثابت نہیں کیا گیا، اور پچھلے اوراق میں انکے عقائد باحوالہ تفصیلا بیان ہو چکے ہیں، پھر یہ لوگ گزر چکے اب مسئلہ موجودہ اشاعت والوں کا ہے اور انکی عبارات گزر چکی ہیں کہ ان کا کیا مسلک ہے۔

مفتی عبد الرحیم صاحب کے بارے حضرت مولانا محمد امین اوکاڑوی صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"رہے مولانا مفتی رشید احمد صاحب تو وہ اشاعتی نہیں، لیکن ان کا انداز یہ ہے کہ اتنی تفصیل میں نہیں جانا چاہیئے، وہ کہتے ہیں کہ میں حیات کا قائل ہوں تو مان لینا چاہئے، چونکہ اس جماعت کی جب کوئی بات نہیں بنتی تو وہ فوراً کہہ دیتے ہیں کہ میں حیات کا قائل ہوں، تو اسلئے مفتی رشید احمد صاحب ان کی اس بات سے متاثر ہیں، وہ کہتے ہیں جب وہ کہتے ہیں کہ ہم حیات کے قائل ہیں تو پھر کیوں انکار کرتے ہیں اور کچھ بھی نہیں، چونکہ مفتی صاحب کے پاس عبد الرحیم ہے اس کا بھائی تو پکا مماتی ہے اسکا پتہ نہیں۔"

(خطبات صفدر، ۳/۲۵۴)

جناب علی الرحمن صاحب نے کس اصول کے تحت یہ استدلال فرمایا کہ ان کی اپنی صریح عبارات کو چھوڑ کر دوسروں کی مجمل اور محتمل عبارات سے استدلال کر رہے ہیں، یہ حبک الشیٔ یعمی ویصم کا مصداق ہے۔

اشاعتی حضرات کے بارے میں علماء حق کی آراء

جن علماء کرام ومفتیان کرام کو اشاعتی حضرات کی عبارات اور عقائد کا علم ہوا، انہوں اس پر جو فتوے جاری کئے، اب وہ ذکر کئے جاتے ہیں۔

حضرت مولانا نور محمد تونسوی صاحب رحمہ اللہ تعالی نے اشاعتی حضرات کا درج ذیل عقیدہ لکھ کر پاکستان کے تمام معتبر دار الافتاؤں سے سوال کیا جن کا جواب درج ذیل آیا:

”سوال: گزارش ہے کہ ہمارے شہر میں ایک صاحب پیش امام ہیں لوگوں کو نمازیں پڑھاتے ہیں اور عذاب قبر کے متعلق وہ اپنا عقیدہ یوں بیان کرتے ہیں کہ عذاب قبر حق ہے اور جو اسکو نہ مانے وہ کافر ہے لیکن قبر زمین کے اس حصہ (گڑھا) کو نہیں کہتے، جس میں مردہ جسم کو دفن کیا جاتا ہے بلکہ قبر سے مراد روح کی قبر ہے جسے علیین یا سجین کہا جاتا ہے اور اسے برزخ بھی کہا جاتا ہے وہاں روح کو ایک اور جسم مہیا کیا جاتا ہے جس کو جسد مثالی کہا جاتا ہے تو وہاں برزخی قبر میں روح اور جسد مثالی سے سوال نکیرین ہوتا ہے اور وہاں جزاو سزا کا سلسلہ قیامت تک جاری رہتا ہے باقی رہا یہ جسد عنصری نہ تو اس کی طرف اعادہ روح ہوتا ہے اور نہ ہی روح کا اس سے کوئی علاقہ اور تعلق رہتا ہے اور نہ ہی اس سے سوال ہوتا ہے اور نہ ہی اس کو رنج اور راحت محسوس ہوتی ہے اور نہ ہی اس میں کسی قسم کی حیات ہے بلکہ اس ارضی قبر پڑے ہوئے جسد عنصری میں کسی قسم کی حیات ماننا اور روح کا تعلق ماننا قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔

یہ ہے پیش امام صاحب کا عذاب قبر کے متعلق عقیدہ اور نظریہ۔

اب سوال یہ ہے کہ عذاب قبر کی یہ تشریح صحیح ہے یا غلط، اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کے موافق ہے یا مخالف، کیا علمائے دیوبند کے نظریات بھی اسی طرح ہیں، اگر عذاب قبر کی یہ تشریح غلط ہے تو ایسے شخص کی اقتداء میں نماز ادا کرنا صحیح ہے یا نہ۔“

اس سوال کا جواب پاکستان کے بیس بڑے اور معتبر دار الافتاؤں نے دیا جو کہ درج ذیل ہے، تفصیلی عبارات اصل کتاب میں دیکھ لیں یہاں صرف حکم ذکر کیا جائے گا۔

جواب (۱)

از دار الافتاء جامعہ مخزن العلوم خانپور ضلع رحیم یار خان۔

”قبر کا مصداق یہی گڑھا ہے جس میں مردہ کو دفن کیا جاتا ہے، قرآن وحدیث اور فقہ میں یہ لفظ اسی گڑھے کیلئے استعمال ہوا ہے۔

جمہور مسلمان، ائمہ اربعہ، اہل سنت والجماعت علماء دیوبند کا اجماعی عقیدہ ہے کہ راحت وعذاب قبر بدن عنصری اور روح دونوں کو ہوتا ہے بدن میں بہ تعلق روح نوع من الحیاۃ ہوتی ہے جس سے وہ راحت وعذاب کا ادراک کرتا ہے۔ جسم خواہ قبر میں ہو یا کسی اور جگہ ہو یا جس

شکل میں بھی ہو اس حیات کی وجہ سے روح پر وارد ہونے والی کیفیات کا ادراک کرتا ہے یہ احکام عام قبر کے ساتھ خاص نہیں بلکہ بدن اور روح کے ساتھ خاص ہیں اور قبر کا ذکر کتب میں غالب کے اعتبار سے ہے کیونکہ عام طور پر مردہ کو دفن کیا جاتا ہے انہیں احکام کے عموم کو بیان کرنے کے لئے بعض سلف نے قبر سے مجازاً عالم برزخ مراد لیا ہے ان کا مقصد بدن کے ساتھ روح کے تعلق کی نفی کرنا ہرگز نہیں ہے، اسی طرح بعض صوفیاء سے جسد مثالی پر وقوع عذاب کا قول اختیار کیا ہے ان کا مقصد بھی اجزاء الجسم کے ساتھ تعلق روح کی نفی کرنا نہیں ہے بلکہ وہ جمہور کے ساتھ ہیں۔۔۔ بدن عنصری سے روح کے تعلق کی نفی معتزلہ وروافض وغیرہ کرتے ہیں۔۔۔لہٰذا پیش امام کا مذکورہ عقیدہ اہل حق کے خلاف ہے، ایسا امام اہل سنت والجماعت میں سے نہیں جسکی ترجمانی اکابرین علماءے دیوبند نے کی ہے اور ایسے عقیدہ والے کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔"

تفصیل کے لئے "عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا شرعی کا حکم" کتاب کا صفحہ ۳۷ سے ۵۲ تک مطالعہ کرے۔

جواب (۲)

از دارالافتاء جامعہ اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی

"۔۔۔۔اہل سنت والجماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ روح اور جسد عنصری دونوں کو عذاب قبر دیا جاتا ہے، اور بعض صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ روح کو جسد مثالی دیا جاتا ہے جس کو عالم برزخ میں عذاب قبر دیا جاتا ہے اور روح کا تعلق اس جسد عنصری سے بھی ہوتا ہے جسکی وجہ سے جسد عنصری بھی عذاب میں شریک ہوتا ہے۔۔۔لہٰذا سوال میں جو تشریح عذاب قبر کی گئی ہے یہ اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کے خلاف ہے اور نہ ہی اکابر علمائے دیوبند میں سے کسی کا یہ عقیدہ ہے، لہٰذا مذکورامام صاحب اس مسئلہ میں اہل سنت والجماعت کے اس متفقہ عقیدہ سے (جو کہ قرآن وسنت سے ثابت ہے) خارج ہے اور اگر مذکورہ امام صاحب اپنے اس نظریہ سے رجوع نہ کرے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔"

تفصیل کے لئے "عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا شرعی کا حکم" کتاب کا صفحہ ۵۴ سے ۵۸ تک مطالعہ کرے۔

جواب (۳)

از دار الافتاء جامعہ دار العلوم مدنیہ بہاولپور

"جو عقائد ضروریات اہل سنت والجماعت میں سے ہیں ان میں سے کسی عقیدہ کا انکار یا تاویل باطل کرنا اس سے وہ شخص اہل سنت والجماعت سے خارج ہو جاتا ہے۔ قبر کے متعلق اہل سنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ قبر اسی زمینی گڑھے کو کہتے ہیں، قرآن پاک کی کئی آیات ،بیسیوں احادیث مبارکہ اور فقہاء اور محدثین کے سینکڑوں اقوال سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ قبر اسی زمینی گڑھے کو کہتے ہیں اور تمام اہل سنت والجماعت کا اس پر بھی اتفاق ہے کہ عذاب وثواب قبر جسد عنصری اور روح دونوں کو ہوتا ہے نہ کہ فقط روح کو یا روح اور جسد مثالی کو البتہ معتزلہ اور روافض یہ کہتے ہیں عذاب وثواب فقط روح کو ہوتا ہے۔

صورت مسؤلہ میں چونکہ مذکورہ امام کے عقائد اہل سنت علماء دیوبند کے خلاف ہیں اس لئے ایسا شخص اہل سنت والجماعت سے خارج ہے، اور ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں ایسے شخص کے پیچھے جو نمازیں ادا کی گئی ہیں وہ واجب الاداء ہیں کما فی خیر الفتاوی ملخصاً (ج ۲ ص ۳۷۹)۔"

تفصیل کے لئے "عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا شرعی کا حکم" کتاب کا صفحہ ۵۹ سے ۶۰ تک مطالعہ کرے۔

جواب (۴)

از دار الافتاء جامعہ عبد اللہ بن مسعودؓ خان پور ضلع رحیم یار خان۔

"۔۔۔کتاب وسنت کے روشن دلائل کے مطابق تمام علماء اہل سنت والجماعت کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ عالم قبر وبرزخ میں سوال کے وقت روح کا جسد کی طرف اعادہ ہوتا ہے جسکی کیفیت اللہ تعالی جانتے ہیں اور جزاوسزا کیلئے روح وجسد کا تعلق قائم کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے جزاء وسزاء روح اور جسد دونوں کو ملتی ہے۔۔۔ اور اس پر بھی تمام اہل سنت والجماعۃ کا اتفاق ہے کہ قبر کی اس جزاء وسزا میں روح کے ساتھ شریک ہونے والا جسد عنصری ہوتا ہے نہ کہ جسد مثالی۔

اس تفصیل بالا کے مطابق جو شخص ارضی قبر کا انکار کرتا ہے یا قبر کی جزاوسزا میں جسد کو شریک نہیں مانتا یا اس میں جسد مثالی کو شریک بنا کر جسد عنصری کی شرکت کا انکار کرتا ہے تو وہ یقیناً اہل سنت والجماعت سے خارج ہے اس لئے کہ کسی عقیدہ کے حقیقی مفہوم کو تبدیل کرنا درحقیقت

اس عقیدہ کا انکار کرنا ہی سمجھا جاتا ہے جس کو علماء شریعت زندقہ سے تعبیر کرتے ہیں۔۔۔ اور اسکی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اس لئے کہ وہ شخص درحقیقت عذاب قبر کا منکر ہے۔"

تفصیل کے لئے "عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا شرعی کا حکم" کتاب کا صفحہ ۶۱ سے ۶۵ تک مطالعہ کرے۔

جواب (۵)

از دار الافتاء جامعہ دار العلوم کراچی

"۔۔۔ سوال میں ذکر کردہ عالم صاحب کے نظریات قرآن وسنت اور علمائے اہل سنت کی تعبیرات کے خلاف ہیں لہذا انکو اپنے اختیار سے امام مقرر کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ کسی صحیح العقیدہ شخص کو امام بنانا چاہیئے البتہ جو نمازیں ان کی اقتداء میں پڑھی گئی ہیں ان کو لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔"

تفصیل کے لئے "عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا شرعی کا حکم" کتاب کا صفحہ ۶۶ سے ۷۱ تک مطالعہ کرے۔

نوٹ: اس فتویٰ پر حضرت مولانا مفتی محمود اشرف عثمانی صاحب رحمہ اللہ کے دستخط ہیں۔

جواب (۷)

از دار الافتاء مدرسہ فاروقیہ تعلیم القرآن جامع مسجد فاروق اعظم صادق آباد

"۔۔۔ یہ مسئلہ واضح ہو گیا کہ قبر میں پیش آنے والے معاملات کا تعلق مجموعہ روح وجسد سے ہے، جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھے اسے بااختیار خود امام مقرر کرنا جائز نہیں۔"

تفصیل کے لئے "عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا شرعی کا حکم" کتاب کا صفحہ ۸۱ سے ۸۵ تک مطالعہ کرے۔

جواب (۸)

از دار الافتاء جامعہ قاسم العلوم گلگشت کالونی ملتان

"صورت مسؤلہ میں بشرط صحت سوال شخص مذکور ضال ومضل اور خارج از اہل سنت والجماعۃ ہے اسکی امامت مکروہ تحریمی ہے، اکابر دیوبند کا ہرگز ہرگز یہ عقیدہ نہیں ہے، اس شخص کو امامت سے فوراً ہٹایا جائے اور اسکے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے۔"

(عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا شرعی کا حکم۔ ص:۸۶)

جواب(۹)

از دار الافتاء دار العلوم کبیر والا ضلع خانیوال

"۔۔۔مذکورہ آیات واحادیث سے واضح ہوا کہ قبر نام ہے اسی حفرہ ارضی کا جزاء وسزا کا محل یہی زمینی گڑھا ہے علیین و سجین کا قول کرنا خلاف عقل و نقل ہے یہی نظریہ ہے اہل حق طائفہ منصورہ علماء دیوبند کثر اللہ سواد ھم کا اس کے خلاف نظریہ رکھنا گمراہی اور زندقہ ہے۔"

تفصیل کے لئے "عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا شرعی کا حکم" کتاب کا صفحہ ۸۷ سے ۹۱ تک مطالعہ کرے۔

جواب(۱۰)

از دار الافتاء جامعہ امداد العلوم پشاور صدر

"۔۔۔اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ موت کے بعد انسان جہاں ہوتا ہے وہ اس کا قبر ہے اسے ابتداء جزاوسزا اسی قبر میں ملتی ہے، قرآنی آیات اور احادیث کریمہ سے یہی ثابت ہوتا ہے۔۔۔امام موصوف کا عقیدہ چونکہ اہل سنت والجماعت کے عقائد کے خلاف ہے اس لئے اسکی امامت مکروہ ہے۔"

تفصیل کے لئے "عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا شرعی کا حکم" کتاب کا صفحہ ۹۲ سے ۹۳ تک مطالعہ کرے۔

نوٹ: اس فتویٰ پر شیخ حسن جان صاحب رحمہ اللہ تعالی کے دستخط بھی ہیں۔

جواب(۱۱)

از دار الافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور

"عذاب قبر کی جو تفصیل امام موصوف نے بیان کی ہے وہ اہل سنت والجماعت کے خلاف ہے۔۔۔اہل حق اہل سنت والجماعت کا اتفاقی اور اجماعی مسئلہ ہے کہ قبر سے مراد یہی زمینی قبر ہے اور روح کا تعلق بدن کے ساتھ ہوتا ہے اور روح میت میں لوٹائی جاتی ہے جس سے وہ قبر کی راحت اور عذاب محسوس کرتا ہے، اور اسکے خلاف عقیدہ رکھنے والا نہ دیوبندی ہے اور نہ ہی اہل سنت سے اسکا کوئی تعلق ہے بلکہ وہ معتزلی اور کرامیہ سے تعلق رکھتا ہے، اہل سنت کو دھوکہ دینے کیلئے اپنے آپ کو دیوبندی اور اہل سنت ظاہر کرتا ہے، بنابریں اسکو امام بنانا مکروہ

تحریمی ہے جن لوگوں کو امام کے عزل ونصب کا اختیار دیا ہے یا جن کو اچھا امام مل سکتا ہے انکی نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہو گی۔"

تفصیل کے لئے "عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا شرعی کا حکم "کتاب کا صفحہ ۹۴ سے ۹۷ تک مطالعہ کرے۔

نوٹ: اس فتویٰ پر استاذی المکرم مفتی اعظم پاکستان مفتی حمید اللہ جان صاحب رحمہ اللہ تعالی کے دستخط ہیں۔

جواب (۱۴)

از دار الافتاء جامعہ اسلامیہ تنگی ضلع چارسدہ پشاور

"اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ راحت وعذاب قبر روح اور بدن دونوں کو ہوتا ہے۔۔۔جو شخص بھی عذاب وراحت فقط روح کے ساتھ متعلق مانتا ہو وہ اہل سنت والجماعت سے نہیں، مبتدع اور گمراہ ہے ایسے شخص کو امام بنانا اور اسکے پیچھے نماز پڑھنا صحیح نہیں۔"

تفصیل کے لئے "عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا شرعی کا حکم "کتاب کا صفحہ ۱۰۰ مطالعہ کرے۔

نوٹ: اس فتویٰ پر شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس صاحب قدس سرہ کے دستخط ہیں۔

جواب (۱۵)

از دار الافتاء جامعہ اسلامیہ باب العلوم کہروڑپکا لودھراں

"۔۔۔اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ قبر میں مردے کو راحت وعذاب ہوتا ہے اور قبر اسی گڑھے کا نام ہے جو زمین پر بنایا جاتا ہے۔۔۔ اور قبر میں راحت وعذاب روح اور بدن دونوں کو ہوتا ہے اور قبر میں جسم میں ایک قسم کی حیات ہوتی ہے۔۔۔ اہل سنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ عذاب قبر کے متعلق یہی ہے اس سے ہٹ کر عقیدہ رکھنے والا شخص فاسق ہے، اسکی امامت مکروہ تحریمی ہے۔"

تفصیل کے لئے "عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا شرعی کا حکم "کتاب کا صفحہ ۱۰۱ سے ۱۰۲ تک مطالعہ کرے۔

جواب (۱۶)

از دار الافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان

"عذاب قبر کے بارے میں مذکورہ شخص کا نظریہ درست نہیں، اور یہ اہل سنت والجماعت کے عقیدہ کے خلاف ہے، اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ راحت وعذاب قبر روح اور بدن دونوں کو ہوتا ہے، ائمہ اربعہ اس

پر متفق ہیں معتزلہ اور روافض کا عقیدہ ہے کہ راحت وعذاب قبر فقط روح پر ہے۔۔۔اس تفصیل کی روشنی ایسے شخص کی امامت مکروہ ہے، کسی صحیح عقیدہ والے شخص کو امام بنایا جائے۔"
تفصیل کے لئے "عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا شرعی کا حکم "کتاب کا صفحہ ۱۰۱ سے ۱۰۲ تک مطالعہ کرے۔
نوٹ: اس فتویٰ پر مفتی عبد الستار صاحب رحمہ اللہ تعالی کے دستخط ہیں۔

جواب (۲۰)

از دار الافتاء جامعہ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

"واضح رہے کہ جمہور علماء اہل سنت والجماعت کے نزدیک قبر زمین کے اس حصہ کو کہتے ہیں جس میں مردہ انسان کو دفن کیا جاتا ہے۔۔۔اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ عذاب قبر جسد مع الروح کو ہوتا ہے اور ائمہ اربعہ اس پر متفق ہیں اور یہ عقیدہ کہ عذاب صرف روح کو ہوتا ہے معتزلہ کا ہے لہذا یہ شخص اہل سنت والجماعت سے خارج ہے خود بھی گمراہ ہے اور دوسروں کو بھی اپنے عقائد فاسدہ سے گمراہ کرتا ہے، بدعتی اور فاسق ہے اسکے پیچھے نماز پڑھنا صحیح نہیں۔"

تفصیل کے لئے "عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا شرعی کا حکم "کتاب کا صفحہ ۱۱۱ سے ۱۱۹ تک مطالعہ کرے۔
نوٹ: اس فتویٰ پر حضرت مولانا مفتی عبد المجید دین پوری رحمہ اللہ تعالی، حضرت مولانا مفتی محمد انعام الحق قاسمی صاحب مدظلہم، اور حضرت مولانا مفتی عبد السلام رحمہ اللہ تعالی، کے دستخط ہیں۔
یہ تمام فتاوی جات "عذاب قبر کی صحیح صورت کے منکر کا شرعی کا حکم" سے لیے گئے ہیں جو کہ مولانا نور محمد تونسوی صاحب رحمہ اللہ تعالی کی کتاب ہے۔
مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دھلوی رحمہ اللہ تعالی تحریر فرماتے ہیں:

"۔۔۔اول یہ کہ حضرت رسالت پناہ ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں، جیسا کہ اہل سنت والجماعت کا مذہب ہے تو پھر آپ ﷺ کی روح مبارک کا مجالس میلاد میں آنا بدن سے مفارقت کرکے ہوتا ہے یا کسی اور طریقہ سے؟ اگر مفارقت کرکے مانا جائے تو آپ ﷺ کا قبر مطہر میں زندہ ہونا باطل ہوتا ہے یا کم از کم زندگی پر فرق آنا ثابت ہوتا ہے تو یہ صورت علاوہ اسکے کہ بے ثبوت ہے باعث توہین ہے نہ موجب تعظیم۔۔۔"

(کفایت المفتی، ۱۶۹/ ۱، مسئلہ علم غیب، فصل چہارم، کتاب العقائد، ط: دار الاشاعت)

یعنی آپ علیہ السلام کو قبر اطہر میں زندہ نہ ماننا آپ علیہ السلام کی توہین ہے۔

مسئلہ حیات النبی ﷺ کے متعلق دور حاضر کے اکابر دیوبند کا مسلک

اور ان کا متفقہ اعلان

"حضرت اقدس نبی کریم ﷺ اور سب انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے بارے میں اکابر دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں، اور ان کے ابدان مقدسہ بعینہا محفوظ ہیں اور جسد عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے اور وہ حیات دنیوی کے مماثل ہے۔

صرف یہ کہ وہ احکام شرعیہ کے مکلف نہیں ہے، لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضہ اقدس پر جو درود پڑھا جاوے بلا واسطہ سنتے ہیں، اور یہی جمہور محدثین اور متکلمین اہل السنۃ والجماعۃ کا مسلک ہے۔ اکابر دیوبند کے مختلف رسائل میں اسکی تصریحات موجود ہیں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی تو مستقل تصنیف حیات انبیاء پر "آب حیات" کے نام سے موجود ہے، حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری صاحبؒ جو حضرت گنگوہیؒ کے ارشد خلفاء میں سے ہیں ان کا رسالہ "المہند علی المفند" بھی اہل بصیرت کیلئے کافی ہے، اب جو اس مسلک کے خلاف دعوی کرے اتنی بات یقینی ہے کہ ان کا اکابر دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔

(۱) مولانا محمد یوسف بنوری عفا اللہ عنہ مدرسہ عربیہ اسلامیہ کراچی نمبر ۵

(۲) مولانا عبد الحق عفی اللہ عنہ، مہتمم دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

(۳) مولانا محمد صادق عفا اللہ عنہ سابق ناظم محکمہ امور مذہبیہ بہاولپور

(۴) مولانا ظفر احمد عثمانی عفا اللہ عنہ شیخ الحدیث دار العلوم اسلامیہ ٹنڈو الہ یار سندھ۔

(۵) مولانا شمس الحق افغانی عفا اللہ عنہ صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

(۶) مولانا محمد ادریس کاندھلوی کان اللہ لہ شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور

(۷)مولانا مفتی محمد حسن مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور

(۸)مولانا رسول خان عفا اللہ عنہ جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور

(۹)مولانا مفتی محمد شفیع عفی اللہ عنہ مہتمم دار العلوم کراچی

(۱۰)مولانا احمد علی عفی عنہ۔امیر نظام العلماء وامیر خدام الدین لاہور

(تلک عشرة کاملة)

(ماہنامہ پیام مشرق لاہور، جلد نمبر ۳، شمارہ نمبر ۴، ربیع الاول ۱۳۸۰ھ / ستمبر ۱۹۶۰ء، بحوالہ تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتی فی البرزخ والقبور۔ ص:۳۷۰، ط:صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ)

مفتی دار العلوم دیوبند مفتی مہدی حسن صاحب رحمہ اللہ کا فتویٰ

آنحضرت ﷺ اپنے مزار مبارک میں بجسدہ موجود ہیں اور حیات ہیں، آپ کے مزار مبارک کے پاس کھڑے ہو کر جو سلام کرتا اور درود پڑھتا ہے آپ خود سنتے اور سلام کا جواب دیتے ہیں۔ ہمارے کان نہیں کہ ہم سنیں، آپ اپنے مزار میں حیات ہیں، مزار مبارک کے ساتھ آپ کا خصوصی تعلق بجسدہ وروحہ ہے۔

جو اسکے خلاف کہتا ہے غلط کہتا ہے، وہ بدعتی ہے، خراب عقیدے والا ہے اسکے پیچھے نماز مکروہ ہے یہ عقیدہ صحیح نہیں ہے، حدیث میں ہے:

ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء ۔(الحدیث) وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی من بعید اعلمتہ رواہ ابو الشیخ وسندہ جید ۔ القول البدیع ص ۱۱۶ عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ؛ الانبیاء (صلوت اللہ تعالی علیھم) احیاء فی قبورھم یصلون رواہ ابن عدیؒ والبیھقیؒ وغیرھما(شفاء السقام ص۱۳۴)

دو تین حدیثیں نقل کر دی ہیں، اس باب میں بکثرت احادیث وارد ہیں جن کا انکار نہیں کیا جا سکتا اور جو انکار کرتا ہے بدعتی خارج از اہل السنۃ والجماعۃ ہے، غرض پڑھنے والے کو ثواب بھی پہنچتا ہے اور مزار مبارک کے قریب پڑھنے سے آپ سنتے بھی ہیں اور اپنے مزار مبارک میں بجسدہ موجود ہیں اور حیات ہیں واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب کتبہ السید مہدی حسن مفتی دار العلوم دیوبند ۱۳۷۶/۵/۱۳ھ

(بحوالہ تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتی فی البرزخ والقبور۔ ص:۴۹، ۵۰ ط: صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ)

اکابرین بنوری ٹاؤن کا فتویٰ

بخدمت اکابرین دیوبندؒ کے جانشینان کرام متعنا اللہ تعالی بطول بقائکم بالخیر
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض یہ ہے کہ آج کل بعض حضرات (۱) انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے وصال کے بعد حیات برزخی جسمانی کا انکار کرتے ہیں حضور اکرم ﷺ کے جسد اطہر میں بھی کسی حس وحرکت کے قائل نہیں ہیں اور نہ ہی روضہ پاک پر سلام عرض کرنے والے کے سلام سننے کے قائل ہیں اور ساتھ ہی اس خیال کو اکابر دیوبند کا مسلک بتاتے ہیں (۲) عالم برزخ میں ثواب وعذاب کا تعلق صرف روح سے مانتے ہیں جسم عنصری پر عذاب وعتاب کے قائل نہیں ہیں اور اسے دیوبندی مسلک قرار دیتے ہیں (۳) ذوات انبیاء کرام اور اولیاء اللہ کے ساتھ وسیلہ پکڑنے کو صحیح نہیں سمجھتے اور اسے بزگان دیوبند کا مسلک سمجھتے ہیں (۴) سماع موتی کے قائل ہونے کو شرک کی بنیاد قرار دیتے ہیں اور اپنے آپ کو دیوبندی کہلواتے ہیں، سوال یہ ہے کہ آپ حضرات جو مسلک دیوبند کے ترجمان ہیں اور بزرگان دیوبند کے سابقین اولین سے براہ راست مستفیض اور مستفید ہونے والے ہیں، یہ وضاحت فرماویں کہ مندرجہ بالا خیالات رکھنے والے صاحبان مسلک دیوبند سے منسوب ومنسلک ہو سکتے ہیں یا نہیں؟ اور کیا اکابرین دیوبند کا یہی مسلک تھا، یا ان کی ذاتی آراء ہیں، اور بزرگان دیوبند کے مسلک سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔۔۔بینوا توجروا

السائلون: حضرت مولانا (خان محمد) صاحب خانقاہ سراجیہ، کندیاں ضلع میانوالی، مولانا (محمد رمضان) صاحب مہتمم مدرسہ تبلیغ الاسلام میانوالی
حافظ (سراج الدین) صاحب کلور کوٹ۔

الجواب وباللہ التوفیق

مسائل مستفسرہ میں بزرگان دیوبند کا مسلک صاف اور واضح ہے اور اس سے قبل بھی بار بار اس کی اشاعت ہو چکی ہے، نیز علماء دیوبند کے مختلف اور متعدد تصانیف میں مکرر سہ کرر اسے بیان فرمایا گیا ہے اور وہ کتابیں عام وخاص میں معروف ومشہور ہیں مثلاً (۱) آب حیات (۲) جمال قاسمی (۳) نشر الطیب (۴) الشہاب الثاقب (۵) المصالح العقلیہ (۶) فیض الباری (۷) المہند علی المفند (۸) اور متفقہ اعلان وغیر ذلک (۹) حیات النبی ﷺ۔

الف: چنانچہ المہند علی المفند میں بجواب سوال خامس صاف طور پر بیان کیا گیا ہے کہ ہمارے اور ہمارے مشائخ کے نزدیک آنحضرت ﷺ قبر شریف میں زندہ ہیں اور آپ کی یہ حیاۃ عام مؤمنین یا عام لوگوں کی طرح برزخی ہی نہیں ہے بلکہ عالم برزخ میں دنیوی (جسمانی) ہے مگر مکلف بالاعمال نہیں ہیں اور یہ حیات حضور اکرم ﷺ اور جمیع انبیاء علیہم السلام کے خصوصیات میں سے ہے۔

واضح رہے کہ اس مضمون پر علماء دیوبند کے طبقہ اولی وعلیا کے تقریباً تمام اکابرین کے دستخط موجود ہیں مثلاً شیخ الہندؒ حضرت تھانویؒ، مفتی عزیز الرحمنؒ، حضرت شاہ عبد الرحیمؒ، اور حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ نے تو یہ مضمون خود ہی تحریر فرمایا ہے۔ ب: اسی طرح تقسیم ہند کے تھوڑے ہی عرصہ بعد جب اس مسئلہ حیات النبی ﷺ سے متعلق بعض صاحبان کی تقریروں اور تحریروں سے بزرگان دیوبند کا مسلک مشتبہ ہونے لگا تو اس وقت کے اکابر علماء نے بھی متفقہ اعلان کے نام سے اپنی دستخطوں سے ایک تحریر شائع کر کے مسلک دیوبند کی وضاحت فرمائی چنانچہ اس وقت بھی وہ "مقام حیات" از مولانا خالد محمود اور دوسرے رسائل میں مطبوع ہے، اس میں یہ صفائی سے لکھا گیا ہے کہ حضرت اقدس نبی کریم ﷺ اور سب انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے بارے میں علماء دیوبند کا مسلک یہ ہے کہ وفات کے بعد وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں

اور ان کے ابدان مقدسہ **بعینہا** محفوظ ہیں اور جسد عنصری کے ساتھ برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے اور حیات دنیوی کے مماثل ہے صرف یہ کہ احکام شرعیہ کے وہ مکلف نہیں ہیں، لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضۂ اقدس پر جو درود شریف پڑھے وہ بلا واسطہ سنتے ہیں اور یہی جمہور محدثین اور متکلمین اہل السنۃ والجماعۃ کا مسلک ہے، اب جو اس مسلک کے خلاف کرے اتنی بات یقینی ہے کہ ان کا اکابر دیوبند کے مسلک سے کوئی واسطہ نہیں ہے ______ اس متفقہ اعلان پر مرحومین حضرات میں سے حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحبؒ خلیفہ اجل حضرت تھانویؒ، حضرت مولانا رسول خان صاحب سابق اعلی مدرس دار العلوم دیوبند اور حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ مؤلف اعلاء السنن وغیرہ کے دستخط بھی ثبت ہیں۔

عذاب قبر: ہمارے اور ہمارے مشائخ کے نزدیک قبر میں ثواب وعتاب کا تعلق روح اور جسم دونوں کے ساتھ رہتا ہے اور جسم سے جسم عنصری مراد ہے نہ کہ جسم مثالی جو کہ حقیقی جسم نہیں ہے، بلکہ عالم مثال کے آئینہ میں جسم کا ایک عکس ہے کما صرح به المجدد الف الثانیؒ اور جیساکہ کتب فقہ وعقائد میں مذکور ہے کہ ان المیت اذا مات یکون فی نعیم او عذاب وان ذلک یحصل لروحہ وبدنہ (کتاب الروح) یہی اکابرین دیوبند کا مسلک ہے۔

توسل بالانبیاء والصلحاء علیہم الصلوۃ والسلام: توسل بالانبیاء علیہم السلام بھی بزرگان دیوبند کے نزدیک جائز ہے۔ المہند علی المفند ص ۲۸ مطبوعہ جہلم، نشر الطیب للعلامۃ التھانویؒ اور الشہاب الثاقب للشیخ المدنیؒ میں اس کی تصریح موجود ہے علامہ آلوسیؒ نے آیت کریمہ **وابتغو الیہ الوسیلۃ** کے تحت توسل بالمقبولین کو جائز قرار دیا ہے کہ اس کا مآل بھی توسل بالصفات ہی ہے۔ کأنہ یقول برحمتک وفضلک علی فلان ادعو منک ھذا ۔

سماع موتی: علامہ ابن قیمؒ نے کتاب الروح میں فرمایا ہے وھذا السلام (ای السلام عند زیارۃ القبور) والخطاب والنداء لموجود یسمع ویعقل ویردون السلام وان لم یسمع المسلم الرد والسلف مجمعون علی ھذا وقد تواترت

الاثار عنهم بان المیت یعرف الحی و یستبشر به ، ــــــ ہمارے مشائخ بھی فی الجملہ سماع موتی کے قائل ہیں جیسا کہ فیض الباری للعلامۃ الکشمیری رحؒ وغیرہ میں ہے اور اسے ہرگز شرک کی بنیاد قرار نہیں دیتے، جو لوگ ان مسائل میں کچھ اور رائے رکھتے ہوں وہ کچھ بھی ہوں بہرحال مسلک دیوبند سے ان کا تعلق نہیں ہے، انہیں بزرگان دیوبند کی طرف غلط نسبت نہیں کرنی چاہیئے. ــــ واضح رہے کہ بزرگان دیوبند کے یہ نظریات بحمد اللہ قرآن وسنت اور سلف صالحین کی تصریحات کے عین مطابق ہیں ــــ سائلین کو چونکہ صرف مسلک دیوبند کا تعین اور تشخص مقصود تھا اس لیے صرف مسائل کے بیان پر اکتفاء کیا گیا، دلائل سے تعرض نہیں کیا گیا۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل ۔

کاتب الحروف عبد الکریم عفی عنہ بحکم سیدی حضرت افغانی مدظلہ

(دستخط ومہر)

مولانا شمس الحق افغانی عفا اللہ عنہ

مولانا محمد یوسف بنوریؒ

احمد الرحمن غفرلہ

ولی حسن عفا اللہ

(بحوالہ تسکین الصدور فی تحقیق احوال الموتی فی البرزخ والقبور۔ ص:۴۰، ط: صفدریہ نزد مدرسہ نصرۃ العلوم گھنٹہ گھر گوجرانوالہ)

جناب مفتی علی الرحمن صاحب کو چاہیئے کہ اپنے مادر علمی کا مؤقف بغور ملاحظہ فرمائیں تاکہ اشاعتی حضرات کی بے جا وکالت کرنے سے کنارہ کش ہو جائے، اور تعجب ہے اس پر کہ کبھی کہتا ہے حیات کے قائل ہیں اور کبھی کہتا ہے کہ اگر روح کا تعلق نہ ہو پھر بھی درست ہے اجماعی عقیدہ کو ایسے بیان کیا جاتا ہے، فیا للاسف۔

حجۃ اللہ فی الارض سید نا الامام الاکبر آیۃ من ایات اللہ قاسم العلوم والخیرات حجۃ الاسلام حضرت اقدس مولانا محمد قاسم النانوتوی قدس سرہ العزیز [بانی دار العلوم دیوبند] (المتوفی ۱۲۹۷ھ) تحریر فرماتے ہیں:

"اول توحیات قابل انکار نہیں، ہاں منکر بے عقل کا اعتبار نہیں وہ انکار کر بیٹھے تو کون مانع ہے۔"

(آب حیات۔ ص:۵۰، ط:ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان)

یعنی حیات کا منکر بے عقل ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

"حضور ﷺ کی قبر مبارک کیلئے بہت کچھ شرف حاصل ہے کیونکہ جسد اطہر اسکے اندر موجود ہے بلکہ حضور خود یعنی جسد مع تلبس الروح اسکے اندر تشریف رکھتے ہیں، کیونکہ آپ ﷺ قبر میں زندہ ہیں، قریب قریب تمام اہل حق اس پر متفق ہیں، صحابہ کرام کا بھی یہی اعتقاد ہے، حدیث میں بھی نص ہے، ان نبی اللہ حی فی قبرہ ۔"

(اشرف الجواب۔ ص:۲۳۸، ط:نو بہار پریس، ملتان، تاریخ اشاعت:۲۰ اکتوبر ۱۹۸۸ء)

ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:

"جو شخص عقائد یا اجماعیات میں مخالفت کرے یا سلف صالحین کو برا کہے وہ اہل سنت والجماعت سے خارج ہے کیونکہ اہل سنت والجماعت وہ ہے جو عقائد میں صحابہ کے طریق پر ہو اور یہ امور انکے عقائد کے خلاف ہیں لہذا ایسا شخص اہل سنت والجماعت سے خارج ہے اور اہل بدعت وہوی میں داخل ہے۔"

(ہدیہ اہل حدیث ص۔113۔ط:المدینۃ)

اس سے معلوم ہوا کہ اشاعتی حضرات، حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے نزدیک بھی اہل سنت سے خارج ہیں۔

بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، مجاہد کبیر شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"انبیاء علیہم السلام کی حیات فی البرزخ کے بارے میں میرا عقیدہ وہی ہے جو اکابر دیوبند کا ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنی اپنی قبروں میں اسی جسد عنصری سے زندہ ہیں جو اس دنیا میں تھا وہ حیات باعتبار ابدان دنیوی بھی ہے اور باعتبار عالم برزخ کے برزخی بھی ہے، انبیاء کرام کا ابدان دنیوی کے ساتھ اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہونا اہل سنت والجماعت کا متفقہ اور اجماعی عقیدہ ہے ، ہمارے اکابر دیوبند نے اس پر مفصل اور مدلل ارشادات ثبت فرمائے ہیں۔

جہاں تک مجھے علم ہے، یہ مسئلہ اکابر دیوبند میں کبھی مختلف فیہ نہیں رہا، میرے خیال میں ہر صاحب بصیرت اس عقیدہ حیات النبی ﷺ کا منکر نہیں ہو سکتا جن کی باطن کی آنکھیں کھلی ہیں ان کے نزدیک تو حضور نبی اکرم ﷺ کی روضہ اطہر کی حیات بدیہیات میں سے ہے۔"

احقر الانام احمد علی عفی عنہ

(مقام حیات المسمے بہ مدارک الاذکیاء فی حیاۃ الأنبیاء علیہم السلام۔ ص:۶۹۷،۶۹۸،ط: دار المعارف الفضل مارکیٹ، اردو بازار، لاہور)

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد القدیر صاحب رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

"جو لوگ عند القبر صلوۃ وسلام کے سننے کا انکار کرتے ہیں انھوں نے نبی کریم ﷺ کی منزلت رفیعہ کو نہیں سمجھا، اللہ سمجھ نصیب کرے، صحیح احادیث سے یہ بات ثابت ہے عقل سلیم شہادت صادقہ پائی جاتی ہے اس سے انحراف اگر توہین شان نہیں تو شبہ تنقیص ضرور ہے۔"

(ارشاد العلماء الی تحقیق مسئلہ سماع الموتی وحیات الانبیاء علیہم الصلوۃ والسلام۔ ص:۷،ط: ادارہ نشر واشاعت مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ، پاکستان)

شہید اسلام حضرت مولانا یوسف لدھیانوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

"الغرض میرا اور میرے اکابر کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنے روضہ مطہرہ میں حیات جسمانی کے ساتھ حیات ہیں، یہ حیات برزخی ہے مگر حیات دنیوی سے قوی تر ہے، جو لوگ اس مسئلہ کا انکار کرتے ہیں، انکا اکابر علمائے دیوبند اور اساطین امت کی تصریحات کے مطابق علمائے دیوبند سے تعلق نہیں اور میں انکو اہل حق میں سے نہیں سمجھتا، اور وہ میرے اکابر کے نزدیک گمراہ ہیں اور اس کے ساتھ کسی قسم کا تعلق رواں نہیں۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل۔ ۱/ ۲۹۵، عقیدہ حیات النبی ﷺ پر اجماع، [اضافہ و تخریج شدہ ایڈیشن] ط: لدھیانوی)

المہند کے بارے میں علمائے دیوبند کی رائے

"المہند علی المفند تمام علمائے دیوبند کے نزدیک متفقہ طور پر مستند، معتبر اور صحیح ہے اگر کوئی شخص اس کو غیر معتبر کہے تو یہ عقائد علماء دیوبند سے بغض وعناد کی علامت ہے جہاں تک حیات انبیاء علیہم السلام سے تعلق کا مسئلہ ہے اس کیلئے تسکین الصدور کا مطالعہ کیجئے بہت وضاحت کے ساتھ انھوں نے سب ہی باتیں مدلل بیان کی ہیں اور حضرت مفتی مہدی حسن صاحب کا فتویٰ بھی اسی میں درج ہے یہ دیوبند کے بہت بڑے مفتی تھے اس کتاب کے مصنف مولانا سر فراز خان صفدر صاحب علماء دیوبند اور مسلک دیوبند کے صحیح ترجمان ہیں۔"

کتبہ حبیب الرحمن مفتی دار العلوم دیوبند، ۳ذوالقعدۃ، ۱۴۲۹ھ

الجواب صحیح وقار علی غفرلہ

الجواب صحیح فخر الاسلام عفی عنہ

جامعہ اشرفیہ کا فتویٰ

"دیوبندیت کا معیار یہی کتاب ہے جو کہ بہت بڑے محدث اور فقیہ اور محقق بزرگ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مہاجر مدنی قدس سرہ صاحب بذل المجہود شرح سنن ابی داود نے لکھی۔ اور تمام اکابر وقت نے اس پر تصدیقات تحریر فرمائی ہیں، اور آج تک تمام اکابر دیوبند اس کو ہی معیار اور مستند قرار دیے چلے آرہے ہیں، کیا یہ سب اکابر غیر محقق تھے بلکہ جو ان کو محقق نہیں مانتا وہ خود غیر محقق ہے اس کی بات کا اعتبار نہیں بلکہ وہ خود ضال ومضل اور بدعتی اور خراب عقیدے والا ہے اور بریلویوں کا مؤید ہے۔"

کتبہ شیر محمد خادم دار الافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور، ۲۸ محرم، ۱۴۳۰ھ

الجواب صحیح: حمید اللہ عفی عنہ

آگاہی:

جناب مفتی علی الرحمن صاحب نے حضرت مولانا مفتی سعید احمد پالن پوریؒ کے افادات کا مجموعہ جو کہ تحفۃ القاری شرح صحیح البخاری کے نام سے موسوم ہے، اس سے ایک حوالہ حیات اجمالی کے متعلق پیش کیا ہے، جس سے بزعم خود یہ سمجھے کہ اشاعت والے بھی حیات اجمالی کے قائل ہیں، حالانکہ ان کی عبارات ماقبل میں تفصیل سے

ذکر کی گئی ہے، جس میں واضح طور پر انکار موجود ہے، نام حیات کا لیتے ہیں، اور وضاحت علمائے دیوبند کے خلاف کرتے ہیں، دوسری بات یہ ہے کہ تحفۃ القاری شرح صحیح البخاری کی تاریخ طباعت: بار اول ربیع الثانی ۱۴۳۲ ہجری مطابق مارچ ۲۰۱۱ عیسوی ہے، اور اشاعت التوحید والوں کی مرکزی کتاب مسلک الاکابر فی تحقیق الحیوۃ وعدم السماع لاھل المقابر کی تاریخ طبع اول: جمادی الاول ۱۴۲۱ھ جولائی ۲۰۰۰ء ہے، جبکہ فتاوی قاسمیہ میں دو فتوے مذکور ہیں، جس میں ایک فتویٰ دار العلوم دیوبند کا ہے، جس کا اجراء ۱۴۳۳/۱۱/۲۰ میں ہوا، اور دوسرا فتویٰ جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاھی مراد آباد الہند کا ہے، جس کا اجراء ۱۴۳۳/۱۱/۲۱ میں ہوا، دونوں فتوؤں کے مستفتی شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خانؒ ہے، جس میں انہوں نے اشاعت التوحید والسنہ کے متعلق جن باتوں کے بارے میں وضاحت طلب فرمائی ہے، وہ یہ ہے:

عقیدہ حیات انبیاء علیہم السلام، عقیدہ سماع صلاۃ وسلام قبر کے پاس، عقیدہ استشفاع، توسل، قائلین سماع موتی کی تکفیر و تذلیل، قبر کی زمین میں ثواب و عذاب، میت کے جسم عنصری کا ثواب و عذاب، میت کے جسم عنصری سے روح کا تعلق وغیرہ، اور مذکورہ مسائل پر ان کے حوالہ جات بھی پیش کئے ہیں جس کا واضح طور پر یہ جواب دار العلوم دیوبند سے جاری ہوا کہ

"آپ نے سوال کے ساتھ "اشاعت التوحید والسنہ" کے جو نظریات حوالے کے ساتھ ذکر کئے ہیں، یہ سب نظریات اکابر دیوبند اہل السنہ والجماعت کے مسلک کے خلاف ہیں۔"

اس فتویٰ پر حضرت مولانا مفتی سعید احمد پالن پوریؒ کے دستخط بھی ہیں، لہٰذا تحفۃ القاری وغیرہ کا حوالہ دیکر گلو خلاصی نہیں کرنی چاہیئے۔۔۔ اب وہ دونوں فتوے پیش خدمت ہے۔

"مجلس اشاعت التوحید والسنہ"

سوال[۳۳۵]: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل کے بارے میں کہ آپ کے علم میں ہے کہ احقر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا ذمہ دار ہے، وفاق المدارس العربیہ پاکستان میں اکابر علمائے دیوبند قدس اللہ اسرارہم کے عقیدہ ومسلک سے منسوب مدارس عربیہ کا وفاق ہے۔، وفاق المدارس کے تحت یہاں نصاب تعلیم، امتحان سند اور مدارس دینیہ کے متعلق امور کا ایک مستقل نظام ہے، وفاق المدارس نے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ مدارس عربیہ

کے الحاق ان مدارس کے عقیدہ، نصاب اور نظم مدرسہ پر بھی نظر رکھی جائے اور کوشش ہو کہ اکابر علمائے دیوبند قدس اللہ اسرارہم کے عقیدہ و مسلک سے کہیں بھی انحراف نہ ہو اس لئے وفاق المدارس کی سند جہاں سند یافتہ کے علوم اسلامیہ کی تعمیل کی شہادت ہے، وہیں ارباب وفاق المدارس کی طرف سے سند یافتہ کے اکابر علمائے دیوبند قدس اللہ اسرارہم کے عقیدہ و مسلک پر ہونے کی سند بھی ہے۔ وفاق المدارس کے ساتھ ملحق علمائے دیوبند سے منسوب مدارس اپنے کئی سیاسی مذہبی، جماعتی عنوانات سے کام کر رہے ہیں، ان جماعتی عنوانات میں ایک عنوان اشاعت التوحید والسنہ ''بھی ہے، عصر حاضر کے کئی فتنوں نے جہاں مختلف طبقات کو اپنی گرفت میں لیا ہے، وہیں مدارس دینیہ بھی اس مسموم فضا سے متأثر ہو رہے ہیں، تحقیق کے عنوان سے فکری آزادی مختلف فتنوں کو جنم دے رہی ہے۔ اشاعت التوحید والسنہ کے جماعتی دعوتی مواد، اسلوب تربیت میں بھی فکری آزادی کا رجحان بڑھ رہا ہے، اشاعت التوحید والسنہ نے اصول و فروع میں اہل سنت والجماعت سے ٹکراؤ کا راستہ اختیار کیا، جس کے نتیجہ میں جن مسائل میں انہوں نے اپنی رائے کا کھل کر اظہار کیا ہے ان میں مشہور مسائل درج ذیل ہیں:

عقیدہ حیات انبیاء علیہم السلام، عقیدہ سماع صلاۃ وسلام قبر کے پاس، عقیدہ اسیفبیاع، توسل، قائلین سماع موتی کی تکفیر و تذلیل، قبر کی زمین میں ثواب وعذاب، میت کے جسم عنصری کا ثواب وعذاب، میت کے جسم عنصری سے روح کا تعلق وغیرہ، ان مسائل پر اکابر علمائے دیوبند قدس سرہم کی تحقیقات " آب حیات مؤلفہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم ناتوتوی، تسکین الصدور مؤلفہ امام اہل السنہ مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ، "مقام حیات مؤلفہ مولانا ڈاکٹر خالد محمود صاحب دامت برکاتہم، ہدایت الحیران مؤلفہ مولانا سید عبد الشکور ترندی رحمہ اللہ وغیرہ مستقل کتب ان عنوانات پر ہیں، جب کہ علمائے دیوبند کے فتاوی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ بھی لاتعداد موجود ہیں مگر ان حضرات نے ہمیشہ اکابر کی ان تحقیقات پر عدم اعتماد کی پالیسی اپنائی ہے۔

"اشاعت التوحید والسنہ "سے متعلق یا اس سے منسوب مدارس کا وفاق المدارس العربیہ سے الحاق ہے، اشاعت التوحید والسنہ میں اصول و فروع میں فکری آزادی کے اس رجحان کی وجہ سے

وفاق المدارس العربیہ کے ذمہ دار حضرات میں یہ تشویش عرصہ سے ہے اور یہ بات چل رہی ہے کہ اس طرح کے مدارس کا وفاق المدارس العربیہ سے الحاق ختم کر دیا جائے، چونکہ ہمارے تمام امور، عقیدہ، مسلک اور پالیسی وغیرہ اکابر علمائے دیوبند سے متعلق ہیں، مدرسہ شاہی مراد آباد اکابر علمائے دیوبند کا مرجع اور اولین مرکز ہے، (مدرسہ شاہی حجۃ اللہ فی الارض حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی علیہ الرحمہ کا قائم کردہ اہم ترین ادارہ ہے،۔۔۔اس مدرسے کے قیام کے بعد ۱۳۴۲ھ (تقریبا۲۶سال) تک باقاعدہ دار الافتاء قائم نہیں رہا، بلکہ جو مسائل آتے تھے، اس وقت کے ذمہ دار اساتذہ زبانی یا تحریری طور پر سائلین کو جواب دے دیا کرتے تھے اور ۱۳۴۲ھ میں باضابطہ دار الافتاء کا قیام عمل میں آیا۔ فتاوی قاسمیہ: ۱/۳۵۴) اس لئے ہم نے خود فیصلہ کرنے کے بجائے آپ سے بھی رجوع کا معاملہ طے کیا ہے، امید ہے کہ آپ عنوان کی اہمیت کے پیش نظر جلد جواب مرحمت فرمائیں گے۔

والسلام المستفتی: سلیم اللہ خان، صدر وفاق المدارس العربیہ، پاکستان

امید ہے مزاج بعافیت ہونگے، اللہ تعالیٰ آپ کو دین خدمات کے لئے سلامت رکھے اور دار العلوم سے بھی دن دگنے رات چگنی خدمت لیتا رہے اور حوادث سے محفوظ رکھے۔ پاکستان میں اکابر اسلاف سے بد اعتمادی اور فکری آزادی کی فضا عرصہ سے ہے، بتوفیق اللہ تعالی ہم اس کی سرکوبی اور عوام وخواص کو اس سے بچانے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں، مگر اس میں زیادہ مشکل اس وقت پیش آتی ہے، جب اس سے بے راہ روی کے داعی اپنے آپ کو اہل حق سے منسوب کرتے ہیں، اسی طرح کا معاملہ یہاں کے ایک جماعتی عنوان "اشاعت التوحید والسنہ "کا بھی ہے۔

اشاعت التوحید والسنہ اکابر اہل سنت علمائے دیوبند قدس اللہ اسرارہم کے عقائد سے انکار و تاویل کے راستہ پر چل رہی ہے، اس کے فکری ڈانڈے غیر مقلدیت سے ملتے جلتے ہیں، مگر یہ سارا کام یہ لوگ دیوبندیت کے نام پر کر رہے ہیں اور پاکستان میں دیوبند مدارس کے بورڈ وفاق المدارس العربیہ سے منسلک ہیں، ارباب وفاق المدارس عرصہ سے ان کو الگ کرنے کی سوچ رہے ہیں، مگر اب تو ان کی دعوت اور آزادی کی حد ہو گئی ہے۔ اکابر کے متفقہ عقائد کو کھلم کھلا کفر و شرک اور

اکابر کا نام لے کر انہیں اور ان کی تعلیمات کو یہود و نصاری اور بت پرستی قرار دیتے ہیں، ان حالات میں وفاق قطعاً ان کے دیوبندیت سے انتساب کو برداشت نہیں کرتا، مگر اس اہم فیصلہ کے لئے ہم نے یہی مناسب سمجھا کہ دیوبندیت کے علمی مراکز سے بھی مشورہ لیا جائے۔ مدرسہ شاہی مراد آباد دیوبند کے اولین مراکز میں سے ہے؛ اس لئے ایک استفتاء کی صورت میں رائے کی جارہی ہے، اس سلسلہ میں استفتاء اور استفتاء میں مذکور حوالہ جاتی کتب کے عکس ارسال خدمت ہیں۔

اس طرح فتنوں کے ضرر سے بچنے کے لئے ہم نے ایک حلف نامہ بھی مرتب کیا ہے، تاکہ دینی اداروں کو ایسے حضرات سے محفوظ رکھا جاسکے۔ اس حلف نامہ کی بھی تصدیق فرمادیں، تاکہ آپ کی تائید سے اس کی اہمیت مزید ہو جائے۔

اس سلسلہ میں احقر کے معتمد مولانا نثار احمد الحسینی صاحب دامت برکاتہم ہیں اس لئے واپسی پتہ ان ہی کا استعمال فرمائیں، جواب میں پوری فائل ارسال نہ فرمائیں، اس پر ڈاک خرچ زیادہ ہے، فقط جواب ہی ارسال فرمادیں، آپ کے جواب کا انتظار رہے گا، خاص کر دیوبندیت کے مراکز میں اب شوال سے نئے داخلے ہوتے ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ رمضان المبارک سے پہلے ہم کسی نتیجہ پر پہنچ جائیں۔ جزاکم اللہ فی الدارین خیراً

المستفتی: سلیم اللہ خان صدر وفاق المدارس العربیہ، پاکستان ۱۶/رجب ۱۴۳۳ھ

جواب منجانب دار الافتاء دار العلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب وباللہ التوفیق: آپ نے سوال کے ساتھ "اشاعت التوحید والسنہ" کے جو نظریات حوالے کے ساتھ ذکر کئے ہیں، یہ سب نظریات اکابر دیوبند اہل السنہ والجماعت کے مسلک کے خلاف ہیں۔ اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان، اکابر علماء دیوبند کے عقیدہ و مسلک سے منسوب مدارس عربیہ کا وفاق ہے، پس ان مدارس کے عقائد، افکار، نصاب تعلیم اور نظام پر نظر رکھنا ضروری ہے اور جماعت "اشاعت التوحید السنہ نے اپنے اکثر نظریات میں اعتزال کا راستہ اختیار کر رکھا ہے، غیر مقلدیت سے ملے ہوئے نظر آتے ہیں، لہذا مناسب یہ ہے کہ جماعت

اشاعت التوحید والسنہ کو وفاق المدارس سے علیحدہ کر دیا جائے، ان کو شامل رکھنے میں بہت سے مفاسد کا اندیشہ ہے۔باقی سوالات کے جوابات ضروری نہیں۔لعل اللہ یحدث بعد ذلك امرا .

فقط واللہ اعلم

حبیب الرحمن عفا اللہ عنہ

مفتی دار العلوم دیوبند

۱۹ ذی قعدہ ۱۴۳۳ھ

الجواب صحیح:

ابو القاسم نعمانی غفرلہ

مہتمم دار العلوم دیوبند

۲۰/۱۱/۱۴۳۳

الجواب صحیح والمجیب مصیب:

کتبہ سعید احمد عفا اللہ عنہ پالن پوری

صدر المدرسین دار العلوم دیوبند

۲۰/۱۱/۱۴۳۳

الجواب صحیح:

الجواب صحیح: الجواب صحیح: وقار علی

غفرلہ فخر الاسلام

الجواب صحیح:

محمود حسین غفرلہ بلند شہری

جواب منجانب: دار الافتاء جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد

باسمہ سبحانہ تعالیٰ

الجواب وباللہ التوفیق: تفصیلی سوال نامہ میں پیش کردہ قطعی حوالوں سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ: مجلس اشاعت التوحید والسنہ کے عقائد و نظریات اہل سنت والجماعت اور علمائے حق علمائے دیوبند کے موقف کے بالکل بر خلاف ہیں، بالخصوص اس فرقہ کے نامور مولفین نے اپنی کتابوں میں اکابر علمائے دیوبند: حضرت نانوتوی، حضرت گنگوہی، حضرت تھانوی اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ کے بارے میں جس طرح دریدہ دہنی اور طعن و تشنیع کا اظہار کیا ہے، اس سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ ان لوگوں کا تعلق علمائے دیوبند سے نہیں ہے؛ بلکہ ان کا جوڑ متشدد اور گمراہ فرقہ غیر مقلدین سے نمایاں ہے۔ بریں بنا وفاق المدارس العربیہ پاکستان جو مسلک اہل حق علمائے دیوبند کا نمائندہ ادارہ ہے، اس ادارہ سے اشاعت التوحید والسنہ اور اس سے متاثر اداروں کا الحاق بر قرار رکھنا ہم مناسب نہیں سمجھتے۔فقط واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ شبیر احمد قاسمی عفااللہ عنہ
۲۱/ ذیقعدہ ۱۴۳۳ھ
(الف فتویٰ نمبر: ۴۰/ ۱۰۸۴۸)
الجواب صحیح: اشہد رشیدی
مہتمم جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد الہند
۲۱/ ۱۱/ ۱۴۳۳

الجواب صحیح:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۲۲/ ۱۱/ ۱۴۳۳ھ

[مستفاد: فتاویٰ قاسمیہ جلد نمبر ۲، ص: ۲۸۶ تا ۲۹۰۔ باب ما یتعلق بالانبیاء، کتاب الایمان، ناشر مکتبہ اشرفیہ، دیوبند، الہند]

مماتیوں کے اجتماعات میں شرکت کا حکم

سوال: میرا سوال یہ ہے کہ یہاں ہمارے ہاں بہت سارے مماتی لوگ رہتے ہیں، ان لوگوں (مماتیوں) کا سالانہ تین دن اجتماع ہوتا ہے، کیا ان لوگوں کے اجتماعات میں شرکت کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب نمبر: 600843

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Fatwa:162-113/N=4/1442

مماتی فرقہ: بنیادی طور پر عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرتا ہے، یعنی: حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم؛ بلکہ تمام انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے اجساد مطہرہ کو وفات کے بعد ان کی قبروں میں بہ تعلق روح، حیات حاصل نہیں ہے، ان کا جسم محض بے جان اور مردہ ہے، حیات صرف اُن کی ارواح کو حاصل ہے اور ان کی ارواح کا اجساد مطہرہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے، یعنی: برزخ میں ان کے لیے محض روحانی حیات ہے، جسمانی حیات نہیں ہے۔ اور یہ فرقہ انکار حیات کی بنیاد پر دیگر بعض ایسے عقائد کا بھی حامل و قائل ہے، جو اھل السنة والجماعة کے مسلک کے خلاف ہیں، جیسے: حضرت اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ

وسلم کے روضہ مبارکہ پر جو سلام پیش کیا جاتا ہے، وہ بھی آپ علیہ السلام براہ راست سماعت نہیں فرماتے؛ بلکہ فرشتوں کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا جاتا ہے، آپ سے دعا اور سفارش کی درخواست کرنا غلط ہے، دعا وغیرہ میں کسی کا وسیلہ اختیار کرنا شرک، بدعت قبیحہ اور حرام وناجائز ہے۔ قبر میں میت کو کوئی عذاب وثواب نہیں ہوتا، عذاب وثواب کا تعلق صرف روح سے ہوتا ہے، وغیرہ وغیرہ اس لیے یہ فرقہ گمراہ اور اهل السنة والجماعة سے خارج ہے اور اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے اور فساد عقیدہ کے اندیشے کی بنا پر اس کے دینی اجتماعات میں بھی شرکت درست نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم

دارالافتاء،

دارالعلوم دیوبند

مماتیت کے حوالے سے دارالعلوم دیوبند کے چند فتوے

اشاعت التوحید والسنۃ والے جسد عنصری کے ساتھ تعلق کے بالکل قائل نہیں، بلکہ اس کو کفر صریح اور شرک کہتے ہیں، جیساکہ گزرچکاہے، اس بارے میں ہمارے دارالعلوم دیوبند کا مؤقف ملاحظہ ہو:

سوال نمبر:31770

عنوان: اگر کوئی بندہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات فی قبر مانتا ہے لیکن اعادہ روح نہیں مانتا تو وہ اہل سنت والجماعت ہوگا یا نہیں؟

سوال: اگر کوئی بندہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات فی قبر مانتا ہے لیکن اعادہ روح نہیں مانتا تو وہ اہل سنت والجماعت ہوگا یا نہیں؟

جواب نمبر:31770

بسم الله الرحمن الرحيم

فتویٰ(ھ):820=524-1432/ 6 جمہور اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیائے کرام اپنی اپنی قبروں میں جسد عنصری کے ساتھ حیات ہیں، اس پر دلائل

حد تواتر کو پہنچے ہوئے ہیں، اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والا گمراہی پر ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

دار الافتاء،

دار العلوم دیوبند

دار العلوم دیوبند نے اس جماعت کا تعارف کچھ یوں کیا ہے، ملاحظہ ہو:

سوال نمبر:603409

عنوان:

مماتی فرقہ کا تعارف اور ان کا حکم؟

سوال: پاکستان میں ایک مسلک ہے اشاعت توحید و سنت، اس کے بارے میں کیا رائے ہے؟ وہ اپنے آپ کو مماتی کہلاتے ہیں؟

جواب نمبر:603409

بسم اللہ الرحمن الرحیم

Fatwa:547-426/N=7/1442

مماتی فرقہ: بنیادی طور پر عقیدہ حیات النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا انکار کرتا ہے، یعنی حضرت اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ تمام انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے اجساد مطہرہ کو وفات کے بعد ان کی قبروں میں بہ تعلق روح، حیات حاصل نہیں ہے، ان کا جسم محض بے جان اور مردہ ہے، حیات صرف اُن کی ارواح کو حاصل ہے اور ان کی ارواح کا اجساد مطہرہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے، خلاصہ یہ کہ برزخ میں ان کے لیے محض روحانی حیات ہے، جسمانی حیات نہیں ہے۔

پھر یہ فرقہ انکار حیات کی بنیاد پر دیگر بعض ایسے عقائد کا بھی حامل و قائل ہے کہ وہ بھی اھل السنة والجماعة کے مسلک کے خلاف ہیں، جیسے: حضرت اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارکہ پر جو سلام پیش کیا جاتا ہے، وہ بھی آپ علیہ الصلاۃ والسلام براہ راست

سماعت نہیں فرماتے؛ بلکہ فرشتوں کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا جاتا ہے، آپ سے دعا اور سفارش کی درخواست کرنا غلط ہے، دعا وغیرہ میں کسی کا وسیلہ اختیار کرنا شرک، بدعت قبیحہ اور حرام وناجائز ہے اور قبر میں میت کو کوئی عذاب وثواب نہیں ہوتا، عذاب وثواب کا تعلق صرف روح سے ہوتا ہے، وغیرہ وغیرہ؛

لہٰذا یہ (مماتی) فرقہ گمراہ ہے اور اھل السنة والجماعة سے خارج ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم

دار الافتاء،

دار العلوم دیوبند

مماتی حضرات کی تقریر سننا

سوال

مماتی حضرات جن کو علماء نے دیوبند سے خارج لکھا ہے، کیا ان مماتی حضرات کا کسی موضوع پر کوئی بھی بیان سن سکتے ہیں؟ خواہ وہ بیان دفاعِ صحابہ کرام، شانِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم، ختمِ نبوت، یا پھر کسی بھی موضوع پر ہو تو کیا ان کا بیان سن سکتے ہیں؟

جواب

اہلِ سنت و الجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ اور تمام انبیاءِ کرام علیہم الصلوات و التسلیمات وفات کے بعد اپنی قبروں میں زندہ ہیں، ان کو روزی دی جاتی ہے، ان کے اَبدانِ مقدسہ بعینہا محفوظ ہیں اور جسدِ عنصری کے ساتھ عالمِ برزخ میں ان کو حیات حاصل ہے، اور یہ حیات، حیاتِ دنیوی کے مماثل، بلکہ بعض وجوہ سے حیاتِ دنیوی سے زیادہ قوی تر ہے، البتہ اَحکامِ شرعیہ کے وہ مکلف نہیں ہیں، روضۂ اقدس میں جو درود پڑھا جاتا ہے حضور ﷺ اس کو خود بلا واسطہ سنتے ہیں۔

جو لوگ عقیدۂ حیاۃ الانبیاء کے منکر ہیں، جن کو عرف میں مماتی کہا جاتا ہے، وہ اہل السنت والجماعت سے خارج ہیں، لہذا ان کی تقریر سننے سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

مجمع الزوائد میں ہے:

وعن أنس بن مالك قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «الأنبياء أحياء في قبورهم يصلون».رواه أبو يعلى والبزار، ورجال أبي يعلى ثقات(كتاب فيه ذكر الانبياء ،باب ذكر الانبياء،رقم الحديث:١٣٨١٢، ٢١١/٨،ط:دار المامون للتراث)

مشکوۃ المصابیح میں ہے:

وعن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "«من صلى علي عند قبري سمعته ومن صلى علي نائيا أبلغته»" . رواه البيهقي في شعب الإيمان(كتاب الصلاة ،باب الصلوة على النبى ،الفصل الثالث ، ٨٧/١،ط:قديمى كتب خانه كراچى)

شرح الشفا للملا علی قاری رحمہ اللہ میں ہے:

فمن المعتقد المعتمد أنه صلى الله تعالى عليه وسلم حي في قبره كسائر الأنبياء في قبورهم وهم أحياء عند ربهم وأن لأرواحهم تعلقا بالعالم العلوي والسلفي كما كانوا في الحال الدنيوي فهم بحسب القلب عرشيون وباعتبار القالب فرشيون(شرح الشفا،فصل :فى تخصيصه عليه الصلاة والسلام بتبليغ صلاة من صلى عليه صلاة اوسلم من الانام ، ١٤٢/٢،ط:دار الكتب العلمية)

فتح الباری میں ہے:

إن حياته صلى الله عليه وسلم في القبر لايعقبها موت بل يستمر حيا والأنبياء أحياء في قبورهم

(كتاب فضائل اصحاب رسول الله،باب قول النبى لو كنت متخذا خليلا، ٢٩/٧،ط:دار المعرفة بيروت)

عمدۃ القاری میں ہے:

من أنكر الحياة في القبر، وهم المعتزلة ومن نحا نحوهم، وأجاب أهل السنة عن ذلك۔

(كتاب فضائل اصحاب رسول الله،باب قول النبى لو كنت متخذا خليلا، ۱۸۵/۱٦ ط:دار احياء التراث العربي،بيروت)

آپ کے مسائل اور ان کا حل میں ہے:

"میرا اور میرے اکابر کا عقیدہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ روضہ اطہر میں حیات جسمانی کے ساتھ حیات ہیں اور یہ حیات برزخی ہے۔۔۔جو شخص اس کے خلاف عقیدہ رکھتا ہے وہ میرے اکابرؒ کے نزدیک گمراہ ہے اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز نہیں، اس کی تقریر سننا جائز نہیں اور اس کے ساتھ کسی قسم کا تعلق روا نہیں۔

(باب عقیدہ حیات النبی ﷺ پر اجماع، 1/309، ط: مکتبہ لدھیانوی کراچی)

المهند على المفند میں ہے:

"عندنا وعند مشائخنا : حضرة الرسالة صلي الله عليه وسلم حيٌّ في قبره الشريف وحياته صلي الله عليه وسلم دنيوية من غير تكليفٍ، وهي مختصة به وبجميع الأنبياء صلوات لله عليهم والشهدآء لابرزخية، كما هي حاصلة لسائر المؤمنين بل لجميع الناس، نص عليه العلامة السيوطي في رسالته ''إنباء الأذكياء بحياة الأنبياء'' حيث قال: قال الشيخ تقي الدين السبكي: حياة الأنبيآء والشهدآء في القبر كحياتهم في الدنيا ويشهد له صلاة موسى عليه السلام في قبره، فإن الصلاة تستدعي جسدا حيا إلى اخر ما قال: فثبت بهذا أن حياته دنيوية برزخية لكونها في عالم البرزخ."

(المهند على المفند للمحدث السهارنفورى،الجواب عن السوال الخامس: مسألة حياة النبي صلى لله عليه وسلم،ص:۲۲،۲۱ط: دار

الإشاعت کراچی)

فقط واللہ اعلم

فتویٰ نمبر:144308101032

دار الافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

حیات النبی کا منکر اہل سنت والجماعت سے خارج ہے

سوال: محترم مفتی صاحب السلام علیکم ہمارے پاکستان میں ایک گروہ پایا جاتا ہے جو اپنے آپ کو مماتی دیوبندی کہتے ہیں۔ اور اپنا تعلق ایک جماعت اشاعت توحید والسنہ سے جوڑتے ہیں۔ لیکن وہ حیات النبی کے عقیدے کے منکر ہیں، وہ لوگ اعادہ روح کو بھی نہیں مانتے۔ اور سماع موتی کو بھی نہیں مانتے بلکہ سماع کا عقیدہ رکھنے والوں کو مشرک کہتے ہیں اور سماع موتیٰ کے عقیدہ کو شرک کی جڑ کہتے ہیں۔ یہ لوگ وسیلہ کے بھی منکر ہیں اور بات کرتے وقت ایسا محسوس ہوتا ہے کہ کسی دیوبندی کے بجائے کسی متشدد غیر مقلد سے بات کی جارہی ہے۔ میرے پاس ایک دوست کے ذریعے انکے ایک عالم مولانا یونس نعمانی کی ریکارڈنگ پہنچی ہے جس میں وہ مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ کا نام لے کر انکو کافر مشرک وغیرہ، پتا نہیں کیا کیا کہتے ہیں اور بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اب بتاؤ اس مولوی کی بات مانوگے یا قرآن کی یعنی مولانا یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ اور مولانا سرفراز خان صفدر صاحب رحمۃ اللہ کی باتیں قرآن کے خلاف ہیں جبکہ سب جانتے ہیں کہ مولانا یوسف رحمۃ اللہ اور مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ کا عقیدہ وہ ہی ہے جو المہند میں ہے۔ میں نے انکے ایک اور عالم مولانا عبد القدوس صاحب کی ویڈیو دیکھی ہے جس میں وہ پاکستان کے بڑے عالم اور مناظر مولانا امین صفدر اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ جن کی کتاب تجلیات صفدر سے بڑے بڑے علماء فائدہ اٹھاتے ہیں، غیر مقلدوں کا رد کرنے میں۔ ان کو بڑے توہین آمیز انداز میں ماسٹر اوکاڑوی کہا۔ حضرت کو غیر مقلد بھی اسی طرح بلاتے ہیں پاکستان میں۔ یہ لوگ علماء کی کتابوں میں اکثر دھوکے کرتے ہیں اور کسی نہ کسی طریقہ سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ تمام علماء دیوبند سماع موتیٰ کو نہیں مانتے تھے۔ یہ لوگ مولانا سرفراز خان صفدر صاحب جن کا نام آپ کے دارالافتا سے شائع

ہونے والے فتاوٰی میں ہوتا ہے کہ مزید تفصیل کے لیے انکی فلاں کتاب کی طرف رجوع فرمائیں پر الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے اپنی کتاب سماع موتی کی طبع اول صفحہ ۳۸۹ میں امی عائشہ رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کی ہے اور وہ گستاخ رسول ہے۔ میرا سوال ان کے بارے میں یہ ہے کہ کیا ان لوگوں کو دیوبندی کہنا جائز ہے؟ موجودہ دور میں دارالعلوم دیوبند کا حیات النبی کے بارے میں کیا عقیدہ ہے۔ منکر حیات النبی اور ایسا عقیدہ رکھنے والوں کو مشرک کہنے والوں کے بارے میں دارالعلوم کے مفتیان کرام کی کیا رائے ہے؟ جو شخص یہ کہتا ہو کہ سماع موتہ کا عقیدہ شرک اور شرک کی جڑ ہے۔ ایسے شخص کے بارے میں کیا حکم ہے؟ ان لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ کیا مولانا سرفراز خان صفدر صاحب نے اپنی کتاب میں امی عائشہ رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کی ہے؟ گستاخ علماء دیوبند کے بارے میں دارلعلوم کیا کہتا ہے؟ مولانا یوسف لدھیانوی اور مولانا سرفراز خان صفدر اور مولانا امین صفدر اوکاڑوی وغیرہ کے بارے میں دارلعلوم کی رائے کیا ہے؟ یہ لوگ بڑے زور شور سے اپنے آپ کو دیوبندی کہتے ہیں اور کم علم لوگوں کو گمراہ کہتے ہیں میں نے اکثر ایسے لوگ دیکھے ہیں جو اسی عقیدہ کے مماتی تھے اور بعد میں غیر مقلد بن گئے امید کرتا ہوں مجھے تفصیلا جواب سے نوازیں گے۔

جواب: مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اہل السنہ والجماعہ کا اجماعی عقیدہ جو چودہ صدیوں سے امت میں متوارث ہے، جسے علماء دیوبند رحمہم اللہ تعالیٰ نے اختیار کیا ہے، ترجمانِ دارالعلوم دیوبند و سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ کے الفاظ میں۔ وہ یہ ہے: مسئلہ زیرِ بحث حیات النبی ﷺ میں جہاں تک اپنے بزرگوں کی کتابوں، فتاویٰ، مقالات اور متوارث ذوق کا تعلق ہے، دیوبندیت تو یہی ہے کہ برزخ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حیاتِ دنیوی کے ساتھ زندہ مانا جائے۔ خیر الفتاویٰ:1187 لہٰذا منکر حیات النبی قطع نظر اس کے وہ کسی جماعت سے نسبت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو اہل السنہ والجماعہ سے خارج، مبتدع اور اہل ہویٰ میں سے ہے، دیوبندیت سے اس کا دور کا بھی تعلق نہیں، ایسے لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ باقی علماء دیوبند کو برا بھلا کہنا۔ یہاں تک کہ کافر بتلانا، انتہائی خطرہ کی بات ہے، ایک عام مسلمان کو کافر سمجھنا یا کافر کہنا باعثِ سلب ایمان ہے چہ جائے کہ ان

برگزیدہ ہستیوں اور اولیاء اللہ کے حق میں اس طرح کی گستاخی کا ارتکاب کیا جائے، مذکورہ صاحب کو اپنے ایمان کی خبر لینی چاہیئے۔ حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ اور حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ اور حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی صاحب رحمہ اللہ اللہ تعالیٰ کے نیک اور برگزیدہ بندے تھے، اور حقیقت میں مسلک دیوبند کے ترجمان تھے، ان اکابر کی عبارات کو توڑ مروڑ کر اس سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گستاخی جیسے امور ثابت کرنا، ان پاکیزہ ہستیوں پر بہتان ہے، الحمد للہ ہمارے بزرگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ادب واحترام میں ان پر الزام تراشی کرنے والوں سے بہت آگے ہیں۔

فقط واللہ اعلم

فتویٰ نمبر:143101200032

دار الافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

آخری گزارش:

ماننے والے کے لئے یہ مواد کافی ہے، اور منکر بے عقل کا کوئی علاج نہیں، ملک اور بیرون ملک کے تقریباً ہر معتبر دار الافتاء کا فتویٰ موجود ہے کہ حیات النبی روح مع الجسد العنصری کا منکر گمراہ ہے، اور اشاعتی حضرات روضہ اطہر میں حیات نہیں مانتے، اور نہ ہی سماع کو مانتے ہیں، اور نہ اس قبر کو قبر کہتے ہیں، اور نہ ہی اس قبر میں کسی حیات کے قائل ہیں، ان تمام الفاظ میں وہ تاویلات کرتے ہیں، اور اہل سنت والا معنی مراد نہیں لیتے، لہٰذا وہ حیات النبی ﷺ کے قائل نہیں، گمراہ ہیں، انکی اقتدا مکروہ تحریمی ہے۔ واللہ أعلم وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقه محمد وآله واصحابه اجمعین۔

ختم شد

یاداشت

یاداشت